تربیتی نصاب

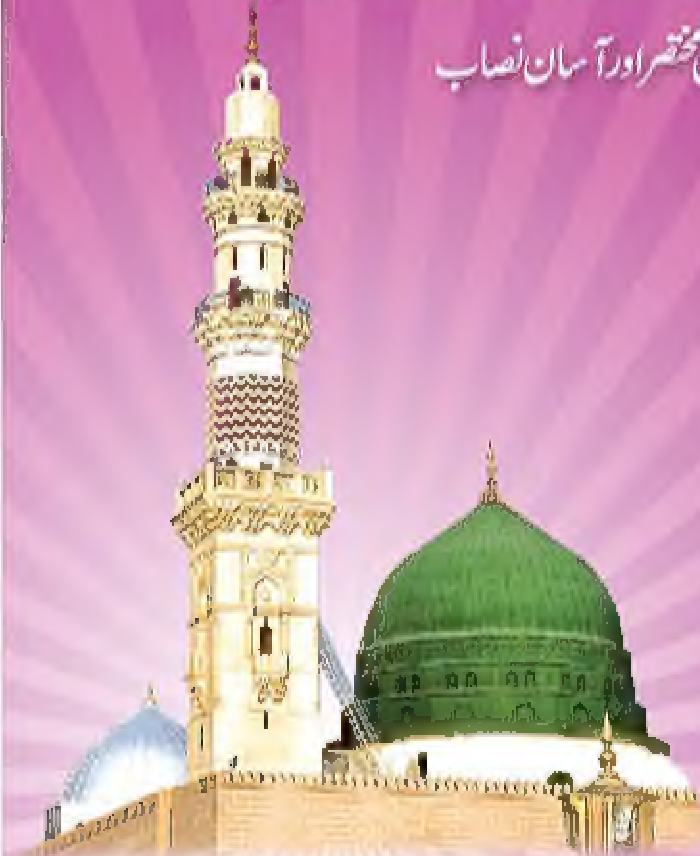
حصہ اوّل

برائے مستورات

(۱) نورانی قاعدہ / حفظ سورۃ بمع ترجمہ وتفسیر (۲) ایمانیات

(۳) عبادات (۴) احادیث و مسنون دعائیں (۵) اخلاق و آداب

پر مشتمل مختصر اور آسان نصاب





جمع وترتیب

علمائے کرام مکتب تعلیم القرآن الکریم



تربیتی نصاب

حصہ اوّل

(برائے بالغات)

دین کا بنیادی علم حاصل کرنے کے لیے

ایک مختصر اور آسان نصاب

طالبہ کا نام: .... ولدیت: ....

مکتب کا نام: .... مُعلّمہ کا نام: ....

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم

صدر دارالعلوم کراچی

جمع و ترتیب

احباب مکتب تعلیم القرآن الکریم

05010615

کتاب کا نام : تربیتی نصاب (حصہ اوّل) برائے بالغات

تاریخ اشاعت : جولائی 2015

کمپوزنگ و ڈیزائننگ : جنید اقبال، عبید اشفاق

ناشر : مکتب تعلیم القرآن الکریم

ملنے کے پتے

- مکتب تعلیم القرآن الکریم
  C-1 کاسموپولیٹن سوسائٹی، بالمقابل سہولی کلب، گرومندر کراچی۔
  ای میل: maktab2006@hotmail.com
- مدرسہ بیت العلم
  ST-9E بلاک نمبر 8، گلشن اقبال، متصل مسجد بیت المکرم کراچی
  فون: 92-21-34976073+ فیکس: 92-21-34976339+
- مکتبہ بیت العلم اردو بازار کراچی۔ فون: 021-32726509

کتاب کی معلومات کے لیے رابطہ نمبر

کراچی: 0333-3204104	سندھ: 0322-2061640
لاہور: 0321-4066762	پنجاب: 0300-2298536
بلوچستان: 0323-2465366	خیبرپختونخواہ: 0323-2163507

مکتب کے دفتر کا نمبر: 0332-2164190

اوقات: صبح 8:00 بجے تا 5:00 بجے شام (علاوہ اتوار)

تربیتی نصاب حصہ اوّل کا مکمل خاکہ

قاعدہ	نورانی قاعدہ	مکمل نورانی قاعدہ۔
قرآن کریم	حفظ سورۃ مع ترجمہ وتفسیر	تلاوت کے آداب، نماز میں تلاوت کے بعض ضروری آداب، سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃ، سُوْرَۃُ الْفِیْلِ تا سُوْرَۃُ النَّاسِ، حفظ سورۃ مع ترجمہ وتفسیر۔
ایمانیات	کلمے ایمان مجمل مفصل	کلمۂ طیبہ، کلمۂ شہادت، کلمۂ تمجید، کلمۂ توحید، کلمۂ استغفار، کلمۂ ردِ کفر۔ ایمان مجمل، ایمان مفصل۔
	عقائد	اللہ تعالیٰ، فرشتے، آسمانی کتابیں، قرآن کریم، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے متعلق ضروری عقائد۔ رسالتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، قیامت کی نشانیاں اور حالات، قیامت کی بڑی نشانیاں، مرنے کے بعد زندہ ہونا اور تقدیر۔
عبادات	طہارت	بیت الخلاء کے آداب، وضو، حیض ونفاس اور غسل کا بیان۔
	اذان	اذان کا جواب۔
	نماز	کلماتِ نماز اور نماز پڑھنے کا طریقہ، نماز کے تفصیلی احکام، قضا نماز، جمعے کا بیان، سفر کی نماز، بیمار کی نماز، سجدۂ تلاوت، تراویح کی نماز، عیدین کا بیان، نمازِ جنازہ کا بیان۔
احادیث	۲۰ احادیث مع ترجمہ وتشریح	① نیت کی درستگی ② پاکیزگی کی اہمیت ③ کامل مسلمان کون؟ ④ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ⑤ خیر خواہی ⑥ مسلمانوں کے چند حقوق ⑦ مسلمان کا عیب چھپانا ⑧ دنیا کی حیثیت ⑨ غصے سے بچنا ⑩ رشتہ داروں سے تعلق توڑنا ⑪ ناراضگی کی مدت ⑫ جھوٹے کی ایک پہچان ⑬ چغل خوری ⑭ ظلم کی برائی ⑮ بے حیائی کی برائی ⑯ عورتوں کے لیے باریک لباس پہننے کی ممانعت ⑰ تصویر اور کتے کی نحوست ⑱ چند بڑے گناہ ⑲ شوہر کی فرماں برداری ⑳ درود شریف کی فضیلت۔

مسنون اذکار	۵ مسنون اذکار	① اونچی جگہ پر چڑھتے ہوئے کہیں ② نیچے اترتے ہوئے کہیں ③ کوئی چیز اچھی لگے تو کہیں ④ جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کریں تو کہیں ⑤ کوئی مصیبت کی خبر پہنچے تو کہیں۔
مسنون دعائیں	۱۶ مسنون دعائیں	① علم میں اضافے کی دعا ② دودھ پینے کے بعد کی دعا ③ گھر سے نکلنے کی دعا ④ کپڑے پہننے کی دعا ⑤ نیا کپڑا پہننے کی دعا ⑥ دعوت کا کھانا کھانے کے بعد کی دعا ⑦ جب بارش ہونے لگے تو یہ دعا مانگیں ⑧ بیمار کی عیادت کی دعا ⑨ افطار کی دعا ⑩ اذان کے بعد کی دعا ⑪،⑫،⑬ صبح اور شام کی تین مسنون دعائیں ⑭ مجلس سے اٹھنے کی دعا ⑮ مصیبت زدہ کو دیکھ کر آہستہ سے یہ دعا مانگیں ⑯ قرض اور پریشانی سے نجات کے لیے دعا۔
اخلاقیات	اخلاق و آداب	سنت پر عمل کرنا ۔ کھانے کے آداب ۔ پینے کے آداب ۔ سونے کے آداب سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے کی فضیلت ۔ گھر کے آداب ۔ چھینک اور جمائی کے آداب سلام ۔ سلام کے آداب ۔ مصافحے کے آداب ۔ زبان کی حفاظت ۔ بات کرنے کے آداب پردہ کا بیان ۔ لباس کے آداب ۔ شکر ۔ والدین کا ادب و احترام ۔ والدین کی نافرمانی نہ کریں تقویٰ ۔ پاکیزہ اور حلال روزی ۔ حُسنِ سلوک ۔ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ ۔ دوستی سچ ۔ جھوٹ ۔ تواضع اور عاجزی ۔ تکبر اور غرور ۔ غیبت ۔ حسد ۔ گالی گلوچ سے بچنا۔

فہرست مضامین

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

مقدمہ

دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اور صرف اسلام ہے، دین اسلام کی خدمت محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی عطا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں جس نے تعلیم بالغات کے لیے یہ کتاب مرتب کرنے کی توفیق نصیب فرمائی۔

دین اسلام میں مسلمانوں کو دین کا علم حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس میں عمر کی کوئی قید نہیں۔ دین کا علم حاصل کرنے کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ علم تو مہد (ماں کی گود) سے لحد (قبر میں جانے) تک حاصل کیا جاتا ہے۔

صحابیات رضوان اللہ علیہمن، بھی گھریلو مصروفیت کے ساتھ ساتھ دین کا علم حاصل کرنے کی کوشش کیا کرتی تھیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

عورتوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی: آپ ہمارے لیے ایک دن مخصوص کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کا ان سے وعدہ کیا اور آپ اپنے وعدہ کے مطابق اس دن ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو دین کے احکام بتائے۔[2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا معمول یہ تھا کہ جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتیں اور سمجھ میں نہ آتی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھتیں تاکہ سمجھ میں آجائے۔[3]

ہر مسلمان عورت کو چاہیے کہ وہ بھی صحابیات رضوان اللہ علیہمن کی طرح دین کا علم حاصل کرنے کی کوشش کرے، کم از کم دین کا بنیادی اور فرض عین علم ضرور حاصل کرے تاکہ زندگی دین کے مطابق گزارنا آسان ہو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی دی ہوئی توفیق سے ''اساتذہ کرام مکتب تعلیم القرآن الکریم'' نے خواتین کے لیے صرف سو (۱۰۰) گھنٹے پر مشتمل نصاب ''تربیتی نصاب'' کے نام سے مرتب کیا گیا ہے، جس میں:

---

① سنن ابن ماجہ، الادب، باب فضل الوالدین، الرقم: ۳۸۰۳ ② صحیح البخاری، العلم، باب هل یجعل للنساء یوم علی حدة فی العلم، الرقم: ۱۰۱

③ صحیح البخاری، العلم، باب من سمع شیئا فراجع حتی یعرفه، الرقم: ۱۰۳

- قرآن کریم کی درستگی اور منتخب سورتیں یاد کرنا اور ان کا ترجمہ و تفسیر
- دین کے ضروری اور بنیادی عقائد اور مسائل
- ۲۴ گھنٹے کی مسنون دعائیں اور مسنون اعمال
- معاشرت اور معاملات پر مشتمل احادیث و عملی اسباق مثبت انداز میں مرتب کیے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! "حصہ اول" پیش خدمت ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اسے شرف قبولیت عطا فرمائے۔

"رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ."

ایک عاجزانہ درخواست

[illegible] "مدرسہ عربیہ رائیونڈ، جامعہ دار العلوم، جامعہ فاروقیہ، جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، جامعہ اشرفیہ لاہور اور دیگر مدارس کے فضلاء کی زیر نگرانی مرتب کیا گیا ہے۔ اس لیے ان سب مدارس کو اور مکتب تعلیم القرآن الکریم کے اساتذہ اور معاونین کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیے گا۔ اس سے ان شاء اللہ آپ کو بھی فائدہ ہوگا۔

حدیث شریف میں آتا ہے:

"[illegible] الْمَلَكُ وَلَكَ بِمِثْلٍ."[1]

ترجمہ: "جو کوئی مسلمان اپنے بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں (غائبانہ) دعا کرے تو ایک فرشتہ کہتا ہے: "تیرے لیے بھی ایسا ہی ہو۔"

از

احباب مکتب تعلیم القرآن الکریم

آپ سے مؤدبانہ درخواست ہے، جہاں غلطی نظر آئے ضرور مطلع فرمائیں۔

[1] صحیح مسلم، الذکر۔۔۔ باب فضل الدعاء للمسلمین بظہر الغیب، الرقم: ۶۹۲۷

تربیتی نصاب کی خصوصیات

1. کل سو گھنٹے کا مختصر نصاب جسے ہر عورت گھریلو مصروفیات کے ساتھ آسانی سے پڑھ سکتی ہے۔
2. یہ نصاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔
3. یہ نصاب ایک مکمل نظام کے ساتھ بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔
4. ہر سبق پڑھانے کے لیے دنوں کو متعین کیا گیا ہے۔
5. نصاب کا اجمالی خاکہ دیا گیا ہے۔
6. مضامین کے شروع میں اس کی مفہومی تعریف اور اس کی ضرورت اور اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔
7. قرآنی آیات کا ترجمہ اور حفظ سورۃ میں تفسیر "آسان ترجمہ قرآن" (از: مفتی تقی عثمانی صاحب مدّ ظلّہٗ) سے لی گئی ہے۔
8. احادیث حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے "چہل حدیث" اور مولانا محمد منظور نعمانی صاحب کی کتاب "معارف الحدیث" سے منتخب کی گئی ہیں۔
9. [illegible] حوالہ جات بھی دیے گئے ہیں تاکہ بات مستند اور معتمد ہو۔
10. نصاب کے آخر میں نماز کی ڈائری موجود ہے تاکہ نماز کا اہتمام پیدا ہو۔

نصاب پڑھانے کا طریقہ

1. اس نصاب کو پڑھانے کے لیے کل سو (۱۰۰) گھنٹے درکار ہیں۔
2. نابالغ اور کم عمر بچیوں کو یہ نصاب نہ پڑھایا جائے، ان کے لیے علیحدہ نصاب مرتب کیا گیا ہے۔
3. مکمل نصاب اجتماعی طور پر پڑھایا جائے، البتہ سبق سنتے وقت یہ محسوس کریں کہ کسی کو سبق سنانے میں جھجک ہوتی ہے تو اس کا انفرادی سبق سنیں، اس کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں، ایسی کوئی بات ہرگز نہ کریں جو بری لگے اور وہ بنیادی دینی علم سیکھنا چھوڑ دے۔
4. نورانی قاعدہ بورڈ پر پڑھائیں۔

تعلیمی دن

1. یہ نصاب دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلا حصہ مکمل کرنے کی مدت "چھ ماہ" پڑھائی کے کل سو گھنٹے درکار ہیں۔
2. ہفتے میں پڑھائی کے چار دن مقرر کیے گئے ہیں۔
3. روزانہ کا دورانیہ ایک گھنٹہ ہے۔ اسی کے مطابق کتاب میں دنوں کی تقسیم کی گئی ہے۔
4. نصاب میں کل پانچ مضامین ہیں۔ اس میں سے نورانی قاعدہ/قرآن کریم روزانہ پڑھائیں اور باقی چار مضامین میں سے دو مضمون پہلے دن اور باقی دو مضمون اگلے دن پڑھائیں۔
5. آسانی کے لیے نظام اوقات تین طرح کے دیے گئے ہیں تاکہ ہر مسلمان عورت آسانی کے ساتھ دین کا فرض عین اور بنیادی علم سیکھ سکے۔

نظام الاوقات

پہلی ترتیب:

ہفتے میں پڑھائی کے چار دن اپنی سہولت سے متعین کرلیں اور دورانیہ ایک گھنٹہ ہو۔اس ترتیب پر نظام الاوقات یہ ہے:

پہلے دن پڑھایا جائے		دوسرے دن پڑھایا جائے	
نورانی قاعدہ/ناظرہ قرآن کریم	۳۰ منٹ	نورانی قاعدہ/ناظرہ قرآن کریم	۳۰ منٹ
ایمانیات	۱۵ منٹ	احادیث ومسنون دعائیں	۱۵ منٹ
عبادات	۱۵ منٹ	اخلاق وآداب	۱۵ منٹ

دوسری ترتیب:

ہفتے میں پڑھائی کے دو دن بروز ہفتہ اور اتوار متعین کرلیں اور دورانیہ دو گھنٹے ہو۔اس ترتیب پر نظام الاوقات یہ ہے:

بروز ہفتہ		بروز اتوار	
نورانی قاعدہ/ناظرہ قرآن کریم	۶۰ منٹ	نورانی قاعدہ/ناظرہ قرآن کریم	۶۰ منٹ
ایمانیات	۳۰ منٹ	احادیث ومسنون دعائیں	۳۰ منٹ
عبادات	۳۰ منٹ	اخلاق وآداب	۳۰ منٹ

تیسری ترتیب:

ہفتے میں پڑھائی کا ایک دن بروز ہفتہ یا اتوار متعین کرلیں اور دورانیہ چار گھنٹے ہو۔اس ترتیب پر نظام الاوقات یہ ہے:

نورانی قاعدہ/ناظرہ قرآن کریم	۲ گھنٹے
ایمانیات	۳۰ منٹ
عبادات	۳۰ منٹ
احادیث ومسنون دعائیں	۳۰ منٹ
اخلاق وآداب	۳۰ منٹ

وضاحت:

١. ان تین ترتیبوں میں سے کوئی ایک ترتیب متعین کریں البتہ پہلی ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے کتاب میں دنوں کی تقسیم کی گئی ہے۔اس لیے کہ یومیہ ایک گھنٹہ میں آسانی ہے۔
٢. دوسری اور تیسری ترتیب بھی علاقے اور طالبات کی نوعیت کے اعتبار سے بنائی جاسکتی ہے اس صورت میں کتاب میں دی گئی دنوں کی تقسیم بدل جائے گی، لہٰذا اس کو مدنظر رکھیں۔
٣. علاقے کی آٹھ، دس بالغ مستورات یومیہ ایک گھنٹے کی ترتیب پر پڑھنا چاہیں اور دوسری آٹھ، دس مستورات دو گھنٹے کی ترتیب پر پڑھنا چاہیں تو یہ صورت بھی بنائی جاسکتی ہے۔

پیر، منگل، بدھ اور جمعرات پہلی جماعت کو پڑھائیں اور ہفتہ، اتوار دوسری جماعت کو دو دو گھنٹے والی ترتیب پر پڑھائیں۔

قرآن کریم کے بعض ضروری آداب

- قرآن کریم صحیح پڑھنا واجب ہے۔ ہر حرف ٹھیک ٹھیک پڑھیں۔ ہم آواز حروف یعنی ہمزہ اور عین۔ اسی طرح حا اور ہا، ذال، ظا، زا اور ضاد اور سین، صاد اور ثا ٹھیک ٹھیک پڑھیں۔ ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف نہ پڑھیں۔
- اگر کسی سے کوئی حرف نہیں نکلتا جیسے: حا کی جگہ ہا پڑھتی ہے یا عین نہیں نکلتا یا ث، س، ص سب کو سین ہی پڑھتی ہے تو صحیح پڑھنے کی مشق کرنا لازم ہے اگر صحیح پڑھنے کی محنت نہیں کرے گی تو گناہ گار ہوگی اور اس کی کوئی نماز صحیح نہ ہوگی۔ البتہ اگر محنت برابر کرتی رہے اس کے باوجود درست نہ ہو تو نماز درست ہے، جب تک محنت جاری رکھی جائے گی۔ [1]
- اگر حا، عین وغیرہ سب حرف نکلتے تو ہیں لیکن کوئی ایسی لاپروائی سے پڑھتی ہے کہ حا کی جگہ ہا اور عین کی جگہ ہمزہ پڑھتی ہے کچھ خیال کرکے نہیں پڑھتی تو وہ گناہ گار ہے اور نماز صحیح نہیں ہوتی۔ [2]

[1] (الدر المختار: ۱/ ۶۰۸)

[2] (رد المحتار: ۱/ ۶۶۲)



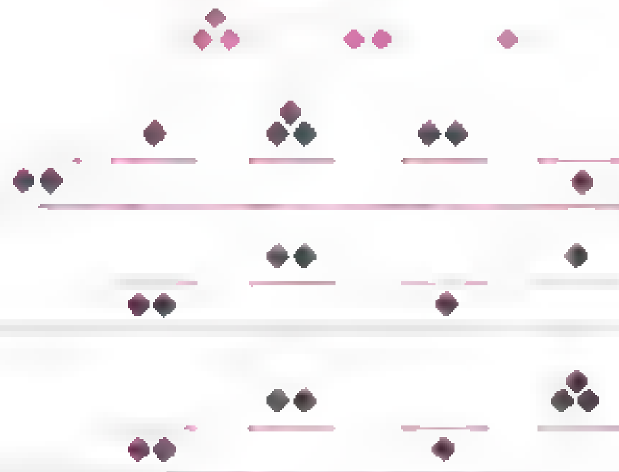
"نورانی قاعدہ"

قاعدہ جس کتاب میں قرآن کریم پڑھنے کے طریقے بتائے جائیں اس کو "قاعدہ" کہتے ہیں۔

تعوذ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

تسمیہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

سبق: ۱   **نقطے**



یہ صفحہ ایک دن میں پڑھائیں



مُفردات

مفردات: الگ الگ لکھے ہوئے حروف کو "مفردات" کہتے ہیں۔

ا الف	ب با	ت تا	ث ثا	ج جیم	ح حا
خ خا	د دال	ذ ذال	ر را	ز زا	س سین
ش شین	ص صاد	ض ضاد	ط طا	ظ ظا	ع عین
غ غین	ف فا	ق قاف	ك کاف	ل لام	م میم
ن نون	و واو	ہ ہا	ء ہمزہ	ي یا	

① [illegible] جن کا مجموعہ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ ہے۔

خ	ص	ض	ط	ظ	غ	ق

② [illegible] (۳) ہیں

ث	ذ	ظ

③ [illegible] (۳) ہیں

ز	س	ص

④ ہم آواز حروف

ت ط ذ ز ض ظ ث س ص ح ہ ع ء ق ك



سبق: ۲

مُرَکَّبات

مرکبات: ملے جلے لکھے ہوئے حروف کو "مرکبات" کہتے ہیں۔

ا ﻻ ﮯ ﺎ

ا	لا	لَا	ـا	لـ

بـ ﺒ ﺔ أ ث

ب	ت	ث	ب	م	ج
ی	ذل	تِ	ـتـ	ک	ة
تـ	بـ	ثـ	ـٹ	یل	بن

ج جـ ح حـ خ خـ

ج	ح	خ	جـ	ـش	جـ
تم	حـ	تمت	ب	بت	

د ذ ر ز

د	ذ	ر	ـر	ـز	جـ
ذ	یـ	جـ	ز	ـز	

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں

سـ شـ صـ ضـ	س	ش	ص	ض	ل	شـ
	س	يـ	ص	ة	ضل	بصر

ط ظ	ط	ظ	ط	ظل	طال	حطت

عـ حـ غـ خـ	ع	غ	ع	ح	بـ	خ
			بـ د	خ		

و فـ قـ قـ	ف	ق	و	ل	ف	فـ
			نـر	خلق		

لُـ ک ک ک	ك	ک	ک	ک	ڈ	ک
			ڈ	ملك		

یہ سطور دو دن میں پڑھائیں



ل ا | ل | ا | لا | ـبـ | ـلـ | ـٹ

ـمـ مـ | م | مـ | ثم | ن | ث | يـ | عمد

| ن | ذ | خ | ى | ـبـ | تل بن

و ھ ـہ | و | ق | ہ | ھ | ـہـ | يـ | ـمـ | يب | ھ

ا ء ى ئ | ء | أ | أ | ى | سل | قرئ

يـ ـيـ ى | ى | پ | ـيـ | ـا | ـا | ين | ـمـ

ت ت ا خر

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں   دستخط معلم

سبق:۳

حروفِ مُقَطَّعَات

ان حروف کو الگ الگ کر کے پڑھائیں۔ ہجے نہ کرائیں۔

الٓمّٓ	الٓمّٓصٓ	الٓر	الٓمّٓر
كٓهٰيٰعٓصٓ	طٰهٰ	طٰسٓمّٓ	طٰسٓ
يٰسٓ	صٓ	حٰمٓ	حٰمٓ ۚ عٓسٓقٓ
قٓ	نٓ	الٓمّٓ ۚ اللّٰهُ	

طٰسٓمّٓ: پڑھنے کی صورت: طَا سِيْنْ مِيْمْ۔

الٓمّٓ ۚ اللّٰهُ: ملا کر پڑھنے کی صورت: اَلِفْ لَآمْ مِيْمَ اللّٰهُ۔

یہ صفحہ ... میں پڑھائیں

حرکات

ــَـ زبر	ــِـ زیر	ــُـ پیش
زبر ہمیشہ حرف کے اوپر ہوتا ہے	زیر ہمیشہ حرف کے نیچے ہوتی ہے	پیش ہمیشہ حرف کے اوپر مڑا ہوا ہوتا ہے

ــَـ ــِـ ــُـ ــَـ ــِـ ــُـ ــِـ ــَـ ــُـ

(۱) زبر، زیر اور پیش کو ''حرکات'' کہتے ہیں۔

(۲) جس حرف پر زبر، زیر یا پیش ہو اس کو ''متحرک'' کہتے ہیں۔

(۳) متحرک حرف کو جلدی پڑھیں ذرا بھی نہ کھینچیں جھٹکا بالکل نہ دیں۔

(۴) الف ہمیشہ خالی ہوتا ہے اور اگر اس پر حرکت آجائے تو اس الف کو ''همزة'' کہتے ہیں۔

ــَـ زبر

أَ	هَ	عَ	حَ	غَ	خَ	قَ
كَ	جَ	شَ	يَ	ضَ	لَ	نَ
رَ	طَ	دَ	تَ	صَ	سَ	زَ
ظَ	ذَ	ثَ	فَ	وَ	بَ	مَ

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں



ـِـ زیر

”زیر“ والے حرف کو جلدی پڑھیں، ذرا بھی نہ کھینچیں، جھٹکا بالکل نہ دیں، معروف پڑھیں، مجہول پڑھنے سے بچیں۔

اِ	هِ	عِ	حِ	غِ	خِ	قِ
كِ	جِ	شِ	يِ	ضِ	لِ	نِ
رِ	طِ	دِ	تِ	صِ	سِ	زِ
ظِ	ذِ	ثِ	فِ	وِ	بِ	مِ

ـُـ پیش

”پیش“ والے حرف کو جدی پڑھیں، ذر بھی نہ کھینچیں، جھٹکا بالکل نہ دیں، معروف پڑھیں، مجہول پڑھنے سے بچیں۔

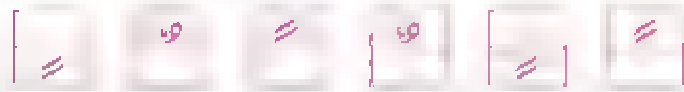
أُ	هُ	عُ	حُ	غُ	خُ	قُ
كُ	جُ	شُ	يُ	ضُ	لُ	نُ
رُ	طُ	دُ	تُ	صُ	سُ	زُ
ظُ	ذُ	ثُ	فُ	وُ	بُ	مُ

یہ صفحہ ۔۔۔۔ میں پڑھائیں . . .



سبق: ۴

تنوین



دو زبر، دو زیر، دو پیش کو "تنوین" کہتے ہیں۔ تنوین میں "غنہ" کرنے کی بھی مشق کرائی جائے۔

"غنہ" ناک میں آواز لے جانے کا نام ہے۔

زبر کی تنوین ً

زبر کی تنوین میں کبھی الف اور کبھی یا لکھا جاتا ہے۔ ہجے کرتے وقت زبر کی تنوین میں "الف" اور "یا" کا نام نہ لیں۔

جیسے: با دو زبر "بًا"۔ دال دو زبر "دًی"۔

مًا	بًا	وًا	فًا	ثًا	ذًی	ظًا
زًا	سًا	صًا	ةً	دًی	طًا	رًا
نًا	لًا	ضًا	يًا	شًا	جًا	كًا
قًا	خًا	غًا	حًا	عًا	هًا	ءً

یہ صفحہ ... میں پڑھائیں



زیر کی تنوین ٍ

مٍ	بٍ	وٍ	فٍ	ثٍ	ذٍ	ظٍ
زٍ	سٍ	صٍ	تٍ	دٍ	طٍ	رٍ
نٍ	لٍ	ضٍ	يٍ	شٍ	جٍ	كٍ
قٍ	خٍ	غٍ	حٍ	عٍ	هٍ	ءٍ

پیش کی تنوین ٌ

مٌ	بٌ	وٌ	فٌ	ثٌ	ذٌ	ظٌ
زٌ	سٌ	صٌ	ةٌ	دٌ	طٌ	رٌ
نٌ	لٌ	ضٌ	يٌ	شٌ	جٌ	كٌ
قٌ	خٌ	غٌ	حٌ	عٌ	هٌ	ءٌ

یہ سطور دو دن میں پڑھائیں



حرکات اور تنوین کی مشق

ہجے اور رواں دونوں طریقوں سے پڑھائیں اور وقف بھی کرائیں۔

اَبَدًا	اَحَدٌ	اَخَذَ	اَذِنَ	اَمَرَ	اَنَا (ہر جگہ پڑ نون)
بَخِلَ	بَرَرَةٍ	جَعَلَ	جَمَعَ	حَسَدَ	حَشَرَ
خَشِيَ	خَلَقَ	خُلِقَ	ذَكَرَ	رَفَعَ	رَقَبَةٍ
سُرُرٌ	سَفَرَةٍ	صُحُفًا	صَمَدٌ	طَبَقٍ	طَبَقًا
طُوًى	عَبَسَ	عَدَلَ	عَلَقٍ	عَمَدٍ	عِنَبًا
غَبَرَةٌ	فَعَلَ	قَتَرَةٌ	قُتِلَ	قَدَرَ	قُرِئَ
قَسَمٌ	كَبَدٍ	كُتُبٌ	كَسَبَ	كَفَرَ	كُفُوًا
لُبَدًا	لُمَزَةٍ	لَهَبٍ	مَسَدٍ	نَخِرَةً	وَجَدَ
وَسَقَ	وَقَبَ	وَلَدَ	وَهَبَ	هُمَزَةٍ	هُدًى

وضاحت: "اَنَا" قرآن مجید میں جہاں بھی آئے اس کا الف نہیں پڑھا جائے گا۔

اَنَا. ہمزہ زبر اَ. نون زبر نَ اَنَ وقفًا اَنَا۔ وقف کی صورت میں "اَنَا" ایک الف کے برابر کھینچ کر پڑھیں گے۔

یہ صفحہ چار دن میں پڑھائیں دستخط معلم

سبق: ۵ — کھڑی حرکات

کھڑی حرکات تین ہیں: کھڑا زبر، کھڑی زیر اور الٹا پیش۔

کھڑا زبر، کھڑی زیر، اور اُلٹا پیش کو "کھڑی حرکات" کہتے ہیں۔ "کھڑی حرکات" کو ایک "الف" کے برابر کھینچ کر پڑھیں گے۔

۱ — کھڑا زبر

بٰ	یٰ	رٰ	مٰ	لٰ	وٰ	نٰ
ءٰ	هٰ	عٰ	غٰ	حٰ	خٰ	تٰ
ثٰ	جٰ	دٰ	ذٰ	زٰ	سٰ	شٰ
صٰ	ضٰ	طٰ	ظٰ	فٰ	قٰ	كٰ
اٰ	ةٰ	ءٰ				

یہ سطر رواں میں پڑھائیں



اٖ کھڑی زیر

بٖ یٖ رٖ مٖ لٖ وٖ نٖ
ءٖ هٖ عٖ غٖ حٖ خٖ تٖ
ثٖ جٖ دٖ ذٖ زٖ سٖ شٖ
صٖ ضٖ طٖ ظٖ فٖ قٖ كٖ
اٖ ةٖ ؤٖ

ـٗ الٹا پیش

بٗ یٗ رٗ مٗ لٗ وٗ نٗ
ءٗ هٗ عٗ غٗ حٗ خٗ تٗ
ثٗ جٗ دٗ ذٗ زٗ سٗ شٗ
صٗ ضٗ طٗ ظٗ فٗ قٗ كٗ
اٗ ةٗ ؤٗ

یہ سطر دو دن میں پڑھائیں

جزم (سکون)

جزم کا دوسرا نام سکون ہے، جس حرف پر جزم ہو اس کو "ساکن" کہتے ہیں۔
ساکن حرف کو پہلے والے حرف سے ملا کر پڑھیں۔

جزم ْ

اَاْ اِاْ اُاْ اَعْ اِعْ اُعْ اَثْ اِثْ اُثْ

اَذْ اِذْ اُذْ اَظْ اِظْ اُظْ اَزْ اِزْ اُزْ

اَسْ اِسْ اُسْ اَصْ اِصْ اُصْ اَحْ اِحْ اُحْ

اَهْ اِهْ اُهْ اَتْ اِتْ اُتْ اَطْ اِطْ اُطْ

اَكْ اِكْ اُكْ اَقْ اِقْ اُقْ اَبْ اِبْ اُبْ

اَجْ اِجْ اُجْ اَدْ اِدْ اُدْ اَشْ اِشْ اُشْ

اَضْ اِضْ اُضْ اَغْ اِغْ اُغْ اَرْ اِرْ اُرْ

اَفْ اِفْ اُفْ اَمْ اِمْ اُمْ

اَوْ اُوْ اَیْ اِیْ

یہ سبق ... میں پڑھائیں

حروفِ مدّہ

حروف مدہ تین ہیں: "الف"، "واؤ" اور "یا"۔ حروف مدہ کو ایک "الف" کی مقدار کھینچ کر پڑھیں۔ "الف" سے پہلے "زبر" ہو تو الف مدہ ہوتا ہے۔ جیسے: با الف زبر "بَا"۔ واؤ ساکن سے پہلے "پیش" ہو تو واؤ مدہ ہوتا ہے۔ جیسے: با واؤ پیش "بُوْ"۔ یا ساکن سے پہلے زیر ہو تو یا مدہ ہوتی ہے۔ جیسے: با یا زیر "بِیْ"۔

بَا	بُوْا	بِيْ	تَا	تُوْا	تِيْ	ثَا	ثُوْا	ثِيْ
حَا	حُوْا	حِيْ	خَا	خُوْا	خِيْ	رَا	رُوْا	رِيْ
زَا	زُوْا	زِيْ	طَا	طُوْا	طِيْ	ظَا	ظُوْا	ظِيْ
فَا	فُوْا	فِيْ	هَا	هُوْا	هِيْ	يَا	يُوْا	يِيْ
ءَا	اُوْا	اِيْ	جَا	جُوْا	جِيْ	دَا	دُوْا	دِيْ
ذَا	ذُوْا	ذِيْ	سَا	سُوْا	سِيْ	شَا	شُوْا	شِيْ
صَا	صُوْا	صِيْ	ضَا	ضُوْا	ضِيْ	عَا	عُوْا	عِيْ
غَا	غُوْا	غِيْ	قَا	قُوْا	قِيْ	كَا	كُوْا	كِيْ
لَا	لُوْا	لِيْ	مَا	مُوْا	مِيْ	نَا	نُوْا	نِيْ
			وَا	وُوْا	وِيْ			

یہ صفحہ ... میں پڑھائیں

سبق ۶: حروفِ لین

حروفِ لین دو ہیں، "و" اور "ی" جب کہ یہ ساکن ہوں اور ان سے پہلے زبر ہو۔ حروفِ لین کو نرم آواز کے ساتھ جلدی پڑھیں، معروف پڑھیں اور مجہول پڑھنے سے بچیں۔

تَوْ	تَیْ	ثَوْ	ثَیْ	دَوْ	دَیْ	ذَوْ	ذَیْ
رَوْ	رَیْ	زَوْ	زَیْ	سَوْ	سَیْ	شَوْ	شَیْ
صَوْ	صَیْ	ضَوْ	ضَیْ	طَوْ	طَیْ	ظَوْ	ظَیْ
لَوْ	لَیْ	نَوْ	نَیْ	اَوْ	اَیْ	بَوْ	بَیْ
جَوْ	جَیْ	حَوْ	حَیْ	خَوْ	خَیْ	عَوْ	عَیْ
غَوْ	غَیْ	فَوْ	فَیْ	قَوْ	قَیْ	کَوْ	کَیْ
مَوْ	مَیْ	وَوْ	وَیْ	ھَوْ	ھَیْ	یَوْ	یَیْ

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں



مشق

اٰمَنَ	اُوٰی	اُنِيَةٍ	اِلٰفِ	اَيْنَ	بِهٖ
جَآءَ	جِایءً	هَارٍ	نَارًا	خَيْرٌ	دَاوٗدُ
رُوَيْدًا	رَضُوْا	رِجَالٌ	مُلْكِ	شَيْءٌ	طَغٰى
طَغَوْا	طَيْرًا	عَادٍ	عَلٰى	عَيْنٌ	فِيْهِ
قَالَ	قَوْلٌ	كَانَ	كَيْدًا	كَيْفَ	لَوْحٍ
لَيْسَ	مَالًا	خَوْفٍ	مَآءٍ	وَيْلٌ	يَوْمٍ
يَرَهٗ	حَاسِدٍ	حَافِظٌ	دَافِقٍ	شَاهِدٍ	عَابِدٌ

عَآئِلًا	غَاسِقٍ	نَاصِرٍ	وَالِدٍ	اَعُوْذُ
اَكِيْدٌ	يَخَافُ	يَدُهٗ	يُقَالُ	تُرَابًا

یہ صفحہ چار دن میں پڑھائیں



حِسَابًا	سُبَاتًا	سِرَاجًا	سَلٰمٌ	شِدَادًا
شَرَابًا	صَوَابًا	طَعَامٍ	عَذَابًا	عَطَآءً
غُثَآءً	كِتَابًا	كِرَامًا	لِبَاسًا	لِسَانًا
مَاٰبًا	مَتَاعًا	مُطَاعٍ	مَعَاشًا	مَفَازًا
مِهٰدًا	نَبَاتًا	وِفَاقًا	ثُبُوْرًا	رَسُوْلٍ
شُهُوْدٌ	قُعُوْدٌ	وُجُوْهٌ	اَثِيْمٍ	اَلِيْمٍ
بَصِيْرًا	خَبِيْرٌ	رَحِيْقٍ	شَهِيْدٌ	عَظِيْمٌ
قَرِيْبًا	كَرِيْمٍ	مَجِيْدٌ	مُحِيْطٌ	نَعِيْمٍ
يَتِيْمًا	يَسِيْرًا	ذٰلِكَ	قُرَيْشٍ	عِيْشَةٍ
مَوْءٗدَةٌ	مَوْضُوْعَةٌ	مَوَازِيْنُهٗ	يَوْمَئِذٍ	

یہ صفحہ تین دن میں پڑھائیں — دستخط معلم

سبق: ۷

مشق

اَنْتَ اِهْدِ بَعْدُ بَطْشَ سَعْىَ

كُنْتُ لَسْتَ قُرْاٰنٌ بَرْدًا مِرْيَةٍ

اِرْجِعْ اِرْبَةِ مِصْرَ قِطْرٍ ط قِرْطَاسٍ

مِرْصَادٍ فِرْقَةٍ مَنِ ارْتَضٰى اِرْحَمْ

اِرْتَبْتُمْ اَنْذِرْ خَيْرٌ ط فَاصْبِرْ صَبْرًا

يَسِيْرٌ ط غُلْبًا فَضْلٌ قَدْحًا قَضْبًا

كَاْسًا كَدْحًا يُغْنِىْ لَغْوًا مِسْكٌ

نَخْلًا نَشْطًا نَفْسٍ نَقْعًا يُسْرًا

یہ صفحہ تین دن میں پڑھائیں



اَبْقٰى عَدْنٍ | عَشْرٍ يَخْشٰى يَسْعٰى

يَتْلُوْا يَدْعُوْا | تَجْرِىْ يَهْدِىْ اَلْقَتْ

اَمْهِلْ اِقْرَاْ | فَارْغَبْ فَانْصَبْ وَانْحَرْ

مِنْ هَادٍ مِنْ عَلَقٍ | اَنْعَمْتَ | مَنْ اٰمَنَ مِنْ خِلَافٍ

اَلْهَمَ اَنْشَرَ | اَنْقَضَ دَمْدَمَ عَسْعَسَ

اَعْبُدُ نَعْبُدُ | يَخْرُجُ يَشْرَبُ يَحْسَبُ

يَشْهَدُ تَرْهَقُ | تَعْرِفُ اُقْسِمُ يُبْدِئُ

دُنْيَا قِنْوَانٌ صِنْوَانٌ بُنْيَانٌ حُشِرَتْ | سُطِحَتْ

كُشِطَتْ نُشِرَتْ | بَلْ رَانَ | اٰثَرْنَ وَسَطْنَ

یہ سبق تین دن میں پڑھائیں



فَرَغْتَ تَاْتُوْنَ يُسْقَوْنَ | يَفْعَلُوْنَ يَعْمَلُوْنَ

يَعْلَمُوْنَ يَضْحَكُوْنَ يَكْسِبُوْنَ | يَدْخُلُوْنَ

يَنْظُرُوْنَ رَاٰيِ ط مَنْ رَاقٍ اَنْذَرْنَا

اَنْزَلْنَا خَلَقْنَا رَفَعْنَا | وَضَعْنَا نُطْفَةٍ ج

عِبْرَةً ط زَجْرَةٌ ط | تَذْكِرَةٌ | مُسْفِرَةٌ مُؤْصَدَةٌ ○

مَا يَشَآءُ اِسْتَطَعْتُ ط شَهْرٍ ○ فَجْرٍ ط قَدْرٍ ○

زَكٰوةً ط صَلٰوةً ط | بَالِغِهٖ ط | مَمْنُوْنٍ ○ | مَحْفُوْظٍ ○

نِسَآءً ط طُوًى ط مَسْرُوْرًا ○ | مَآءً ط اَبْوَابًا ط

آواز بند کرکے سانس جاری رکھنے کو "سکتہ" کہتے ہیں اور سکتہ قرآن کریم میں صرف چار جگہ ہے۔ ● سورۃ الکہف: عِوَجًا ○ قَيِّمًا ● سورۃ یٰس: مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا ● سورۃ القیٰمۃ: مَنْ رَاقٍ ● سورۃ المطففین: بَلْ رَانَ۔

یہ صفحہ تین دن میں پڑھا کریں

مَجْرٖىهَا ⁽¹⁾ اَزْوَاجًا اَشْتَاتًا اِطْعَامٌ اَعْنَابًا

اَفْوَاجًا اَلْفَافًا قُرْاٰنًا اَلْحَمْدُ اِهْدِنَا

وَالْفَتْحُ وَالْعَصْرِ | مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَعَ الْعُسْرِ

مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ يَنْظُرُ الْمَرْءُ

كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ | كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ | لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝

اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝ | ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝

يَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ | آلْـٰٔنَ

(1) مَجْرٖىهَا: میم جیم زبر مَجْ، را اا الف کھڑا زیر رے مَجْرٖ، ھا الف زبر ھَا، مَجْرٖىهَا، وقفاً مَجْرٖىهْ۔



سبق:۸ تشدید

1. تین دندانوں والی اس شکل (ّ) کو تشدید کہتے ہیں۔
2. جس حرف پر تشدید ہو اس کو "مشدَّد" کہتے ہیں۔
3. مشدد حرف کو دو بار پڑھا جاتا ہے۔ ایک مرتبہ، پہلے سے پہلے والے متحرک حرف کے ساتھ ملا کر، دوسری مرتبہ اپنی حرکت کے ساتھ۔ جیسے: ہمزہ با زبر "اَبْ"، با زبر "بَ"۔
4. مشدد حرف کو سختی اور جماؤ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

اَبَّ اِبَّ اُبَّ اَتَّ اِتَّ اُتَّ اَثَّ اِثَّ اُثَّ

اَجَّ اِجَّ اُجَّ اَحَّ اِحَّ اُحَّ اَخَّ اِخَّ اُخَّ

اَدَّ اِدَّ اُدَّ اَذَّ اِذَّ اُذَّ اَرَّ اِرَّ اُرَّ

اَزَّ اِزَّ اُزَّ اَسَّ اِسَّ اُسَّ اَشَّ اِشَّ اُشَّ

اَصَّ اِصَّ اُصَّ اَضَّ اِضَّ اُضَّ اَطَّ اِطَّ اُطَّ

اَظَّ اِظَّ اُظَّ اَعَّ اِعَّ اُعَّ اَغَّ اِغَّ اُغَّ

اَفَّ اِفَّ اُفَّ اَقَّ اِقَّ اُقَّ اَكَّ اِكَّ اُكَّ

اَلَّ اِلَّ اُلَّ اَمَّ اِمَّ اُمَّ اَمَّ اِمَّ اُمَّ

اَنَّ اِنَّ اُنَّ اَوَّ اِوَّ اُوَّ اَلاَّ اِلاَّ اُلاَّ

اَھَّ اِھَّ اُھَّ اَهَّ اِهَّ اُهَّ اَیَّ اِیَّ اُیَّ

یہ صفحہ ____ میں پڑھائیں



تشدید کی مشق

بُرِّزَ	حُصِّلَ	صَدَّقَ	عَدَّدَ	قَدَّرَ
كَذَّبَ	نَعَّمَ	يَطْهُرْنَ	يَحُضُّ	جَنَّةٍ
ثُمَّ	قُوَّةٍ	كَرَّةٌ	سُعِّرَتْ	قَدَّمَتْ
كَذَّبَتْ	زُوِّجَتْ	سُجِّرَتْ	فُجِّرَتْ	سُيِّرَتْ
عُطِّلَتْ	كُوِّرَتْ	اَيْدِيهِنَّ ط	عَلَيْهِنَّ ط	نُيَسِّرُهُمْ
اَلْبَيِّنَةُ	قَيِّمَةٌ ط	عَشِيَّةً	مُذَّكِّرٌ	اَيَّانَ
اِيَّاكَ	تَجَلّٰى	اِيَّايَ ط	يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط	

يَطْهُرْنَ: یا زبر یَ، طا لون خیش طَ، ہا لون خیش هُ، را لون خیش رْ، نون زبر نَ، الفا: يَطْهُرْنَ (ملانے کے ساتھ)۔

یہ صفحہ دو دن میں پڑھائیں



عَدُوٌّ ط | تَوَلّٰى | تَوَّابًا | ثَجَّاجًا | غَسَّاقًا

مَفَرُّ ط | اَذَلَّ | وَالْمُعْتَرَّ ط | مُمَدَّدَةٍ ۝ | مُكَرَّمَةٍ ۝

لَاتَاْمَنَّا | وَالسَّمَآءِ | وَالتَّرَآئِبِ | وَالنّٰشِطٰتِ

وَالنّٰزِعٰتِ | وَالسّٰبِحٰتِ | فَالسّٰبِقٰتِ | فَالْمُدَبِّرٰتِ

ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ط | فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ

بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝

(۱) جب واو اور یا مشدد پر وقف کریں تو شد ادا کر کے آخری حرف کو ساکن کر دیں۔ جیسے: عَدُوٌّ (ط) عَدُوْ۔

(۲) نون کو ادا کرتے وقت ہونٹ گول کریں، اس کو "اشمام" کہتے ہیں۔

(۳) [illegible] میں دوسرے ہمزہ کو نرمی کے ساتھ پڑھیں گے، اس کو "تسہیل" کہتے ہیں۔

یہ صفحہ [illegible] میں پڑھائیں [illegible]



سبق: ۹

مَرُّوْا　رَبِّیْ　مُدَّتْ　حُقَّتْ　وَتَبَّ

تَبَّتْ　اَحَطْتُّ¹ ط　مُسَمًّی ط　اَنْ نَّمُنَّ　وَالصُّبْحِ

وَالشَّمْسِ　فَظَلُّ ط　فِی الْحَجِّ　سَامِرِیُّ ط

بِمُصْرِخِیَّ ط　وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ۝　سِجِّیْلٍ　سِجِّیْنٌ

فِی الْیَمِّ　اِنَّ الْجَنَّةَ　لِحُبِّ الْخَیْرِ

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ　مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝

¹ اَحَطْتُّ ہمزہ زبر اَ، حا، طا، تا زبر حَطَتْ، اَحَطَتْ تا پیش تُ، اَحَطْتُ، ورنہ: اَحَطْتُّ ۔ "اَحَطْتُّ" میں طا پُر اور تا باریک پڑھیں گے۔

یہ سطر دو دن میں پڑھائیں

يَزَّكّٰى | يَذَّكَّرُ | مُدَّثِّرُ | مُزَّمِّلُ | عِلِّيِّيْنَ ۝

عِلِّيُّوْنَ ۝ | اِنَّ الَّذِيْنَ | اِلَّا الَّذِيْنَ | مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ

مد کا بیان

ضَآلًّا | دَآبَّةٍ | حَآجَّكَ | حَآجُّوْكَ | لَضَآلُّوْنَ ۝

وَلَا الضَّآلِّيْنَ | اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ | وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ

وَالصّٰٓفّٰتِ | مُضَآرٍّ | جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝ | وَلَا جَآنٌّ

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى | صَوَآفَّ

ہجے کا طریقہ: ہمزہ زبر اَ، تا پیش تُ، اَتُ، حا، ف، جیم مد زبر حَآجّ اَتُحَآجّ جیم، و، نون مد پیش جُوْنَ، اَتُحَآجُّوْنَ، نون یا زیر نِی اَتُحَآجُّوْنِّیْ، وقف: اَتُحَآجُّوْنِّیْ۔

یہ سبق تین دن میں پڑھائیں — دستخط معلم

سبق: ۱۰ خاتمہ اجرائے قواعد ضروریہ

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

جَزَآءً	مَلٰٓئِكَةٌ	اِنَّآ اَعْطَيْنٰا	اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ○
خَيْرًا يَّرَهٗ○	شَرًّا يَّرَهٗ○	مِيْقَاتًا يَّوْمَ	
فَمَنْ يَّعْمَلْ	مِنْ نَّصِيْرٍ	مِنْ مَّآءٍ	صَدِيْدٍ
مِنْ رَّبِّكَ	رَسُوْلُ اللّٰهِ	مِنَ اللّٰهِ	صُحُفًا مُّطَهَّرَةً
صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ	قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ		
اَبْصَارُهَا	سِرَاجًا وَّهَّاجًا وَّاَنْزَلْنَا		
اَكْلًا لَّمًّا وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا○			

یہ صفحہ تین دن میں پڑھائیں



عَادَنِ الْاُوْلٰی ۝ لُمَزَةِ نِ الَّذِیْ فَخُوْرَا نِ الَّذِیْنَ

قَدِیْرُ نِ الَّذِیْ نُوْحُ نِ ابْنَهٗ مَنْ بَخِلَ (۲) لَیُنْبَذَنَّ

مِنْ بَعْدِ مِنْ بَیْنِ الصُّلْبِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَةِ

بِذَنْبِهِمْ مُطَهَّرَةٍ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝

هُمْ فِیْهَا لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ ۝

اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ

لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ مِمَّ اَللّٰهُمَّ

(۱) عَادَنِ الْاُوْلٰی: عین الف زبر عَا، دال زبر دَ عَادَ، نون لام زیر نِ عَادَنِ ل، همزہ واو پیش اُوْ، عَادَنِ الْاُوْ لام کھڑا زبر لٰی عَادَنِ الْاُوْلٰی آگے وقف عَادَنِ الْاُوْلٰی۔

(۲) مَنْ بَخِلَ: میم میم زبر مَنْ، با زبر بَ مَنْ بَ، خا زیر خِ مَنْ بَخِ، لام زبر لَ مَنْ بَخِلَ، آگے وقف: مَنْ بَخِلْ۔

یہ سطور [illegible] دن میں پڑھ لیں

یہ کلمات وہ ہیں جو موافق رسم خط قرآن مجید کے لکھنے میں اور طرح ہیں اور پڑھنے میں اور طرح

لکھنے کی صورت	پڑھنے کی صورت	پارہ نمبر مع رکوع	لکھنے کی صورت	پڑھنے کی صورت	پارہ نمبر مع رکوع
اَاَنْ	اٰنَ	جس جگہ بھی ہو	لَنْ نَّدْعُوَاْ	لَنْ نَّدْعُوَ	پ۱۵ رکوع ۱۴
یَبْصُۜطُ	یَبْسُطُ	پ۲ رکوع ۱۶	لِشَاْیْءٍ	لِشَیْءٍ	پ۱۵ رکوع ۱۶
اَفَاۡئِنْ	اَفَئِنْ	پ۴ رکوع ۶	لٰكِنَّاْ	لٰكِنَّ	پ۱۵ رکوع ۱۷
لَاۡاِلَی اللّٰهِ	لَاِلَی اللّٰهِ	پ۴ رکوع ۸	لَاۡاَذْبَحَنَّهٗ	لَاَذْبَحَنَّهٗ	پ۱۹ رکوع ۱۷
بَصْۜطَةً	بَسْطَةً	پ۸ رکوع ۱۶	لَاۡاِلَی الْجَحِیْمِ	لَاِلَی الْجَحِیْمِ	پ۲۳ رکوع ۲
مَلَاۡئِهٖ	مَلَئِهٖ	جس جگہ بھی ہو	لِیَبْلُوَاْ	لِیَبْلُوَ ۔ ۔	پ۲۶ رکوع ۵
وَلَاۡاَوْضَعُوْا	وَلَاَوْضَعُوْا	پ۱۰ رکوع ۱۳	نَبْلُوَاْ	نَبْلُوَ ۔ ۔	پ۲۶ رکوع ۸
ثَمُوْدَاْ	ثَمُوْدَ	پ۱۹ رکوع ۲	لَاۡاَنْتُمْ	لَاَنْتُمْ	پ۲۸ رکوع ۵
اَلرَّسُوْلَا ۔ ۔	اَلرَّسُوْلَ ۔ ۔	پ۲۲ رکوع ۵	سَلٰسِلَاْ	سَلٰسِلَ ۔ ۔	پ۲۹ رکوع ۱۹
لِیَتْلُوَاْ	لِیَتْلُوَ ۔ ۔	پ۱۳ رکوع ۱۰	قَوَارِیْرَاْ	قَوَارِیْرَ ۔ ۔	پ۲۹ رکوع ۱۹
اَلظُّنُوْنَا ۔ ۔	اَلظُّنُوْنَ ۔ ۔	پ۲۱ رکوع ۱۸	اَلسَّبِیْلَا ۔ ۔	اَلسَّبِیْلَ ۔ ۔	پ۲۲ رکوع ۵
بِئْسَ الِاسْمُ	بِئْسَ لِسْمُ	پ۲۶ رکوع ۱۴			

یہ تمام کلمات خوب یاد کرا دیے جائیں۔

یہ صفحہ ایک دن میں پڑھائیں



علاماتِ وقف

① ○ وقفِ تام۔

② م وقفِ لازم۔

③ ط وقفِ مطلق۔

④ ج وقفِ جائز۔

ان چار پر وقف کر کے آگے سے ابتدا کریں۔

⑤ ز وقفِ مُجوّز۔

٦ ص وقفِ مُرخّص۔

⑦ صلے وصلِ بہتر۔

٨ ق قیل علیہ الوقف (یعنی بعض کے نزدیک یہاں وقف ہے)

ان چار پر ضرورت کی بنا پر وقف کر کے آگے سے ابتدا کریں۔

٩ س یعنی ملا کر پڑھو۔ اگر وقف کریں تو اعادہ کریں یعنی پیچھے سے لوٹائیں۔

١٠ سکتہ سانس نہ ٹوٹے یعنی سانس توڑے بغیر تھوڑی دیر رکیں۔

١١ [illegible] یعنی اس کے بعد سے ابتدا نہ کرو اگر یہ علامت آیت کے درمیان میں ہو۔

یہ صفحہ یک دن میں پڑھائیں — دستخط معلم

قرآنِ کریم

قرآنِ کریم کے آداب:

قرآنِ کریم کا ادب کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ یہاں چند آداب ذکر کیے جاتے ہیں۔ اگر ان پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہماری طرف متوجہ ہوگی۔

1. قرآنِ کریم کی عظمت دل میں رکھنی چاہیے کہ یہ بہت ہی بلند مرتبہ کلام ہے۔
2. قرآنِ کریم ہمیشہ وضو کر کے پکڑنا چاہیے، بغیر وضو کے قرآنِ کریم نہ چھوئیں۔
3. جب کوئی قرآنِ کریم پڑھے تو ادب سے خاموش ہو کر سننا چاہیے۔
4. قرآنِ کریم جزدان میں لپیٹ کر سلیقے سے رکھیں تاکہ گرد و غبار سے محفوظ رہے۔
5. قرآنِ کریم اونچی جگہ پر رکھیں تاکہ بے ادبی نہ ہو۔

تلاوت کے آداب:

1. قرآنِ کریم پاک اور صاف جگہ پر پڑھنا چاہیے۔
2. قرآنِ کریم رحل یا تپائی یا کسی اونچی جگہ پر رکھ کر پڑھنا چاہیے۔
3. تلاوت شروع کرنے سے پہلے "اَعُوْذُ بِاللّٰہ" اور "بِسْمِ اللّٰہ" پڑھنی چاہیے۔
4. قرآنِ کریم ٹھہر ٹھہر کر تجوید کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔
5. قرآنِ کریم اچھی آواز کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔
6. اگر کوئی ضرورت پیش آجائے تو مناسب جگہ پر وقف کر کے قرآنِ کریم بند کر کے ضرورت پوری کرنی چاہیے۔ اس کے بعد قرآنِ کریم پڑھنا شروع کریں تو دوبارہ "اَعُوْذُ بِاللّٰہ" اور "بِسْمِ اللّٰہ" پڑھیں۔
7. جب سجدے کی آیت پڑھیں یا سنیں تو سجدہ ضرور کرنا چاہیے۔

نماز میں تلاوت کے بعض ضروری آداب

مسئلہ ۱: جو سورت پہلی رکعت میں پڑھی ہے وہی سورت دوسری رکعت میں دوبارہ پڑھ لی تو بھی کچھ حرج نہیں لیکن بغیر ضرورت کے ایسا کرنا بہتر نہیں۔ [1]

مسئلہ ۲: جس طرح قرآن کریم میں سورتیں ترتیب کے ساتھ لکھی ہیں نماز میں اسی طرح پڑھنی چاہیے۔ یعنی جب پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھی تو اب دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورت پڑھیں اس سے پہلے والی سورت نہ پڑھیں

جیسے: کسی نے پہلی رکعت میں قُل یٰاَیُّھَا الکٰفِرُون پڑھی تو اب

اذا جآء، قُل ھو اللّٰہ احد، قُل اعوذ برب الفلق، قُل اعوذ برب الناس

پڑھے اور اس سے پہلے کی سورتیں انا اعطینک نہ پڑھے کہ اس طرح پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی بھولے سے اس طرح پڑھ لے تو مکروہ نہیں ہے۔ [2]

مسئلہ ۳: جب کوئی سورت شروع کی تو اب بغیر ضرورت اس کو چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا مکروہ ہے۔ [3]

---

[1] رد المحتار ۲: ۵۷۰ [2] رد المحتار ۲: ۵۷۱ [3] ایضاً



حفظ سورہ مع ترجمہ و تفسیر

سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے۔[1]

"تمام تعریفیں اللہ کی ہیں، جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے[2] جو سب پر مہربان، بہت مہربان ہے جو روزِ جزا کا مالک ہے[3] (اے اللہ!) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں[4] ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما اُن لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے انعام کیا ہے نہ کہ اُن لوگوں کے راستے کی جن پر غضب نازل ہوا ہے، اور نہ اُن کے راستے کی جو بھٹکے ہوئے ہیں"

(1) عربی کے قاعدے سے "" کے معنی ہیں وہ ذات جس کی رحمت بہت وسیع ہو، یعنی اس رحمت کا فائدہ سب کو پہنچتا ہو، اور "" کے معنی ہیں وہ ذات جس کی رحمت بہت زیادہ ہو، یعنی جس پر ہو مکمل طور پر ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت دُنیا میں سب کو پہنچتی ہے، جس سے مؤمن کافر سب فیض یاب ہو کر رزق پاتے ہیں، اور دُنیا کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں، اور آخرت میں اگرچہ کافروں پر رحمت نہیں ہوگی لیکن جس کسی پر (یعنی مؤمنوں پر) ہوگی مکمل ہوگی، کہ نعمتوں کے ساتھ کسی تکلیف کا کوئی شائبہ نہیں ہوگا۔ "رحمٰن" اور "رحیم" کے معنی میں جو یہ فرق ہے، اس کو ظاہر کرنے کے لیے رحمٰن کا ترجمہ "سب پر مہربان" اور رحیم کا ترجمہ "بہت مہربان" کیا گیا ہے۔

(2) اگر آپ کسی عمارت کی تعریف کریں تو درحقیقت وہ اس کے بنانے والے کی تعریف ہوتی ہے، البذا اس کائنات میں جس کسی چیز کی تعریف کی جائے وہ بالآخر اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہے، کیوں کہ وہ چیز اسی کی بنائی ہوئی ہے۔ "تمام جہانوں کا پروردگار" کہہ کر



اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ انسانوں کا جہاں ہو یا جانوروں کا، جمادات کا جہاں ہو یا نباتات کا، آسمانوں کا جہان ہو یا ستاروں، سیاروں اور فرشتوں کا، سب کی تخلیق اور پرورش اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اور ان جہانوں میں جو کوئی چیز قابلِ تعریف ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور شانِ ربوبیت کی وجہ سے ہے۔

"روزِ جزا" کا مطلب ہے وہ دن جب تمام بندوں کو اُن کے دُنیا میں کیے ہوئے عمل کا بدلہ دیا جائے گا۔ یوں تو روزِ جزا سے پہلے بھی کائنات کی ہر چیز کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے، لیکن یہاں خاص طور پر روزِ جزا کے مالک ہونے کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ دُنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہی انسانوں کو بہت سی چیزوں کا مالک بنایا ہوا ہے، یہ ملکیت اگرچہ ناقص اور عارضی ہے، تاہم ظاہری صورت کے لحاظ سے ملکیت ہی ہے۔ لیکن قیامت کے دن جب جزا و سزا کا مرحلہ آئے گا تو یہ ناقص اور عارضی ملکیتیں بھی ختم ہو جائیں گی، اُس وقت ظاہری ملکیت بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی نہیں ہوگی۔

یہاں سے بندوں کو اللہ تعالیٰ سے دُعا کرنے کا طریقہ سکھایا جا رہا ہے، اور اسی کے ساتھ یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی قسم کی عبادت کے لائق نہیں، نیز ہر کام میں حقیقی مدد اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہیے، کیوں کہ صحیح معنی میں کام بنانے والا اُس کے علاوہ کوئی نہیں۔ دُنیا کے بہت سے کاموں میں بعض اوقات کسی انسان سے جو مدد مانگی جاتی ہے، وہ اُسے کام بنانے والا سمجھ کر نہیں، بل کہ ایک ظاہری سبب سمجھ کر مانگی جاتی ہے۔

سُوْرَةُ الْفِيْلِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُوْلٍ ۝

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا معاملہ کیا؟ ① کیا اُس نے ان لوگوں کی ساری چالیں بے کار نہیں کر دی تھیں؟ ② اور اُن پر غول کے غول پرندے چھوڑ دیے تھے ③ جو اُن پر پکی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے ④ چناں چہ انہیں ایسا کر ڈالا جیسے کھایا ہوا بھوسا ⑤"

ابرہہ کے لشکر کی طرف اشارہ ہے جو کعبے پر چڑھائی کرنے کے لیے ہاتھیوں پر سوار ہو کر آیا تھا۔ ابرہہ یمن کا حکمران تھا اور اس

نے یمن میں ایک عالی شان کلیسا (عیسائیوں کا عبادت خانہ) تعمیر کر کے یمن کے لوگوں میں یہ اعلان کر دیا کہ آئندہ کوئی شخص حج کے لیے مکہ مکرمہ نہ جائے اور اسی کلیسا کو بیت اللہ سمجھے۔ عرب کے لوگ اگرچہ بت پرست تھے لیکن حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم و تبلیغ سے کعبے کی عظمت اُن کے دلوں میں بیٹھی ہوئی تھی، اس اعلان سے اُن میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی اور اُن میں سے کسی نے رات کے وقت اُس کلیسا میں جا کر گندگی پھیلا دی، اور بعض روایتوں میں ہے کہ اُس کے کچھ حصے میں آگ بھی لگا دی۔

ابرہہ کو جب یہ معلوم ہوا تو اُس نے ایک بڑا لشکر تیار کر کے مکہ مکرمہ کا رُخ کیا، راستے میں عرب کے کئی قبیلوں نے اُس سے جنگ کی، لیکن ابرہہ کے لشکر کے ہاتھوں انہیں شکست ہوئی۔ آخرکار یہ لشکر مکہ مکرمہ کے قریب مغمس نامی ایک جگہ تک پہنچ گیا۔ لیکن جب اگلی صبح اُس نے بیت اللہ کی طرف بڑھنا چاہا تو اس کے ہاتھی نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا اور اسی وقت سمندر کی طرف سے عجیب و غریب قسم کے پرندوں کا ایک غول آیا اور پورے لشکر پر چھا گیا۔

ہر پرندے کی چونچ میں تین تین کنکر تھے جو انہوں نے لشکر کے لوگوں پر برسائے، ان کنکروں نے لشکر کے لوگوں پر وہ کام کیا جو بارودی گولی بھی نہیں کر سکتی۔ جس پر بھی یہ کنکری لگتی، اُس کے پورے جسم کو چھیدتی ہوئی زمین میں گھس جاتی تھی، یہ عذاب دیکھ کر سارے ہاتھی بھاگ کھڑے ہوئے لشکر کے سپاہیوں میں سے کچھ وہیں ہلاک ہو گئے اور کچھ جو بھاگ نکلے وہ راستے میں مرے اور ابرہہ کے جسم میں ایسا زہر سرایت کر گیا کہ اس کا ایک ایک جوڑ گل سڑ کر گرنے لگا۔ اسی حالت میں اُسے یمن لایا گیا اور وہاں اُس کا سارا بدن بہہ بہہ کر ختم ہو گیا اور اس کی موت سب سے زیادہ عبرت ناک ہوئی۔

اُس کے دو ہاتھی چلانے والے مکہ مکرمہ میں رہ گئے تھے جو اپاہج اور اندھے ہو گئے۔ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے کچھ ہی پہلے پیش آیا تھا اور حضرت عائشہ اور اُن کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہما نے ان دو اندھے، اپاہجوں کو دیکھا ہے۔ (تفصیلی واقعات کے لیے ملاحظہ ہو معارف القرآن)۔ اس سورت میں اس واقعے کا تذکرہ فرما کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت بہت بڑی ہے، اس لیے جو لوگ آپ کی دشمنی پر کمر باندھے ہوئے ہیں، آخر میں وہ بھی ہاتھی والوں کی طرح منہ کی کھائیں گے۔

سُوْرَةُ الْفَاتِحَة اور سُوْرَةُ الْفِیْل ... میں پڑھائیں ...



سُوْرَةُ قُرَيْشٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ﴿١﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّيْفِ ﴿٢﴾ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ﴿٣﴾ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿٤﴾

"(۱) چوں کہ قریش کے لوگ عادی ہیں، (۲) یعنی وہ سردی اور گرمی کے موسموں میں (یمن اور شام کے) سفر کرنے کے عادی ہیں،[1] (۳) اس لیے انھیں چاہیے کہ وہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں (۴) جس نے بھوک کی حالت میں انھیں کھانے کو دیا اور بدامنی سے انھیں محفوظ رکھا۔ ﴿۴﴾"

(۱) اس سورت کا پس منظر یہ ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے عرب میں قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا، کوئی شخص آزادی اور امن کے ساتھ سفر نہیں کرسکتا تھا کیوں کہ راستے میں چور ڈاکو یا اس کے دشمن قبیلے کے لوگ اُسے مارنے اور لوٹنے کے درپے رہتے تھے۔ لیکن قریش کا قبیلہ چوں کہ بیت اللہ کے پاس رہتا تھا اور اسی قبیلے کے لوگ بیت اللہ کی خدمت کرتے تھے اس لیے سارے عرب کے لوگ اُن کی عزت کرتے تھے، اور جب وہ سفر کرتے تو کوئی اُنھیں لوٹتا نہیں تھا، اس وجہ سے قریش کے لوگوں کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنی تجارت کی خاطر سردیوں میں یمن کا سفر کرتے تھے اور گرمیوں میں شام جایا کرتے تھے۔ اسی تجارت سے اُن کا روزگار وابستہ تھا اور اگرچہ مکہ مکرمہ میں نہ کھیت تھے، نہ باغ، لیکن انہی سفروں کی وجہ سے وہ خوش حال زندگی گزارتے تھے۔

اللہ تعالیٰ اس سورت میں اُنھیں یاد دلا رہے ہیں کہ اُن کو سارے عرب میں جو عزت حاصل ہے اور جس کی وجہ سے وہ سردی اور گرمی میں آزادی سے تجارتی سفر کرتے ہیں، یہ سب کچھ اس بیت اللہ کی برکت ہے کہ اُس کے پڑوسی ہونے کی وجہ سے سب اُن کا احترام کرتے ہیں۔ لہٰذا اُنھیں چاہیے کہ اس گھر کے مالک، یعنی اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں اور بتوں کو پوجنا چھوڑ دیں، کیوں کہ اسی گھر کی وجہ سے اُنھیں کھانے کو مل رہا ہے، اور اسی کی وجہ سے اُنھیں امن و امان کی نعمت ملی ہوئی ہے۔ اس میں یہ سبق دیا گیا ہے کہ جس کسی شخص کو کسی دینی خصوصیت کی وجہ سے دُنیا میں کوئی نعمت میسر ہو، اُسے دوسروں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور طاعت کرنی چاہیے۔



سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ؕ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۙ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۙ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۟

"کیا تم نے اُسے دیکھا جو جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے؟ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے[1] اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا[2] پھر بڑی خرابی ہے اُن نماز پڑھنے والوں کی جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں[3] جو دکھاوا کرتے ہیں[4] اور دُوسروں کو معمولی چیز دینے سے بھی انکار کرتے ہیں۔"[5]

(1) کئی کافروں کے بارے میں روایت ہے کہ اُن کے پاس کوئی یتیم خستہ حالت میں کچھ مانگنے آیا تو انہوں نے اُسے دھکا دے کر نکال دیا۔ یہ عمل ہر ایک کے لیے انتہائی بے دردی اور بڑا گناہ ہے لیکن کافروں کا ذکر کر کے اشارہ یہ کیا گیا ہے کہ یہ کام اصل میں کافروں ہی کا ہے، کسی مسلمان سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ (2) یعنی خود تو کسی غریب کی مدد کیا کرتا، دوسروں کو بھی ترغیب نہیں دیتا۔

(3) نماز سے غفلت برتنے میں یہ بھی داخل ہے کہ نماز پڑھے ہی نہیں، اور یہ بھی کہ اُس کو صحیح طریقے سے نہ پڑھے۔

(4) یعنی اگر پڑھتے بھی ہیں تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے بجائے لوگوں کو دکھاوا کرنے کے لیے پڑھتے ہیں۔ اصل میں تو یہ کام منافقوں کا تھا۔ اگرچہ مکہ مکرمہ میں جہاں یہ سورت نازل ہوئی، منافق موجود نہ ہوں لیکن چونکہ قرآن کریم عام احکام بیان فرماتا ہے اور آئندہ ایسے منافق پیدا ہونے والے تھے، اس لیے ان گناہوں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

(5) "معمولی چیز" قرآن کریم کے لفظ ماعون کا ترجمہ کیا گیا ہے، اسی لفظ کے نام پر سورت کا نام ماعون ہے۔ اصل میں ماعون اُن برتنے کی معمولی چیزوں کو کہتے ہیں جو عام طور سے پڑوسی ایک دوسرے سے مانگ لیا کرتے ہیں، جیسے برتن وغیرہ۔ پھر ہر قسم کی معمولی چیز کو بھی ماعون کہہ دیتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور کئی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے کہ انہوں نے اس کی تفسیر زکوٰۃ سے کی ہے، کیونکہ وہ بھی انسان کی دولت کا معمولی (چالیسواں) حصہ ہوتا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر یہ بھی فرمائی ہے کہ کوئی پڑوسی دوسرے سے کوئی برتنے کی چیز مانگے تو انسان اسے منع کرے۔

سُوْرَةُ قُرَيْش اور سُوْرَةُ الْمَاعُوْن پانچ دن میں پڑھ لیں ۔ دورانیہ / وقت

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

ترجمہ: "(اے پیغمبر!) یقین جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کردی ہے،[1] لہٰذا تم اپنے پروردگار (کی خوش نودی) کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ یقین جانو تمہارا دشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے۔[2] ③"

(۱) "کوثر" کے لفظی معنی ہیں "بہت زیادہ بھلائی"۔ اور کوثر جنت کی اُس حوض کا نام بھی ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف میں دی جائے گی اور آپ کی اُمت کے لوگ اس سے سیراب ہوں گے۔ حدیث میں ہے کہ اس حوض پر رکھے ہوئے برتن اتنے زیادہ ہوں گے جتنے آسمان کے ستارے۔ یہاں یہ لفظ اگر "بہت زیادہ بھلائی" کے معنی میں لیا جائے تو اس بھلائی میں حوض کوثر بھی داخل ہے۔

(۲) قرآن کریم میں اصل لفظ "ابتر" ہے، اس کے لفظی معنی ہیں "جس کی جڑ کٹی ہوئی ہو" اور عرب کے لوگ اس شخص کو "اَبْتَر" کہتے تھے جس کی نسل آگے نہ چلے، یعنی جس کی کوئی نرینہ اولاد نہ ہو۔

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کا انتقال ہو تو آپ کے دشمنوں نے جن میں عاص بن وائل پیش پیش تھا، آپ کو یہ طعنہ دیا کہ (معاذ اللہ) آپ ابتر ہیں اور آپ کی نسل نہیں چلے گی۔

اُس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یوں فرمایا ہے کہ آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے کوثر عطا فرمائی ہے، آپ کے مبارک ذکر اور آپ کے دین کو آگے چلانے والے تو بے شمار ہوں گے۔ ابتر تو آپ کا دشمن ہے جس کا مرنے کے بعد نام ونشان بھی نہیں رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اور آپ کی سیرت طیبہ تو الحمد للہ زندۂ جاوید ہے اور طعنے دینے والوں کو کوئی جانتا بھی نہیں اور اگر کوئی اُن کا ذکر کرتا بھی ہے تو برائی سے کرتا ہے۔

سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قُلْ یٰٓاَیُّہَا الْکٰفِرُوْنَ ﴿۱﴾ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ﴿۳﴾ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ﴿۴﴾ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ﴿۵﴾ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ ﴿۶﴾

"تم کہہ دو کہ: اے حق کا انکار کرنے والو! میں اُن چیزوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو اور تم اُس کی عبادت نہیں کرتے جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ میں (آئندہ) اُس کی عبادت کرنے والا ہوں جس کی عبادت تم کرتے ہو اور نہ تم اُس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین[1] ۔"

یہ سورت اُس وقت نازل ہوئی تھی جب مکہ مکرمہ کے کچھ سرداروں نے جن میں ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل وغیرہ شامل تھے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی یہ تجویز پیش کی کہ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کرلیا کریں تو دوسرے سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ کچھ اور لوگوں نے اسی قسم کی کچھ اور تجویزیں بھی پیش کیں جن کا خلاصہ یہی تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی نہ کسی طرح ان کافروں کے طریقے پر عبادت کے لیے آمادہ ہو جائیں تو آپس میں صلح ہو سکتی ہے۔ اس سورت نے دوٹوک الفاظ میں واضح فرما دیا کہ کفر و ایمان کے درمیان اس قسم کی کوئی مصالحت قابلِ قبول نہیں ہے جس سے حق اور باطل کا امتیاز ختم ہو جائے اور دینِ برحق میں کفر یا شرک کی ملاوٹ کر دی جائے۔ ہاں اگر تم حق کو قبول نہیں کرتے تو تم اپنے دین پر عمل کرو جس کے نتائج تم خود بھگتو گے اور میں اپنے دین پر عمل کروں گا اور اس کے نتائج کا میں ذمہ دار ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں سے کوئی ایسی مصالحت جائز نہیں ہے جس میں اُن کے دین کے شعائر کو اختیار کرنا پڑے۔ البتہ اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے امن کا معاہدہ ہو سکتا ہے، جیسا کہ قرآن کریم نے سورۂ انفال (۸ : ۲) میں فرمایا ہے۔

رہنمائے معلم: سُوْرَۃُ الْکَوْثَر اور سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْنَ یاد کر کے نماز میں پڑھا کریں



سُوْرَةُ النَّصْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

ترجمہ: "جب اللہ کی مدد اور فتح آ جائے (۱) اور تم لوگوں کو دیکھ لو کہ وہ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں، تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کرو اور اُس سے مغفرت مانگو۔ (۲) یقین جانو وہ بہت معاف کرنے والا ہے۔"

(۱) اس سے مراد مکہ مکرمہ کی فتح ہے، یعنی جب مکہ مکرمہ آپ کے ہاتھوں فتح ہو جائے۔ زیادہ تر مفسرین کے مطابق یہ سورت فتح مکہ سے کچھ پہلے نازل ہوئی تھی اور اس میں ایک طرف تو یہ خوش خبری دی گئی ہے کہ مکہ مکرمہ فتح ہو جائے گا اور اُس کے بعد عرب کے لوگ جوق در جوق دینِ اسلام میں داخل ہوں گے، چنانچہ واقعہ بھی یہی ہوا اور دوسری طرف چونکہ اسلام کے پھیل جانے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا میں تشریف لانے کا مقصد حاصل ہو جائے گا اس لیے آپ کو دُنیا سے رخصت ہونے کی تیاری کے لیے حمد، تسبیح اور استغفار کا حکم دیا گیا ہے۔

جب یہ سورت نازل ہوئی تو اس میں دی ہوئی خوش خبری کی وجہ سے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم خوش ہوئے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سن کر رونے لگے اور وجہ یہ بیان کی کہ اس سورت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا سے تشریف لے جانے کا وقت قریب آ رہا ہے۔

(۲) اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح کے گناہوں سے بالکل پاک اور معصوم تھے اور اگر آپ کی شان کے لحاظ سے کوئی بھول چوک ہوئی بھی ہو تو سورۂ فتح (۴۸:۲) میں اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی معاف کرنے کا اعلان فرما دیا تھا، اس کے باوجود آپ کو استغفار کی تلقین اُمت کو یہ بتانے کے لیے کی جا رہی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استغفار کرنے کو کہا جا رہا ہے تو دوسرے مسلمانوں کو تو اور زیادہ اہتمام کے ساتھ استغفار کرنا چاہیے۔

سُوْرَۃُ اللَّھَبِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

تَبَّتْ يَدَآ أَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝

[illegible] "ہاتھ ابولہب کے برباد ہوں اور وہ خود برباد ہو چکا ہے[1] اُس کی دولت اور اُس نے جو کمائی کی تھی وہ اُس کے کچھ کام نہیں آئی ۔ وہ بھڑکتے شعلوں والی آگ میں داخل ہوگا[2] اور اُس کی بیوی بھی[3] لکڑیاں اٹھاتی ہوئی[4] ۝ اپنی گردن میں مونج کی رسّی لیے ہوئے[5] ۝"۔

ابولہب، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک چچا تھا جو آپ کی دعوتِ اسلام کے بعد آپ کا دشمن ہوگیا تھا اور طرح طرح سے آپ کو تکلیف پہنچاتا تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار اپنے خاندان کے لوگوں کو صفا پہاڑ پر جمع فرما کر اُن کو اسلام کی دعوت دی تو ابولہب نے یہ جملہ کہا تھا:

[illegible] یعنی "بربادی ہو تمہاری! کیا اس کام کے لیے تم نے ہمیں جمع کیا تھا؟"

اس کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی اور اس میں پہلے تو ابولہب کو بددعا دی گئی ہے کہ بربادی، [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے، بلکہ ہاتھ ابولہب کے برباد ہوں۔ (عربی محاورے میں ہاتھوں کی بربادی کا مطلب انسان کی بربادی ہی ہوتا ہے) پھر فرمایا گیا ہے کہ وہ برباد ہو ہی گیا ہے، یعنی اس کی بربادی اتنی یقینی ہے جیسے ہو ہی چکی۔ چناں چہ جنگِ بدر کے سات دن بعد اُسے طاعون جیسی بیماری ہوئی جسے عدسہ کہتے ہیں۔ عرب کے لوگ چھوت چھات کے قائل تھے اور جسے عدسہ کی بیماری ہوتی اُسے ہاتھ بھی نہیں لگاتے تھے۔ چناں چہ وہ اسی حالت میں مرگیا اور اس کی لاش میں سخت بدبو پیدا ہوگئی یہاں تک کہ لوگوں نے کسی لکڑی کے سہارے اُسے ایک گڑھے میں اُلٹ دیا (روح المعانی)۔

(۲) بھڑکتے شعلے کو عربی میں "لہب" کہتے ہیں۔ ابولہب بھی اُس کو اس لیے کہتے تھے کہ اُس کا چہرہ شعلے کی طرح سرخ تھا۔ قرآنِ کریم نے یہاں دوزخ کے شعلوں کے لیے یہی لفظ استعمال کر کے یہ لطیف اشارہ فرمایا ہے کہ اس کے نام میں بھی شعلے کا مفہوم داخل ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورت کا نام بھی "سُوْرَةُ اللَّهَب" ہے۔

(۳) ابولہب کی بیوی اُمِّ جمیل کہلاتی تھی اور وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں اپنے شوہر کے ساتھ برابر کی شریک تھی، بعض روایتوں میں ہے کہ وہ رات کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے دار لکڑیاں بچھا دیا کرتی تھی اور آپ کو طرح طرح سے ستایا کرتی تھی۔

(۴) اس کا مطلب بعض مفسرین نے تو یہ بتایا ہے کہ وہ اگرچہ ایک باعزت گھرانے کی عورت تھی، لیکن اپنی کنجوسی کی وجہ سے ایندھن کی لکڑیاں خود لاد کر لاتی تھی اور بعض حضرات نے فرمایا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں جو کانٹے دار لکڑیاں بچھاتی تھی، اُس کی طرف اشارہ ہے۔ ان دونوں صورتوں میں لکڑیاں اٹھانے کی یہ صفت دنیا ہی سے متعلق ہے، اور بعض مفسرین نے یہ فرمایا ہے کہ یہ اُس کے دوزخ میں داخلے کی حالت بیان فرمائی گئی ہے اور مطلب یہ ہے کہ وہ دوزخ میں لکڑیوں کا گٹھڑ اٹھائے داخل ہوگی۔ قرآنِ کریم کے الفاظ میں دونوں معنی ممکن ہیں اور ہم نے جو ترجمہ کیا ہے اُس میں بھی دونوں تفسیروں کی گنجائش موجود ہے۔

(۵) پہلی تفسیر کے مطابق جب یہ عورت لکڑیاں لاد کر لاتی تو اُن کو مونج (ایک قسم کی گھاس) کی رسی سے باندھ کر رسی کو اپنے گلے میں لپیٹ لیتی تھی اور دوسری تفسیر کے مطابق یہ بھی دوزخ میں داخلے کی کیفیت بیان ہو رہی ہے کہ اس کے گلے میں مونج کی رسی کی طرح طوق پڑا ہوا ہوگا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

سُوْرَةُ النَّصْر اور سُوْرَةُ اللَّهَب پانچ دن میں پڑھائیں

سُوْرَةُ الْاِخْلَاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

مترجم: "کہہ دو[1]: بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے ایک ہے[2] اللہ ہی ایسا ہے کہ سب اُس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں[3] نہ اُس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔[4] اور اُس کے جوڑ کا کوئی بھی نہیں[5]۔"

(۱) بعض کافروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ آپ جس اللہ کی عبادت کرتے ہیں، وہ کیسا ہے؟ اُس کا حسب نسب بیان کرکے اُس کا تعارف تو کرایئے۔ اس کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔ (روح المعانی بحوالہ بیہقی وطبرانی وغیرہ)۔

(۲) یہ قرآن کریم کے لفظ "احد" کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ صرف "ایک" کا لفظ اس کے پورے معنی ظاہر نہیں کرتا۔ "ہر لحاظ سے ایک" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُس کی ذات اس طرح ایک ہے کہ اُس کے نہ اجزاء ہیں، نہ حصے ہیں اور نہ اُس کی صفات کسی اور میں پائی جاتی ہیں۔ وہ اپنی ذات میں بھی ایک ہے اور اپنی صفات میں بھی۔

(۳) یہ قرآن کریم کے لفظ "صمد" کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس لفظ کا مفہوم بھی اُردو کے کسی ایک لفظ سے ادا نہیں ہو سکتا۔ عربی میں "صمد" اُس کو کہتے ہیں جس سے سب لوگ اپنی مشکلات میں مدد لینے کے لیے رجوع کرتے ہوں اور سب اُس کے محتاج ہوں اور وہ خود کسی کا محتاج نہ ہو۔ عام طور سے اختصار کے پیشِ نظر اس لفظ کا ترجمہ "بے نیاز" کیا جاتا ہے لیکن وہ اس کے صرف ایک پہلو کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ لیکن یہ پہلو اُس میں نہیں آتا کہ سب اُس کے محتاج ہیں۔ اس لیے یہاں ایک لفظ سے ترجمہ کرنے کے بجائے اُس کا پورا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

(۴) یہ اُن لوگوں کی تردید ہے جو فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے تھے یا [illegible] کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیتے تھے۔

(۵) یعنی کوئی نہیں ہے جو کسی معاملے میں اس کی برابری یا ہمسری کر سکے۔ اس سورت کی ان چار مختصر آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی توحید کو انتہائی جامع انداز میں بیان فرمایا گیا ہے۔

پہلی آیت میں اُن کی تردید ہے جو ایک سے زیادہ خداؤں کے قائل ہیں۔

دوسری آیت میں اُن کی تردید ہے جو اللہ تعالیٰ کو ماننے کے باوجود کسی اور کو اپنا مشکل کشا، کارساز یا حاجت روا قرار دیتے ہیں۔

تیسری آیت میں اُن کی تردید ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد مانتے ہیں۔

چوتھی آیت میں اُن لوگوں کا رد کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی کسی بھی صفت میں کسی اور کی برابری کے قائل ہیں، مثلاً بعض مجوسیوں کا کہنا یہ تھا کہ روشنی کا پیدا کرنے والا کوئی اور ہے اور اندھیرے کا پیدا کرنے والا کوئی اور، یا بھلائی پیدا کرنے والا اور ہے اور برائی پیدا کرنے والا کوئی اور۔ اس طرح اس مختصر سورت میں شرک کی تمام صورتوں کو باطل قرار دے کر خالص توحید ثابت کی ہے، اسی لیے اس سورت کو "سورۂ اخلاص" کہا جاتا ہے۔

ایک صحیح حدیث میں اس کو قرآن کریم کا ایک تہائی حصہ قرار دیا گیا ہے، جس کی وجہ بظاہر یہ ہے کہ قرآن کریم نے بنیادی طور پر تین عقیدوں پر زور دیا ہے۔ توحید، رسالت اور آخرت۔ اور اس سورت نے ان میں توحید کے عقیدے کی پوری وضاحت فرمائی ہے۔

اس سورت کی تلاوت کے بھی احادیث میں بہت فضائل آئے ہیں۔

سُوْرَةُ الْفَلَقِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

"کہو[1] کہ میں صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں، ① ہر اُس چیز کے شر سے جو اُس نے پیدا کی ہے، ② اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ پھیل جائے،[2] ③ اور اُن جانوں کے شر سے جو (گنڈے کی) گرہوں میں پھونک مارتی ہیں[3] ④ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے ⑤"

(1) قرآن کریم کی یہ آخری دو سورتیں "معوذتین" کہلاتی ہیں۔ یہ دونوں سورتیں اُس وقت نازل ہوئی تھیں جب کچھ یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کرنے کی کوشش کی تھی اور اس کے کچھ اثرات آپ پر ظاہر بھی ہوئے تھے۔ ان

سورتوں میں آپ کو جادو ٹونے سے حفاظت کے لیے ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

کئی احادیث سے ثابت ہے کہ ان سورتوں کی تلاوت اور ان سے دَم کرنا جادو کے اثرات دور کرنے کے لیے بہترین عمل ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سونے سے پہلے ان سورتوں کی تلاوت کر کے اپنے مبارک ہاتھوں پر دم کرتے اور پھر ان ہاتھوں کو پورے جسم پر پھیر لیتے تھے۔ (جامع الترمذی، الدعوات، باب ما جاء فی من یقرأ من القرآن عند المنام، الرقم: ۳۳۰۲)

(۲) اندھیری رات کے شر سے خاص طور پر اس لیے پناہ مانگی گئی ہے کہ عام طور پر جادوگروں کی کارروائیاں رات کے اندھیرے میں ہوا کرتی ہیں۔

(۳) "جانوں" کے لفظ میں مرد اور عورت دونوں داخل ہیں۔ جادوگر مرد ہوں یا عورت، دھاگے کے گنڈے (یعنی حلقہ) بنا کر اس میں گرہیں لگاتے جاتے ہیں اور ان پر کچھ پڑھ پڑھ کر پھونکتے رہتے ہیں۔ ان کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔

سورۃ الناس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾

ترجمہ: کہو(۱) کہ "میں پناہ مانگتا ہوں سب لوگوں کے پروردگار کی ﴿۱﴾ سب لوگوں کے بادشاہ کی ﴿۲﴾ سب لوگوں کے معبود کی(۲) ﴿۳﴾ اُس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو پیچھے کو چھپ جاتا ہے(۳) ﴿۴﴾ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے ﴿۵﴾ چاہے وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔(۴) ﴿۶﴾

(۱) پچھلی سورت کا حاشیہ نمبر ۱ ملاحظہ فرمایئے۔

(۲) مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جو سب کا پروردگار بھی ہے، صحیح معنی میں سب کا بادشاہ بھی اور سب کا معبودِ حقیقی بھی۔

٭ ایک مستند حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ: "جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے اس کے دل پر وسوسہ ڈالنے والا (شیطان) مسلط ہو جاتا ہے۔ جب وہ ہوش میں آکر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو یہ وسوسہ ڈالنے والا پیچھے کو دبک جاتا ہے، اور جب وہ غافل ہوتا ہے تو دوبارہ آکر وسوسے ڈالتا ہے۔" (روح المعانی بحوالہ حاکم و ابن منذر وغیرہ)

٭ قرآن کریم نے سورۂ انعام (۶:۱۱۲) میں بتایا ہے کہ شیطان جنات میں سے بھی ہوتے ہیں اور انسانوں میں سے بھی۔ البتہ شیطان جو جنات میں سے ہے، وہ نظر نہیں آتا اور دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے، لیکن انسانوں میں سے جو شیطان ہوتے ہیں، وہ نظر آتے ہیں اور ان کی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انھیں سن کر انسان کے دل میں طرح طرح کے برے خیالات اور وسوسے آجاتے ہیں۔ اس لیے اس آیت کریمہ میں دونوں قسم کے وسوسہ ڈالنے والوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔

ان آیتوں میں اگرچہ شیطان کے وسوسہ ڈالنے کی طاقت کا ذکر فرمایا گیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کی تلقین کر کے یہ بھی واضح فرما دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے اور اس کا ذکر کرنے سے وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے، نیز سورۂ نساء (۴:۷۶) میں فرمایا گیا ہے کہ اس کی چالیں کمزور ہیں اور اس میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ انسان کو گناہ پر مجبور کر سکے۔ سورۂ ابراہیم (۱۴:۲۲) میں خود اس کا یہ اعتراف اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے کہ مجھے انسانوں پر کوئی اقتدار حاصل نہیں۔ یہ تو انسان کی ایک آزمائش ہے کہ وہ انسان کو بہکانے کی کوشش کرتا ہے، لیکن جو بندہ اس کے بہکاوے میں آنے سے انکار کر کے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لے تو شیطان اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔

قرآن کریم کا آغاز سورۂ فاتحہ سے ہوا تھا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد اللہ تعالیٰ ہی سے سیدھے راستے کی ہدایت کی دعا کی گئی ہے اور اختتام سورۂ ناس پر ہوا ہے جس میں شیطان کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے، کیوں کہ سیدھے راستے پر چلنے میں اس کے شر سے جو رکاوٹ پیدا ہو سکتی تھی اُسے دور کرنے کا طریقہ بتا دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نفس اور شیطان دونوں کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

وضاحت: گزشتہ تمام سورتوں کی دہرائی کروائیں

سُوْرَةُ الاِخْلَاص، سُوْرَةُ الْفَلَق، سُوْرَةُ النَّاس ... میں پڑھیں



ایمانیات

تعریف: ہر مسلمان کے لیے جن باتوں پر دل سے یقین رکھنا ضروری ہے ان کو "ایمانیات" کہتے ہیں۔

سبق: ۱ کلمۂ طیّبہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ [1]

ترجمہ: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔"

کلمۂ طیّبہ زبان سے کہنا اور دل سے اس کی تصدیق کرنا مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے۔

کلمۂ طیّبہ کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ہر حکم مانیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر عمل کریں۔ قرآن کریم میں کلمۂ طیّبہ کی مثال پاکیزہ درخت سے دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝" [2]

ترجمہ: "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمۂ طیّبہ کی کیسی مثال بیان کی ہے؟ وہ ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑ (زمین میں) مضبوطی سے جمی ہوئی ہے اور اُس کی شاخیں آسمان میں ہیں اپنے رَب کے حکم سے وہ ہر آن اپنا پھل دیتا ہے۔ اللہ (اس قسم کی) مثالیں لوگوں کو اس لیے دیتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔"

کلمۂ طیّبہ سے مراد کلمۂ توحید یعنی "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ہے۔ اور اکثر مفسرین نے فرمایا ہے کہ پاکیزہ درخت سے

[1] جامع الترمذی: ۲/۱۸۸، رقم: ۳۱۸۶ [2] سورۂ ابراہیم: ۲۴، ۲۵



مراد کھجور کا درخت ہے جس کی جڑیں زمین میں مضبوطی کے ساتھ جمی ہوتی ہیں، اور تیز ہوائیں اور آندھیاں اُسے نقصان نہیں پہنچا سکتیں، نہ اُسے اپنی جگہ سے ہلا سکتی ہیں۔

اس طرح جب توحید کا کلمہ انسان کے دل و دماغ میں پیوست ہو جاتا ہے تو ایمان کی خاطر اُسے کیسی ہی تکلیفوں یا مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے، اُس کے ایمان میں کوئی کمزوری نہیں آتی۔ چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ہر قسم کی تکلیفیں دی گئیں، لیکن توحید کا جو کلمہ اُن کے دل میں گھر کر چکا تھا، اُس میں مصائب کی ان آندھیوں سے ذرّہ برابر فرق نہیں آیا۔[1]

ہمیں بھی چاہیے کہ ہر حال میں اسلام پر ثابت قدم رہیں، کبھی بھی کسی مصیبت اور پریشانی سے گھبرا کر نادانی میں زبان سے ایسا بول نہ نکالیں اور نہ ہی ایسا کام کریں جس سے ایمان جاتا رہے، ایسے موقع پر صبر اور ہمت سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھیں۔

کلمہ طیبہ کے فضائل:

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

  "ایمان کی ستّر یا ساٹھ سے زیادہ شاخیں ہیں۔ ان میں سب سے افضل شاخ لا اِلٰہ اِلَّا اللہ کہنا ہے اور ادنیٰ شاخ تکلیف دینے والی چیزوں کا راستے سے ہٹا دینا ہے اور حیا ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔"[2]

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

  "جو اپنے بچے کی تربیت کرے یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہنے لگے تو اللہ تعالیٰ اس کا حساب کتاب نہیں کریں گے۔"[3]

---

[1] ماخوذ از: آسان ترجمۂ قرآن، ص: ۵۵۵ [2] صحیح مسلم، الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان، الرقم: ۱۵۳ [3] کنز العمال، الرقم: ۴۵۴۰۱

سبق: ... یہ سبق ... میں پڑھائیں

سبق: ۲ کلمۂ شہادت

"اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ." [1]

ترجمہ: "میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

اس کلمے کو "کلمۂ شہادت" کہتے ہیں، اس کلمے میں ہم دو باتوں کی گواہی دیتے ہیں۔

- توحید
- رسالت

توحید: کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔

رسالت: کا مطلب ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ماننا۔

کلمۂ شہادت کی اہمیت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو اخلاص کے ساتھ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔" [2]

---

[1] جامع الترمذی، ابواب الطہارۃ، باب فی ما یقال بعد الوضوء، الرقم: ۵۵

[2] [illegible]، الرقم: ۲۲۱۸



کلمۂ تمجید

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ [1]

"اللہ پاک ہے، اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔"

کلمۂ تمجید کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہا کرو یہ باقی رہنے والی نیکیاں ہیں اور یہ کلمات گناہوں کو اس طرح مٹا دیتے ہیں جس طرح درخت سے (سردی کے موسم میں) پتے جھڑتے ہیں اور یہ کلمات جنت کے خزانوں میں سے ہیں۔" [2]

[1] جامع الصغیر، ۱/۲۶۸، الرقم: ۴۳۷۹ [2] مجمع الزوائد، ۱۰/۱۰۴



کلمہ توحید

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ [1]

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے، اور اسی کے لیے تعریف ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی، اسی کے قبضۂ قدرت میں ہر بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

کلمۂ توحید کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جو بازار میں داخل ہو کر [illegible] پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتے ہیں، اور دس لاکھ گناہوں کو مٹا دیتے ہیں اور اس کے دس لاکھ درجے بلند کرتے ہیں۔" [2]

دوسری روایت میں یہ بھی ہے:

"اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتے ہیں۔" [3]

---

[1] جامع الترمذی، الدعوات، باب ما یقول إذا دخل السوق، الرقم: ۳۴۲۸

[2] جامع الترمذی، الدعوات، باب ما یقول إذا دخل السوق، الرقم: ۳۴۲۸

[3] جامع الترمذی، الدعوات، باب ما یقول إذا دخل السوق، الرقم: ۳۴۲۹

سبق: ۲ — یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں — دستخط معلم

سبق: ۳ کلمۂ استغفار

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ أَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا أَوْ خَطَأً سِرًّا أَوْ عَلَانِيَةً وَّأَتُوْبُ إِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ أَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ لَا أَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔[1]

''میں اللہ سے جو میرا پروردگار ہے، معافی مانگتی ہوں ہر گناہ سے جو میں نے جان بوجھ کر کیا ہو یا بھول کر، چھپ کر کیا ہو یا کھلم کھلا، اور میں توبہ کرتی ہوں اللہ کے دربار میں اس گناہ سے جو مجھے معلوم ہے اور اس گناہ سے جو مجھے معلوم نہیں۔''

''اے اللہ! بے شک تو غیبوں کا جاننے والا اور عیبوں کو چھپانے والا ہے اور گناہوں کو بخشنے والا ہے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔''

کلمہ کی فضیلت و اہمیت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کوئی مسلمان گناہ کرتا ہے تو جو فرشتہ اس کے گناہ لکھنے پر مقرر ہے وہ اس گناہ کو لکھنے سے تین گھڑیاں تقریباً ایک گھنٹہ ٹھہر جاتا ہے۔ اگر اس نے اس دوران کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ سے اپنے اس گناہ کی معافی مانگ لی تو وہ فرشتہ آخرت میں اُس گناہ پر مُطلع نہیں کرے گا اور نہ ہی قیامت کے دن اُس گناہ پر اسے عذاب دیا جائے گا۔[2]

[1] آسان نماز (مؤلف: مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۵۰) [2] مستدرک حاکم: ۴/ ۲۶۲

کلمۂ ردِّ کفر

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَّاَنَا اَعْلَمُ بِهٖ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَاۤ اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ وَتَبَرَّاْتُ مِنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْكِذْبِ وَالْغِيْبَةِ وَالْبِدْعَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُهْتَانِ وَالْمَعَاصِيْ كُلِّهَا وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ

"اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتی ہوں اس بات سے کہ میں کسی چیز کو تیرا شریک بناؤں اور مجھے اس کا علم ہو اور میں معافی مانگتی ہوں تجھ سے اس گناہ کی جس کا مجھے علم نہیں۔ میں نے شرک سے توبہ کی اور میں بیزار ہوئی کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ سے اور غیبت سے اور بدعت سے اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور تہمت لگانے سے اور تمام گناہوں سے اور میں مسلمان ہوئی اور میں کہتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔"

آسان نماز (مؤلف: مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ) ص ۵۰۱

سبق: ۳   یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں   دعوۃ سفر

سبق: ۴

ایمانِ مُجمَل

"آمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِأَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ وَقَبِلْتُ جَمِيعَ أَحْكَامِهِ."❶

"میں ایمان لائی اللہ پر جیسے کہ وہ اپنے ناموں اور خوبیوں کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کیے۔"

اِیمانِ مُفَصَّل

آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ❷ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ.❸

"میں ایمان لائی اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس بات پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر۔"

❶ تعلیم الاسلام، ص: ۵

❷ جامع الترمذی، القدر، باب ما جاء ان الایمان بالقدر، الرقم: ۲۱۴۵

❸ جامع الترمذی، الایمان، باب ما جاء فی وصف جبریل، الرقم: ۲۶۱۰



اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک ہے، اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج ہیں۔ وہ نہ کسی کی اولاد ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے، نہ ہی اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ ہی اُس کی کسی سے رشتے داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جیسا کوئی نہیں، وہ مخلوق جیسے اعضا ہاتھ، پاؤں، ناک، کان اور شکل وصورت سے پاک ہے۔

احادیثِ مبارکہ اور قرآن کریم کی جن آیات میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ، انگلیوں وغیرہ کا ذکر ہے ان پر ایمان رکھنا چاہیے لیکن نہ تو اس کی کیفیت کے بارے میں سوچیں اور نہ ہی سوال کریں کہ وہ کس طرح ہیں یہ سخت ترین غلطی اور شیطانی وسوسہ ہے جب دل میں ایسے وسوسے پیدا ہوں تو زبان پر کبھی نہ لائیں اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھ کر اس کا خیال دل سے نکال دیں۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہر بات کو جانتا ہے، وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اللہ تعالیٰ ہی نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے پہلے کچھ نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ ہی گناہوں کو معاف کرتا ہے اور وہی ساری مخلوق کو روزی دیتا ہے، وہ نہ کھاتا ہے، نہ پیتا ہے، نہ سوتا ہے، نہ اسے اونگھ آتی ہے، نفع اور نقصان اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ساری خوبیاں اور تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور وہ تمام عیبوں سے پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے رُسوا کرتا ہے، زندگی اور موت وہی دیتا ہے۔

ہمیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہیے۔ تنگی، خوشی، پریشانی، مصیبت اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ ہی سے مدد اور دعا مانگنی چاہیے۔ اس لیے کہ حاجتوں اور ضرورتوں کو پورا کرنے والا ایک اکیلا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

سبق: ۴ یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں دستخط معلم





سبق ۵: فرشتے

فرشتے اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا کیے ہیں، اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں ہماری نظروں سے غائب ہیں، نہ مرد ہیں نہ عورت۔

فرشتوں کی صحیح تعداد صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔

فرشتے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں، تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکام مانتے ہیں اور کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔[1]

بہت سے فرشتے انسانوں کی حفاظت میں لگے رہتے ہیں۔

انسان پر نگران فرشتے مقرر ہیں جن کو "کراماً کاتبین" کہتے ہیں، وہ انسان کے سارے کاموں کو جانتے ہیں (اور انسان جو عمل کرے اچھا یا برا اس کو لکھتے رہتے ہیں اور اسی سے اس کا اعمال نامہ تیار ہوتا ہے۔)[2]

چار بڑے فرشتوں کے نام یہ ہیں:

1. حضرت جبرائیل علیہ السلام
2. حضرت میکائیل علیہ السلام
3. حضرت اسرافیل علیہ السلام
4. حضرت عزرائیل علیہ السلام

1. حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغام، احکام اور کتابیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس لاتے تھے۔ بعض مرتبہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مدد کرنے اللہ اور رسول کے دشمنوں سے لڑنے کے لیے بھی بھیجے گئے، بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ نے نافرمانوں پر عذاب بھی ان کے ذریعے بھیجا۔
2. حضرت میکائیل علیہ السلام مخلوق کو روزی پہنچانے اور بارش وغیرہ کے انتظام پر مقرر ہیں۔ بے شمار فرشتے ان کی ماتحتی میں کام کرتے ہیں، بعض بادلوں کے انتظام پر مقرر ہیں، بعض ہواؤں کے

[1] سورۃ التحریم: ۶ [2] سورۃ الانفطار: ۱۰ تا ۱۲



انتظام پر مقرر ہیں اور بعض دریاؤں، تالابوں اور نہروں پر مقرر ہیں اور ان تمام چیزوں کا انتظام اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق کرتے ہیں۔

- حضرت اسرافیل علیہ السلام قیامت کے دن صور پھونکیں گے۔
- حضرت عزرائیل علیہ السلام مخلوق کی جان نکالنے پر مقرر ہیں اور ان کی ماتحتی میں بے شمار فرشتے کام کرتے ہیں۔ نیک بندوں کی جان نکالنے والے فرشتے علیحدہ ہیں اور بدکار آدمیوں کی جان نکالنے والے فرشتے علیحدہ ہیں۔[1]

کچھ فرشتے اس کام پر مقرر ہیں جو راستوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی تلاش میں رہتے ہیں، ایسی مجلسوں میں حاضر ہوتے ہیں اور جتنے لوگ اس میں شریک ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کی شرکت کی گواہی دیتے ہیں۔[3]

کچھ فرشتے اس کام پر مقرر ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا سلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔[2]

کچھ فرشتے انسان کے مرنے کے بعد قبر میں اس سے سوال کرنے پر مقرر ہیں۔ ہر انسان کی قبر میں دو فرشتے آتے ہیں ان میں سے ایک کو "[illegible]" اور دوسرے کو "[illegible]" کہتے ہیں۔[4]

ہم اللہ تعالیٰ کے تمام فرشتوں پر ایمان لاتی ہیں۔

---

[1] ماخوذ از تعلیم الاسلام، ص: ۸۴

[2] سنن النسائی، السہو، باب التسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الرقم: ۱۲۸۳

[3] صحیح البخاری، الدعوات، باب فضل ذکر اللہ، الرقم: ۶۴۰۸

[4] سنن ابی داود، السنۃ، باب المسألۃ فی القبر وعذاب القبر، الرقم: ۴۷۵۳

سبق: ۵ یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں دستخط معلمہ



سبق ۲۰: آسمانی کتابیں

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے اپنے رسولوں پر صحیفے اور کتابیں نازل فرمائی ہیں۔ صحیفوں کی تعداد معلوم نہیں، کچھ صحیفے حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ پر، کچھ حضرت شیث عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ پر اور کچھ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ پر نازل ہوئے۔ ان کے علاوہ اور بھی صحیفے ہیں جو دوسرے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ پر نازل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتابوں میں چار آسمانی کتابیں مشہور ہیں۔

تورات، زبور، انجیل اور قرآن کریم۔

1. تورات حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ پر نازل ہوئی۔
2. زبور حضرت داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ پر نازل ہوئی۔
3. انجیل حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ پر نازل ہوئی۔
4. قرآن کریم ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

قرآن کریم بقیہ آسمانی کتابوں تورات، زبور، انجیل میں سب سے افضل کتاب ہے۔

سب مسلمان ان ساری کتابوں کو سچا مانتے ہیں۔

قرآنِ کریم

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی آخری کتاب ہے، اس کے بعد کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی۔ قرآن کریم نازل ہونے کے بعد پچھلی تمام آسمانی کتابیں قابلِ عمل نہیں رہیں۔ اب قیامت تک صرف قرآن کریم ہی لوگوں کی راہ نمائی اور ہدایت کا ذریعہ ہے۔



قرآن کریم عربی زبان میں ہے اور اس کے تیس پارے ہیں۔ قرآن کریم کسی خاص قوم یا کسی خاص ملک کے رہنے والوں کے لیے نازل نہیں ہوا بلکہ دنیا کے تمام انسانوں کو جنت کا راستہ دکھانے کے لیے نازل ہوا ہے۔
قرآن کریم کے علاوہ دوسری تمام کتابوں کو گم راہ لوگوں نے تبدیل کر دیا ہے، جب کہ قرآن کریم قیامت تک کوئی نہیں بدل سکتا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" [1]

ترجمہ: "حقیقت یہ ہے کہ یہ ذکر (یعنی قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم جیسے نازل ہوا تھا ویسے ہی آج بھی موجود ہے جب کہ دوسری آسمانی کتابیں اپنے اصلی الفاظ اور معانی کے ساتھ محفوظ نہیں اس لیے ان موجودہ تینوں کتابوں کے متعلق یہ یقین نہیں رکھنا چاہیے کہ یہ اصلی آسمانی کتابیں ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہودی تورات عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور عربی زبان میں مسلمانوں کے لیے اس کی تفسیر کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے ارشاد فرمایا:

"لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ" [2]

ترجمہ: "تم ان اہل کتاب (یہودیوں) کی نہ تصدیق کرو نہ ان کو جھٹلاؤ۔"

ہمیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مبارک نصیحت پر عمل کرنا چاہیے، اہل کتاب سے بحث و مباحثہ میں نہ الجھیں کہ یہ بات صحیح ہے اور یہ بات غلط اور نہ ہی ان کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔
ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تورات پڑھ رہے تھے تو انھیں دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور ارشاد فرمایا:

---

[1] سورۃ الحجر: ۹
[2] صحیح البخاری، التفسیر، باب قولوا آمنا باللہ، الرقم: ۴۴۸۵

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر (حضرت) موسیٰ (اس دنیا میں) تمہارے سامنے آ جائیں، اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی اختیار کر لو تو سیدھے راستے سے بھٹک جاؤ گے اور گمراہ ہو جاؤ گے اور (سنو!) اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوّت کا زمانہ پاتے تو وہ بھی میری پیروی کرتے۔"[1]

قرآن کریم ہماری رہبری کے لیے نازل ہوا ہے، اسے سمجھیں، پڑھیں، اہل علم سے سمجھیں، قرآن کریم کے مستند ترجموں اور تفاسیر (تفسیر عثمانی، بیان القرآن، آسان ترجمہ قرآن، معارف القرآن) کا مطالعہ کریں اور قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کریں۔

قرآن کریم سیکھنے کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

"اے ابوذر! تیرا صبح کے وقت قرآن کریم کی ایک آیت سیکھ لینا سو رکعت نماز نفل پڑھنے سے افضل ہے۔"[2]

قرآن کریم پڑھنے کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص قرآن کریم کا ایک حرف پڑھے، اس کے لیے اس حرف کے بدلے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے برابر ملتا ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ "الم" ایک حرف ہے، بل کہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے، میم ایک حرف ہے۔"[3]

عزم کریں کہ اس [illegible] مہینے میں ایک قرآن کریم مکمل پڑھیں گی۔

[1] مسند دارمی [2] سنن ابن ماجہ، باب فضل من تعلم القرآن وعلمہ، الرقم: ۲۱۹ [3] جامع الترمذی، فضائل القرآن، باب ما جاء فی من قرأ حرفا...، الرقم: ۲۹۱۰

سبق ۲۰: یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں دستخط معلم

سبق: ۷ انبیاعَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں انسانوں کو صحیح زندگی گزارنے کا طریقہ سکھانے کے لیے اپنے خاص بندوں کو نبی بنا کر بھیجا، ان کو "انبیا" کہتے ہیں۔

انبیا عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱،۲۴۰۰۰) ہے۔ ●

سارے انبیا عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لوگوں کو ایک اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے تھے اور انھیں اچھی باتیں بتاتے تھے اور بری باتوں سے روکتے تھے۔

سب سے پہلے نبی حضرت آدم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ہیں۔

سب سے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

ہم تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان رکھتی ہیں اور ان کا دل و جان سے احترام کرتی ہیں۔

چند مشہور انبیا عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے نام یہ ہیں:

1. حضرت آدم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
2. حضرت نوح عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
3. حضرت ابراہیم عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
4. حضرت [illegible] عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
5. حضرت [illegible] عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
6. حضرت [illegible] عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
7. حضرت [illegible] عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
8. حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

● مسند الامام احمد، حدیث ابی امامۃ الباہلی، ۵/۲۶۵، الرقم: ۲۱۷۸۵

رسول اور نبی:

اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں میں سے بعض رسول ہیں اور بعض نبی ہیں۔

رسول اس پیغمبر کو کہتے ہیں جس کو نئی شریعت اور نئی کتاب دی گئی ہو۔

نبی اس پیغمبر کو کہتے ہیں جو پچھلی شریعت اور کتاب کا تابع ہو۔

کوئی آدمی اپنی کوشش اور ارادے سے نبی اور رسول نہیں بن سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مرتبہ دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جتنے رسول اور نبی بھیجے ہیں وہ سب سچے اور برحق ہیں۔

انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے متعلق ضروری عقائد

تمام انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور انسان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معجزے عطا کیے ہیں۔

انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے احکام اس کے بندوں تک پورے پورے پہنچاتے ہیں، ان میں ذرہ برابر کمی، زیادتی نہیں کرتے اور نہ ہی کسی پیغام کو چھپاتے ہیں۔

انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام صرف وہی باتیں جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ انھیں وحی کے ذریعے بتاتے ہیں۔

تمام انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام چھوٹے بڑے ہر قسم کے تمام گناہوں سے پاک ہیں۔

سبق: ۷ یہ سبق [illegible] میں پڑھائیں



سبق ۸: رسالت نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل ہیں۔

ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں، اللہ تعالیٰ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں میں سب سے زیادہ علم دیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو سیدھی راہ بتلانے کے لیے بھیجا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتے اور بری باتوں سے روکتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہر نبی کو کسی خاص قوم یا ملک یا مخصوص زمانے کے لیے بھیجا گیا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اب صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے بتائے ہوئے احکام اور طریقوں پر عمل کرنے میں ہر انسان کی دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایمان کا عین تقاضا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> "تم میں کوئی اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کو اس کے والد سے اور اس کی اولاد سے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔"[1]

ہمیں چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت کریں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی ان پر عمل کرنے کی ترغیب دیں۔

[1] صحیح البخاری، بدء الوحی، باب حب الرسول من الایمان، الرقم: ۱۵



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔" [1]

قیامت کی نشانیاں اور حالات

جس دن ساری مخلوق مر جائے گی، تمام زمین و آسمان ٹوٹ پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور دنیا ختم ہو جائے گی، وہ "قیامت" کا دن ہوگا۔

قیامت کا دن متعین ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو اس کا علم نہیں ہے۔ [2]

قیامت کی کچھ نشانیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادی ہیں۔ یہ سب نشانیاں ضرور پوری ہونے والی ہیں۔

قیامت کی چند نشانیاں یہ ہیں:

- دین کا علم اٹھالیا جائے گا۔ [3]
- جھوٹ بولنا عام ہو جائے گا۔ [4]
- شرم و حیا ختم ہو جائے گی۔ [5]
- قتل عام ہو جائے گا۔ [6]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب میری امت پندرہ کام کرے گی تو ان کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہو جائے گی۔

پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہیں؟

---

[1] جامع الترمذی، العلم، باب ما جاء فی الاخذ بالسنۃ، الرقم: ۲۶۷۸

[2] سورۃ لقمان: ۳۴

[3] سنن ابن ماجہ، الفتن، باب ذھاب القرآن والعلم، الرقم: ۴۰۴۹

[4] جامع الترمذی، الفتن، باب ما جاء فی لزوم الجماعۃ، الرقم: ۲۱۶۵

[5] سنن ابن ماجہ، الفتن، باب ذھاب الامانۃ، الرقم: ۴۰۵۳

[6] سنن ابن ماجہ، الفتن، باب ذھاب القرآن والعلم، الرقم: ۴۰۵۱



آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

1. جب لوگ غنیمت کو اپنے ذاتی مال کی طرح سمجھنے لگیں گے۔
2. امانت میں خیانت کریں گے۔
3. زکوۃ کو تاوان اور جرمانے کی طرح مشکل سمجھیں گے۔
4. مرد بیوی کی فرماں برداری کرے گا۔
5. بیٹا ماں کی نافرمانی کرے گا۔
6. آدمی دوست کے ساتھ اچھائی کرے گا۔
7. بیٹا اپنے باپ سے زیادتی کرے گا۔
8. مسجدوں میں شور شرابا ہونے لگے گا۔
9. حکومت گھٹیا، لالچی اور بد اخلاق لوگوں کو ملے گی۔
10. لوگ ظالموں کی تعظیم اس خوف سے کریں گے کہ یہ ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں۔
11. شراب پی جائے گی۔
12. مرد ریشمی لباس پہنیں گے۔
13. ناچنے گانے والی عورتوں کا رواج ہو جائے گا۔
14. موسیقی کے آلات کثرت سے ہو جائیں گے۔
15. بعد میں آنے والے لوگ امت کے پہلے لوگوں کو برا بھلا کہنے لگیں گے۔

اس وقت تم سرخ آندھی آنے، زمین میں دھنسنے اور صورتیں بدل جانے کا انتظار کرو۔[1]

[1] جامع الترمذی، الفتن، باب ما جاء فی علامۃ حلول المسخ والخسف، الرقم: ۲۲۱۰



سبق ۹: قیامت کی بڑی نشانیاں

حضرت مہدی ظاہر ہوں گے اور خوب انصاف کے ساتھ حکومت کریں گے۔ [1]

یاجوج ماجوج تمام زمین پر پھیل جائیں گے اور بہت فساد مچائیں گے، پھر اللہ کے حکم سے ہلاک ہوں گے۔

ایک عجیب جانور زمین سے نکلے گا اور لوگوں سے باتیں کرے گا۔ [2]

سورج مشرق کے بجائے مغرب سے نکلے گا، اور اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ [3]

قرآن کریم اٹھا لیا جائے گا۔ [4]

دجال نکلے گا چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال تک رہے گا پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ [illegible] کو بھیجے گا وہ دجال کو ڈھونڈ کر اسے ہلاک کریں گے، پھر سات سال کا عرصہ ایسے گزرے گا کہ دو آدمیوں کے درمیان بھی دشمنی نہیں ہوگی۔

پھر اللہ تعالیٰ ملک شام کی جانب سے ایک ٹھنڈی ہوا چلائے گا جس کی وجہ سے روئے زمین پر کوئی بھی ایمان دار نہیں بچے گا، سب کے سب مر جائیں گے، صرف اور صرف بدترین لوگ زندہ رہ جائیں گے جو بھلائی کو نہیں پہچانیں گے اور نہ ہی برائی کا انکار کریں گے، پھر صور پھونکا جائے گا۔ [5]

صور پھونکنے سے زمین و آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، تمام مخلوقات مر جائیں گی، مگر اللہ تعالیٰ کو جن کا بچانا منظور ہے وہ اپنے حال پر رہیں گے، ایک مدت اسی طرح گزر جائے گی۔

[1] جامع الترمذی، الفتن، باب ماجاء فی المهدی، الرقم: ۲۲۳۰
[2] النمل: ۸۲
[3] جامع الترمذی، الفتن، باب ماجاء فی طلوع الشمس من مغربها، الرقم: ۲۱۸۶
[4] سنن ابن ماجہ، الفتن، باب ذهاب القرآن ... الرقم: ۴۰۴۹
[5] جامع الترمذی، الفتن، باب ماجاء فی فتنة الدجال، الرقم: ۲۲۴۰



مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا حق ہے اور سچ ہے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں بتایا تو انہوں نے اعتراض کیا: ان ہڈیوں کو کون زندگی دے گا جب کہ وہ گل چکی ہوں گی؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"کہہ دو کہ: ان کو وہی زندگی دے گا جس نے انھیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ پیدا کرنے کا ہر کام جانتا ہے۔۔۔ بھلا جس ذات نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسوں کو (دوبارہ) پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں؟ جب کہ وہ سب کچھ پیدا کرنے کی پوری مہارت رکھتا ہے۔"[1]

مرنے کے بعد کی زندگی یقینی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ پہلی بار صور پھونکنے سے پوری دنیا ختم ہو جائے گی چالیس سال اسی حالت میں گزر جائیں گے پھر اللہ کے حکم سے دوسری بار صور پھونکا جائے گا اور پھر زمین آسمان اسی طرح قائم ہو جائیں گے اور مردے قبروں سے زندہ ہو کر نکل پڑیں گے اور حشر کے میدان میں اکٹھے کر دیے جائیں گے۔ سورج بہت نزدیک ہو جائے گا جس کی گرمی سے لوگوں کے دماغ پکنے لگیں گے اور جیسے جیسے لوگوں کے گناہ ہوں گے اتنا ہی زیادہ پسینہ نکلے گا اور لوگ اس میدان میں بھوک پیاس سے کھڑے کھڑے پریشان ہو جائیں گے اور جو نیک لوگ ہوں گے ان کے لیے اس زمین کی مٹی میدے کے آٹے کی طرح بنا دی جائے گی۔ اس کو کھا کر بھوک مٹائیں گے اور پیاس بجھانے کے لیے حوضِ کوثر پر جائیں گے۔

لوگ جب میدانِ قیامت میں کھڑے کھڑے تنگ ہو جائیں گے اس وقت سب مل کر پہلے حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس پھر اور نبیوں کے پاس اس بات کی سفارش کرانے کے لیے جائیں گے کہ

[1] یٰس: ۷۸ تا ۸۱



ہمارا حساب و کتاب جلدی شروع ہو جائے۔ سب پیغمبر کچھ کچھ عذر کریں گے اور سفارش کا وعدہ نہ کریں گے۔
سب سے آخر میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درخواست کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے قبول فرما کر مقامِ محمود (ایک مقام کا نام ہے) میں تشریف لے جا کر شفاعت فرمائیں گے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ ہم نے سفارش قبول کی۔ اب ہم زمین پر تجلی فرما کر حساب کتاب شروع کر دیتے ہیں۔ پھر آسمان سے فرشتے بہت کثرت سے اترنا شروع ہوں گے اور تمام آدمیوں کو ہر طرف سے گھیر لیں گے پھر اللہ تعالیٰ کا عرش اترے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کی تجلی ہوگی اور حساب کتاب شروع ہو جائے گا اور اعمال نامے اڑائے جائیں گے، ایمان والوں کے سیدھے ہاتھ میں اور بے ایمانوں کے الٹے ہاتھ میں وہ خود بخود آ جائیں گے۔
اعمال تولنے کی ترازو رکھی جائے گی جس سے سب کی نیکیاں اور بدیاں معلوم ہو جائیں گی اور پُل صراط پر چلنے کا حکم ہوگا۔ جس کی نیکیاں وزن میں زیادہ ہوں گی وہ پل صراط سے پار ہو کر جنت میں پہنچ جائے گا اور جس کے گناہ زیادہ ہوں گے اگر اللہ تعالیٰ نے معاف نہ کر دیے ہوں گے وہ جہنم میں گر جائے گا اور جس کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے، وہ اعراف (جنت و جہنم کے بیچ میں ایک جگہ ہے) وہاں رہ جائے گا اس کے بعد ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام، عالم، ولی، شہید، حافظ اور نیک بندے گنہگار لوگوں کو بخشوانے کے لیے شفاعت کریں گے، ان کی شفاعت قبول ہوگی۔
جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا، اسی طرح جو لوگ اعراف میں ہوں گے وہ بھی جنت میں داخل کر دیے جائیں گے اور جہنم میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جو بالکل کافر اور مشرک ہیں اور ایسے لوگوں کو کبھی جہنم سے نکلنا نصیب نہ ہوگا۔
جنتی ہمیشہ کے لیے جنت میں رہیں گے اور جہنمی ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے انھیں کبھی موت نہیں آئے گی۔[1]

---

[1] ماخوذ از: بہشتی زیور، ص: ۵۰۳

سبق: ۱۰ تقدیر

تقدیر: ہر بات اور اچھی بری چیز کے لیے اللہ تعالیٰ کے علم میں ایک اندازہ مقرر ہے اور ہر چیز کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے، اللہ تعالیٰ کے اسی علم اور اندازے کو "تقدیر" کہتے ہیں۔ کوئی اچھی یا بری بات اللہ تعالیٰ کے علم اور اندازے سے باہر نہیں۔ [1]

ہر مسلمان کو تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے۔

تقدیر پر ایمان رکھنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم تقدیر پر بھروسہ کر کے عمل کرنا چھوڑ دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ایک مرتبہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ کچھ سوچتے ہوئے زمین کو (انگلی یا چھڑی سے) کرید رہے تھے اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر ارشاد فرمایا:
>
> "تم میں سے ہر ایک کا ٹھکانا جنت یا جہنم لکھا جا چکا ہے۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول! "کیا پھر اس پر بھروسہ کر کے عمل کرنا نہ چھوڑ دیں؟"
>
> آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "نہیں تم عمل کرتے رہو۔ اس لیے کہ ہر ایک کو اس کی توفیق ملتی ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔" [2]

یعنی جنتی عورت نیک کام کرتی ہے جس کی وجہ سے جنت میں اس کا ٹھکانا ہوتا ہے اور جہنمی عورت گناہوں میں زندگی گزارتی ہے جس کی وجہ سے جہنم میں اس کا ٹھکانا ہوتا ہے۔

[1] تعلیم الاسلام حصہ دوم ص: ۱۱

[2] جامع الترمذی، القدر، باب ما جاء فی الشقاء والسعادۃ، الرقم: ۲۱۳۶

اللہ تعالیٰ نے قیامت تک ہونے والے تمام واقعات پہلے سے ایک کتاب میں لکھے ہوئے ہیں۔ جسے "لوحِ محفوظ" کہتے ہیں۔

اگر اچھے حالات پیش آئیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

مصیبت اور پریشانی آئے تو اس پر صبر کریں اور اپنے دل کو یہ تسلی دیں کہ اللہ تعالیٰ کو یوں ہی منظور تھا، اس کے خلاف نہیں ہو سکتا تھا، اللہ تعالیٰ جب چاہیں گے اس پریشانی کو دور کر دیں گے یہ نہ سوچیں ایسا کیوں ہوا؟ میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ایسا کرنے سے اِن شاءَ اللہ دل مضبوط رہے گا اور ایمان کی حفاظت ہو گی۔

مصیبت اور پریشانی کے وقت ہرگز ایسی کوئی بات اور ایسا کوئی کام نہ کریں جو ناجائز ہو اور جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں، البتہ مصیبت دور کرنے کے لیے دو کام کرنے چاہئیں:

① اللہ تعالیٰ سے دعا ضرور مانگنی چاہیے ② تدبیر اختیار کرنی چاہیے۔

حضرت ابو خزامہ رضی اللہ عنہ کے والد نے عرض کیا:

> "اے اللہ کے رسول! آپ مجھے بتائیے: بیماری میں ہم دوائی سے علاج کرتے ہیں اور مصیبت سے بچنے کے لیے تدبیریں کرتے ہیں۔ کیا یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو موڑ دیتی ہیں؟"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> "یہ سب چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں۔"[1]

مطلب یہ ہے کہ انسان کی کوشش اور اس کے بعد جو حاصل ہوتا ہے وہ سب کا سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مُقدّر اور مقرر ہوتا ہے کہ فلانی پر بیماری آئے گی اور وہ فلاں دوائی استعمال کرے گی تو اچھی ہو جائے گی۔[2]

[1] جامع الترمذی، القدر، باب ما جاء لا ترد الرقی ولا الدواء...، الرقم: ۲۱۴۸

[2] ماخوذ از: معارف الحدیث: ۱/ ۱۲

تقدیر کے مسئلے میں جھگڑنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، ہم تقدیر کے مسئلے میں جھگڑ رہے تھے یہ منظر دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ غصے سے ایسا سرخ ہوگیا، گویا آپ کے چہرے میں انار نچوڑ دیا گیا ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> "کیا تمہیں اسی کا حکم دیا گیا ہے یا مجھے تمہاری طرف اس مقصد کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ تم سے پہلی امتیں اسی وقت ہلاک اور گمراہ ہوئیں جب انہوں نے اس (نازک) مسئلے پر جھگڑنا شروع کیا، میں تم کو قسم دیتا ہوں، میں تم پر لازم کرتا ہوں کہ اس مسئلے میں ہرگز حجت اور بحث نہ کیا کرو۔" [1]

تقدیر کا مسئلہ نازک مسئلہ ہے، اگر یہ سمجھ میں نہ آئے تو بحث نہ کریں، ہمارا حال تو یہ ہے کہ اسی دنیا کے بہت سے معاملات کو ہم نہیں سمجھ سکتیں تو تقدیر کا مسئلہ تو اللہ تعالیٰ کی صفت سے تعلق رکھتا ہے اگر یہ سمجھ نہ آئے تو اپنی ناسمجھی اور کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے دل و دماغ کو مطمئن کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول نے ہمیں یہ بتایا ہے اس لیے ہم تقدیر پر ایمان لاتی ہیں۔ [2]

[1] جامع الترمذی، القدر، باب ما جاء من التشدید فی الخوض فی القدر، الرقم: ۲۱۳۳

[2] ماخوذ از: معارف الحدیث: ۱/ ۱۴۲



عبادات

اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم کی گئی ہے:

• کلمہ • نماز • زکوٰۃ • حج • روزہ [1]

کلمہ کا تعلق ایمانیات سے ہے اس لیے اس کو ایمانیات میں جب کہ نماز، زکوٰۃ، حج اور روزے کا تعلق عبادات سے ہے، اس لیے ان کی ادائیگی کا طریقہ کار، شرائط اور مسائل کو عبادات میں ذکر کیا گیا ہے۔

نماز کے لیے طہارت (پاکی) ضروری ہے۔ اس لیے اس مضمون کو طہارت سے شروع کیا گیا ہے۔

سبق: ۱ بیت الخلاء کے آداب

ہر وہ چیز جس پر اللہ تعالیٰ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام یا کوئی آیت لکھی ہو بیت الخلاء میں نہ لے جائیں۔ [2]

جوتا چپل وغیرہ پہن کر جائیں۔ [3] سر ڈھانک کر جائیں۔ [4]

بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے دعا مانگیں۔ [5]

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ [6]

ترجمہ: "اے اللہ! میں ناپاک جنوں (مذکر و مؤنث) سے تیری پناہ مانگتی ہوں۔"

بیت الخلاء جاتے وقت پہلے اُلٹا پاؤں اندر رکھیں۔ [7]

بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے سیدھا پاؤں باہر نکالیں۔ [8]

پیشاب، پاخانہ کے لیے زمین کے قریب ہو کر کپڑا بدن سے ہٹائیں۔ [9]

---

1. صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب قول النبی: بنی الاسلام علی خمس، الرقم: ۸
2. سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب الخاتم یکون فیہ ذکر اللہ، الرقم: ۱۹
3. السنن الکبریٰ للبیہقی، باب تغطیۃ الرأس عند دخول الخلاء ...، الرقم: ۴۶۳
4. السنن الکبریٰ للبیہقی، باب تغطیۃ الرأس عند دخول الخلاء ...، الرقم: ۴۶۴
5. الفتاوی الہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ، الفصل الثالث فی الاستنجاء، الرقم: ۵۰
6. صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الخلاء، الرقم: ۶۳۲۲
7. الفتاوی الہندیہ، کتاب الطہارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ، الفصل الثالث فی الاستنجاء، الرقم: ۵۰/۱
8. سنن النسائی، کتاب الزینۃ، باب التیامن فی الترجل، الرقم: ۵۰۶۲
9. سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب کیف التکشف عند الحاجۃ، الرقم: ۱۴

منہ یا پیٹھ قبلہ کی طرف نہ کریں۔[1]

بیت الخلا میں خاموش رہیں، بات نہ کریں۔[2]

پیشاب کی چھینٹوں سے کپڑے اور بدن کو بچائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب بھی کسی ایسی بڑی وجہ سے نہیں ہو رہا (جس سے بچنا مشکل ہو) ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔"[3]

کھڑے ہو کر پیشاب نہ کریں۔[4]

غسل خانہ میں پیشاب نہ کریں۔[5]

راستے، سائے اور ایسی جگہ جہاں لوگ بیٹھتے ہوں وہاں پیشاب نہ کریں۔[6]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجا کے لیے تین ڈھیلوں کے استعمال کرنے کا حکم دیا ہے۔[7]

پیشاب، پاخانہ کرنے کے بعد مٹی کے پاک ڈھیلے یا ٹشو پیپر سے الٹے ہاتھ سے اس جگہ کو صاف کر کے پانی سے اچھی طرح دھوئیں اور اگر کسی کے ساتھ کوئی خاص مسئلہ ہو تو اپنے محرم کے ذریعے علماء کرام اور مفتی حضرات سے مسئلہ معلوم کر کے اس کے مطابق عمل کریں۔

ڈھیلے اور پانی دونوں کا استعمال کرنا اچھا ہے، اگر صرف پانی استعمال کریں تب بھی کافی ہے۔

استنجا الٹے ہاتھ سے کریں۔[8]

---

[1] جامع الترمذی، الطہارۃ، باب فی النہی عن استقبال القبلۃ، الرقم: ٨

[2] سنن ابی داود، الطہارۃ، باب کراہیۃ الکلام عند الخلاء، الرقم: ١٥

[3] سنن ابی داود، الطہارۃ، باب الاستبراء من البول، الرقم: ٢٠

[4] جامع الترمذی، الطہارۃ، باب ما جاء فی النہی عن البول قائما، الرقم: ١٢

[5] جامع الترمذی، الطہارۃ، باب ما جاء فی کراہیۃ البول فی المغتسل، الرقم: ٢١

[6] صحیح مسلم، الطہارۃ، باب النہی عن التخلی فی الطرق والظلال، الرقم: ٦١٨

[7] سنن ابی داود، الطہارۃ، باب الاستنجاء بالاحجار، الرقم: ٤٠

[8] صحیح البخاری، الوضوء، باب النہی عن الاستنجاء بالیمین، الرقم: ١٥٣

بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد دعا پڑھیں۔[1]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔[2]

ترجمہ: "تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جس نے مجھ سے تکلیف دور کر دی اور مجھے عافیت بخشی۔"

یہ دعا پڑھتے ہوئے اس بات کا دھیان رکھیں کہ اگر یہ گندگی نہ نکلتی تو کتنی تکلیف ہوتی۔

استنجا کے بعد مٹی یا صابن وغیرہ سے ہاتھ اچھی طرح صاف کر کے دھوئیں۔[3]

وضو کا بیان

وضو کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے اُمتی قیامت کے دن بلائے جائیں گے تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ، پاؤں روشن اور چمک رہے ہوں گے۔"[4]

وضو کے فرائض چار ہیں:

1. ایک مرتبہ پورے چہرے کو دھونا۔
2. ایک مرتبہ دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا۔
3. چوتھائی سر کا مسح کرنا۔
4. ایک مرتبہ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کرنے کا طریقہ:

قبلہ رُخ ہو کر صاف ستھری اونچی جگہ پر بیٹھیں تاکہ پانی کی چھینٹیں کپڑوں پر نہ پڑیں۔

نیت کریں اور "بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ" پڑھیں۔[5]

دونوں ہاتھ گٹوں تک تین بار دھوئیں۔

1. سنن ابن ماجہ، الطہارۃ، باب ما یقول اذا خرج من الخلاء، الرقم: ۳۰۱
2. سنن ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ، باب ما یقول اذا خرج من الخلاء، الرقم: ۳۰۱
3. سنن ابی داؤد، الطہارۃ، باب الرجل یدلک یدہ بالارض اذا استنجی، الرقم: ۴۵
4. صحیح مسلم، الطہارۃ، باب استحباب اطالۃ الغرۃ...، الرقم: ۵۷۹
5. مجمع الزوائد، الطہارۃ، باب التسمیۃ عند الوضوء، ۱/ ۲۰۳



سیدھے ہاتھ میں پانی لے کر تین بار کلی اور مسواک کریں، اگر مسواک نہ ہو تو صرف انگلی سے اپنے دانت صاف کریں۔ اگر روزہ دار نہ ہوں تو غرارہ کر کے اچھی طرح سارے منہ میں پانی پہنچائیں اور اگر روزہ ہو تو غرارہ نہ کریں تاکہ حلق میں پانی نہ چلا جائے۔

سیدھے ہاتھ میں پانی لے کر تین بار ناک میں پانی ڈالیں اور الٹے ہاتھ سے اچھی طرح ناک صاف کریں، لیکن روزے دار نرم گوشت سے اوپر پانی نہ لے جائے۔

دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر چہرے کو تین بار اس طرح دھوئیں کہ چہرہ کہیں سے بھی خشک نہ رہے۔ یعنی ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اور پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک پورا چہرہ دھوئیں۔

اس بات کا خیال رہے کہ چہرہ دھوتے وقت پانی زور سے منہ پر نہ ماریں۔

پہلے سیدھے پھر الٹے ہاتھ کو کہنیوں سمیت تین تین بار اچھی طرح دھوئیں، انگوٹھی پہنی ہوئی ہو تو اس کو ہلا لیں پھر ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کریں۔[1]

ایک مرتبہ پورے سر کا مسح کریں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو گیلا کر کے سر کے دونوں طرف پیشانی کے بالوں کی جگہ پر رکھیں اور ہتھیلیوں کو انگلیوں سمیت گُدّی تک لے جائیں اور پھر واپس لوٹائیں، شہادت کی انگلی سے کانوں کے اندر کا مسح کریں اور انگوٹھوں سے کانوں کے ظاہر کا مسح کریں اور انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کریں، گلے کا مسح نہ کریں۔

پہلے سیدھے اور پھر الٹے پیر کو تین مرتبہ ٹخنوں سمیت الٹے ہاتھ سے ملیں اور اچھی طرح دھوئیں پھر الٹے ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے پیر کی انگلیوں کا خلال کریں، خلال سیدھے پیر کی چھوٹی انگلی سے شروع کریں اور الٹے پیر کی چھوٹی انگلی پر ختم کریں۔

---

[1] (الف) رد المحتار، الطہارۃ، مطلب فی منافع السواک، ۱/۲۳۸ (ب) الفتاوی الہندیۃ، باب الوضوء، وضو کرتے ہوئے انگلیوں کا خلال، ۱/۵۰



وضو کے درمیان کی دعا:

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ"

ترجمہ: "اے اللہ! میرے گناہ بخش دیجیے اور میرا گھر کشادہ کر دیجیے اور میری روزی میں برکت عطا فرما دیجیے۔" [1]

وضو کے بعد کی دعا:

"اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ"

ترجمہ: "میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں سے کر دیجیے اور مجھے پاک وصاف لوگوں میں سے کر دیجیے۔"

فضیلت: جو بھی طرح وضو کر کے یہ دعا پڑھے، اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ [2]

وضو کے نواقض: وہ چیزیں جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے انھیں "وضو کے نواقض" کہتے ہیں اور وہ آٹھ ہیں:

1. پاخانہ یا پیشاب کرنا۔
2. ریح (یعنی ہوا) کا نکلنا۔
3. جسم کے کسی حصے سے خون یا پیپ کا نکل کر بہہ جانا۔
4. منہ بھر کے قے (الٹی) ہونا۔
5. لیٹ کر یا ٹیک لگا کر سو جانا۔
6. دیوانی یا پاگل ہو جانا۔
7. بے ہوش ہو جانا۔
8. نماز میں زور سے ہنسنا۔

[1] ابن سنی، ما یقول بین ظهرانی وضوئہ، ص ۲۰۱ [2] جامع الترمذی، الطہارۃ، باب فی ما یقال بعد الوضوء، الرقم: ۵۵

وضو کے مسائل

- سنت یہ ہے کہ ہر عضو دھوتے وقت اس کو ملیں۔ خاص طور پر کہنی اور ایڑھی دھوتے وقت تاکہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے اور سب جگہ پانی پہنچ جائے۔ سردیوں میں اس کا زیادہ خیال رکھیں اس لیے کہ موسم میں خشکی ہوتی ہے۔
- جسم پر ناخن پالش، ایلفی وغیرہ لگی ہوئی ہو تو پانی کھال تک نہیں پہنچتا، لہٰذا وضو اور غسل کرتے وقت اس کو ہٹانا ضروری ہے ورنہ وضو اور غسل نہیں ہوگا۔
- اگر ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور وضو میں اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا، جب یاد آئے اور آٹا دیکھے تو اس کو ہٹا کر اس جگہ پانی ڈالیں۔ اگر پانی ڈالنے سے پہلے کوئی نماز پڑھی ہو تو اس کو لوٹائیں اور دوبارہ پڑھیں۔[1]
- انگوٹھی، چھلے، چوڑی، گھڑی وغیرہ اگر ڈھیلی ہو، بغیر ہلائے وضو میں پانی نیچے پہنچ جاتا ہو تب بھی ان کو ہلا لینا مستحب ہے اور اگر تنگ ہو، بغیر ہلائے پانی نہ پہنچنے کا گمان ہو تو خوب اچھی طرح ہلا کر پانی پہنچانا ضروری اور واجب ہے، اسی طرح ناک کی نتھ کا بھی یہی حکم ہے۔[2]
- وضو کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ فلانی جگہ سوکھی رہ گئی ہے تو اس جگہ پر پانی بہا لیں، اس جگہ پر صرف گیلا ہاتھ پھیرنا کافی نہیں اور دوبارہ وضو کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔[3]
- وضو کے بعد ستر کھل گیا یا کسی کا ستر دیکھ لیا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، مجبوری کے بغیر کسی کو اپنا ستر دکھانا یا کسی کا ستر دیکھنا گناہ ہے۔[4]

---

[1] حلبی کبیر، ص: ۴۹ [2] منیۃ المصلی، ص: ۲۱ [3] منیۃ المصلی، ص: ۸۱

[4] عالمگیری، الباب الثالث فی شروط الصلاۃ، الفصل الاول فی الطہارۃ وستر العورۃ: ۱/ ۵۸





- بے وضو قرآن کریم کو ہاتھ لگانا یا قرآن کریم کی کوئی آیت لکھنا جائز نہیں، البتہ زبانی قرآن کریم کی تلاوت کرنا، ذکر و اذکار کرنا درست ہے۔
- وضو کرنے کے بعد دو رکعت پڑھنا بہتر ہے، اگر مکروہ وقت نہ ہو۔ (دیکھیے صفحہ)
- اگر پھوڑے یا دانے میں سے خود بخود یا دبانے سے خون یا پیپ نکل کر بہہ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔
- تھوک میں خون معلوم ہوا تو اگر خون بہت کم ہے اور تھوک کا رنگ سفیدی یا زردی مائل ہے تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر خون برابر یا زیادہ ہے اور رنگ سرخی مائل ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔
- اگر چھاتی سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے تو وہ بھی نجس ہے، وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر درد نہیں ہے تو نجس نہیں ہے، اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

الدر المختار: ۱/ ۲۷۹ — منیۃ المصلی، ص: ۴۷ — منیۃ المصلی، ص: ۴۹ — شامی، ج: ۱، ۱۴۷



سبق: ۲۰ حیض کا بیان

☆ ہر مہینے بالغ عورت کے رحم سے جو خون آتا ہے اسے "حیض" کہتے ہیں۔[1]

☆ حیض کی کم سے کم مدت تین دن، تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن دس رات ہے۔[2]

وضاحت:

کسی عورت کو تین دن، تین رات سے کم خون آئے تو وہ حیض نہیں ہے بل کہ استحاضہ ہے اور اگر دس دن، دس رات سے زیادہ خون آئے تو دسویں دن کے بعد جو خون آئے وہ حیض نہیں بل کہ "استحاضہ" ہے۔

- کسی عورت کو ہمیشہ چھ دن خون آتا تھا پھر کسی مہینے نو دن خون آیا اب یہ سب حیض ہے اور یوں سمجھیں گے کہ عادت بدل گئی ہے۔[3]
- کسی عورت کو ہمیشہ سات دن خون آتا تھا کسی مہینے گیارہویں دن تک خون آئے تو سات دن حیض کے ہیں باقی چار دن استحاضہ کے ہیں۔ اب ان چار دنوں کی نمازیں قضا پڑھنا واجب ہیں۔[4]
- حیض کے دنوں میں سبز، زرد، سرخ، خاکی یعنی مٹیالا، سیاہ جو رنگ آئے وہ سب حیض ہے۔[5]
- دو حیض کے درمیان پاکی کی کم سے کم مدت پندرہ دن ہے، زیادہ کی کوئی حد نہیں لہٰذا اگر کسی وجہ سے کسی کو حیض آنا بند ہو جائے تو جتنے مہینے تک خون نہ آئے وہ پاک رہے گی۔[6]
- حمل کے زمانے میں جو خون آئے وہ بھی حیض نہیں بل کہ استحاضہ ہے چاہے جتنے دن آئے۔[7]

---

[1] البحر، باب الحیض، ۱/ ۱۹۰ [2] شامی، باب الحیض، ۲/ ۲۹۶ ــ شرح الہدایہ، ۱/ ۶۲ [3] شامی، باب الحیض، ۲/ ۲۹۹
[4] شرح الہدایہ، ۱/ ۶۹ [5] شرح التنویر، ۱/ ۲۷۰ [6] شامی، باب الحیض، ۲/ ۲۷۰ [7] ردالمحتار، ۱/ ۲۹۳

حیض کے احکام

- حیض کے دنوں میں قرآن کریم پڑھنا، قرآن کریم کو ہاتھ لگانا، مسجد میں جانا، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، بیت اللہ کا طواف کرنا درست نہیں البتہ اگر قرآن کریم جزدان میں یا رومال میں لپٹا ہوا ہو تو قرآن کریم کو چھونا اور اٹھانا درست ہے جب کہ کپڑا قرآن کریم کے ساتھ سِلا ہوا نہ ہو۔[1]
- حیض کے زمانے کی نمازیں بالکل معاف ہوجاتی ہیں۔ پاک ہونے کے بعد ان نمازوں کی قضا واجب نہیں ہوتی، لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا پاک ہونے کے بعد روزے کی قضا لازم ہے۔[2]
- فرض نماز کے دوران حیض آجائے تو وہ نماز معاف ہوجائے گی پاک ہونے کے بعد اس نماز کی قضا لازم نہیں ہوگی۔[3]
- نفل یا سنت نماز پڑھنے کے دوران حیض آجائے تو پاک ہونے کے بعد اس کی قضا لازم ہوگی۔[4]
- روزے کے دوران حیض آجائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، باقی دن کھانے پینے کی اجازت ہے اور اس روزے کی قضا ضروری ہے۔
- روزے کی حالت میں دن میں کوئی عورت حیض سے پاک ہوجائے تو اب باقی دن کھانے پینے سے روزہ کے احترام میں رک جائے، اس روزے کی قضا بھی ضروری ہے۔
- حیض کے دوران نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، البتہ حیض کے دوران نماز کے اوقات میں وضو کرکے جائے نماز پر بیٹھ کر کچھ دیر تسبیح پڑھ لے۔[5]
- کسی کو نماز کے آخری وقت میں حیض آجائے اور اس نے وہ نماز اب تک نہیں پڑھی تو اس وقت کی نماز معاف ہے۔[6]

[1] بدائع الصنائع، فصل فی التیمم: ۱/ ۴۴
[2] شامی، باب الحیض: ۱/ ۲۹۰-۲۹۱
[3] ہندیہ، الفصل الرابع فی احکام الحیض: ۱/ ۳۸، ط: رشیدیہ کوئٹہ
[4] ہندیہ، الفصل الرابع فی احکام الحیض: ۱/ ۳۸، ط: رشیدیہ
[5] شامی، باب الحیض: ۱/ ۲۹۰
[6] ہندیہ، الفصل الرابع فی احکام الحیض: ۱/ ۳۸، ط: رشیدیہ



- مسئلہ: کوئی عورت دس دن سے کم میں حیض سے پاک ہوگئی اور ابھی نماز میں، اتنا وقت باقی ہے کہ وہ غسل کرکے کپڑے بدل کر تکبیر تحریمہ کہہ سکتی ہے تو اب وہ نماز فرض ہوگئی ہے اور اگر اتنا وقت نہیں ہے تو نماز فرض نہیں۔①
- مسئلہ: اگر کوئی عورت دس دن مکمل ہونے کے بعد حیض سے پاک ہوئی اور نماز میں اتنا وقت باقی ہے کہ صرف تکبیر تحریمہ کہہ سکتی ہے، غسل نہیں کرسکتی تو اب نماز فرض ہوگئی، اس نماز کی قضا لازم ہے۔ غسل کرنے کے بعد اس نماز کی قضا کرنا واجب ہے۔②
- مسئلہ: حیض ونفاس والی عورت پاک ہوجائے اور غسل کرنے سے پہلے کچھ کھانا پینا چاہے تو پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے پھر کھائے پیے۔③

استحاضہ کے احکام

"استحاضہ" کا خون بیماری کی وجہ سے آتا ہے، ان دنوں میں نماز پڑھنا اور رمضان ہو تو روزہ رکھنا واجب ہے۔ اگر نماز نہیں پڑھی یا روزہ نہیں رکھا تو قضا واجب ہے۔

- مسئلہ: استحاضہ کے دنوں میں نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد نیا وضو کرکے کپڑا بدل لے یا اچھی طرح دھوئیں اور فرض، واجب، سنت، نفل جو چاہے پڑھیں جب تک کہ اس نماز کا وقت باقی ہے، اس "استحاضہ" سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ وقت ختم ہونے کے بعد دوسری نماز کا وقت داخل ہو تو اب دوبارہ وضو کرکے کپڑا بدل لے یا جس جگہ ناپاکی لگی ہے وہ دھو کر نماز پڑھیں۔④

نفاس کا بیان

بچہ پیدا ہونے کے بعد عورت کے رحم سے جو خون آتا ہے اس کو "نفاس" کہتے ہیں۔⑤

- مسئلہ: نفاس کی کم سے کم مدت کی کوئی حد نہیں اور زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔⑥

---

① البحر، باب الحیض: ۱/۲۰۳، ط: سعید ② رد المحتار، باب الحیض: ۲۹۷-۲۹۴ ③ بہشتی زیور ص: ۵۶۱
④ شامی، باب الحیض، مطلب فی احکام المعذور: ۱/۳۰۵، ط: سعید ⑤ هندیہ، الفصل الثانی فی النفاس: ۱/۳۷، ط: رشیدیہ ⑥ شامی، باب الحیض، مطلب فی حکم: ۱/۲۹۹، ط: سعید

مسئلہ: اگر چالیس دن کے بعد بھی خون آئے تو اگر پہلا بچہ پیدا ہوا تو چالیس دن نفاس کے ہیں اور چالیس دن سے زیادہ خون استحاضہ ہے۔ [1]

مسئلہ: اگر بچے کی ولادت کے بعد چالیس دن سے پہلے خون بند ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھنا فرض ہے اور اگر رمضان کا مہینہ ہے تو روزہ رکھنا لازم ہے۔ [2]

مسئلہ: اگر بچے کی ولادت کے بعد چالیس دن سے پہلے خون بند ہو جائے اور نمازیں نہیں پڑھیں تو خون بند ہونے کے بعد جو نمازیں نہیں پڑھیں ان نمازوں کی قضا لازم ہے۔ [3]

مسئلہ: اگر چالیس دن سے پہلے پاک ہو گئی تو غسل کرنے کے بعد صرف تکبیر تحریمہ کی مقدار وقت باقی رہے تو نماز فرض ہو جائے گی۔ [4]

مسئلہ: نفاس کے دوران نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، قرآن کریم کی تلاوت کرنا، قرآن کریم کو ہاتھ لگانا، ہمبستری کرنا درست نہیں ہے۔ [5]

مسئلہ: نفاس میں بھی نماز بالکل معاف ہے، قضا نہیں ہے البتہ روزے کی قضا ہے۔

مسئلہ: نفاس کے دوران سورۂ فاتحہ اور دعائیں جو قرآن کریم میں آئی ہیں۔ مثلاً: ربنا آتنا فی الدنیا آخر تک، دعا کی نیت سے پڑھ سکتی ہے۔ [6]

مسئلہ: نفاس کے دوران تسبیح پڑھ سکتی ہے۔ [7]

[1] شرح التنویر، ۱: ۳۰۹
[2] هندیہ، الفصل الثانی فی النفاس، ۱: ۳۷، رشیدیہ
[3] شامی، باب الحیض، مطلب فی حکم ... / ۲۹۹، سعید
[4] شامی، الصلاۃ، ۱: ۳۵۶-۳۵۷
[5] هندیہ، الفصل الرابع فی احکام الحیض والنفاس والاستحاضۃ / ۳۸-۳۹، رشیدیہ
[6] رد المحتار، ۱: ۲۰۲
[7] هندیہ، الفصل الرابع فی احکام الحیض والنفاس / ۳۸، رشیدیہ

سبق: ۲ یہ سبق ... میں پڑھائیں

سبق: ۳ غسل کا بیان

غسل کے فرائض: غسل میں تین فرض ہیں:

① منہ بھر کر کلی کرنا۔ ② ناک کے نرم حصے تک پانی پہنچانا۔ ③ پورے بدن پر پانی بہانا۔ [1]

غسل کرنے کا طریقہ: غسل کرنے والی کو چاہیے کہ پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے، پھر استنجا کی جگہ دھوئے، چاہے ہاتھ اور استنجا کی جگہ پر ناپاکی ہو یا نہ ہو، پھر جسم کے جس حصے پر ناپاکی لگی ہوئی ہو اس کو دھوئے، پھر وضو کرے، استعمال شدہ پانی نالی وغیرہ میں بہہ جاتا ہو، ورنہانے کی جگہ پر نہ ٹھہرتا ہو تو پاؤں بھی دھولیں، پانی اگر وہیں جمع ہو جاتا ہو تو وضو کریں لیکن پاؤں نہ دھوئیں۔

وضو کے بعد تین مرتبہ سر پر پانی ڈالے، پھر سیدھے کندھے پر تین مرتبہ اور الٹے کندھے پر تین مرتبہ اس طرح پانی ڈالے کہ سارے جسم پر پانی بہہ جائے اور بال برابر جگہ بھی خشک نہ رہے۔ کان اور ناف میں خیال کرکے پانی پہنچانا چاہیے، اگر پانی نہیں پہنچے گا تو غسل نہیں ہوگا۔

- اگر غسل کرنے سے پہلے وضو نہیں کیا تو غسل کرنے سے وضو بھی ہوگیا، وضو کی ضرورت نہیں۔
- غسل کے بعد تولیے سے اپنا بدن پونچھ لیں اور بدن ڈھکنے میں بہت جلدی کریں اور وضو کرتے وقت پاؤں نہ دھوئے ہوں تو غسل کی جگہ سے ہٹ کر پہلے اپنا بدن ڈھکیں پھر دونوں پاؤں دھوئیں۔ [2]
- اگر سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو سب بالوں کو دھونا اور جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے، ایک بال بھی سوکھا رہ جائے یا ایک بال کی جڑ میں پانی نہ پہنچے تو غسل نہیں ہوگا۔ [3]
- اگر سر کے بال گندھے ہوئے ہوں تو سب بالوں کا دھونا معاف ہے لیکن تمام بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ [4]

① ماخوذ از تسہیل بہشتی زیور ص: ۱۶۳ ② [illegible]: ۱۵۰-۱۳۰ ③ [illegible]: ۱۹۱ ④ [illegible]: ۹۱



مسئلہ: اگر سر کے بال کھولے بغیر تمام بالوں کی جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو بالوں کو کھول دیں اور بالوں کو بھی دھوئیں۔

مسئلہ: غسل کرنے کے بعد یاد آئے کہ فلاں جگہ خشک رہ گئی ہے تو اس جگہ پر پانی بہالیں، صرف گیلا ہاتھ پھیر دینا کافی نہیں، اسی طرح کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا بھول جائیں تو اب کرلیں، دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔ [1]

تنہائی کی جگہ پر ننگے ہوکر نہانا درست ہے چاہے کھڑے ہوکر نہائیں یا بیٹھ کر، لیکن بیٹھ کر نہانا بہتر ہے کیوں کہ اس میں زیادہ پردہ ہے، کسی کے سامنے ننگے ہوکر نہانا بہت بری، اور بے شرمی کی بات ہے۔ [2]

صفائی کے لیے صابن وغیرہ استعمال کرنا چاہیں تو وہ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

پانی بہاتے وقت جسم پر ہاتھ ملیں تاکہ پورے جسم پر اچھی طرح پانی پہنچ جائے اور کوئی جگہ بھی خشک نہ رہے۔

غسل کی سنتیں: ❶ پاک ہونے کی نیت کرنا۔ ❷ بسم اللہ پڑھنا۔ ❸ جسم کو ملنا۔
❹ غسل کا سنت طریقہ جو اوپر بیان کیا ہے اس کے مطابق غسل کرنا۔ [3]

غسل کے مکروہات: ❶ قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ ❷ ستر کھلے ہونے کی حالت میں بغیر ضرورت بات کرنا۔
❸ پانی بہت زیادہ استعمال کرنا یا بہت کم استعمال کرنا۔ [4]

غسل کن چیزوں سے فرض ہوتا ہے؟

❶ احتلام کا ہوجانا (نیند میں منی کا نکلنا)۔ ❷ جاگتے میں منی کا شہوت سے نکلنا۔
❸ صحبت کرنا، چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔ ❹ حیض یا نفاس کے خون کا بند ہونا۔

مسئلہ: جس پر غسل واجب ہو اور وہ غسل سے پہلے کچھ کھانا پینا چاہے تو پہلے ہاتھ منہ دھوئے اور کلی کرے پھر کھائے پیے۔ [5]

❶ صفوۃ المسائل، ص: ۱۸ ❷ مراقی الفلاح ۱/ ۵۷ ❸ ماخوذ از تسہیل بہشتی زیور، ص: ۴۲ ❹ ماخوذ از تسہیل بہشتی زیور، ص: ۴۳ ❺ صفوۃ المسائل، ص: ۲۰



- جس پر غسل فرض ہو اس کے لیے قرآن کریم پڑھنا یا ہاتھ لگانا اور مسجد میں جانا جائز نہیں البتہ اللہ تعالیٰ کا نام لینا، ذکر و اذکار کرنا جائز ہے۔[1]
- بیماری یا کمزوری کی وجہ سے پیشاب کے راستے جو سفید پانی (لیکوریا) نکلتا ہے وہ ناپاک ہے، اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹتا ہے، غسل واجب نہیں ہوتا۔

اذان کا جواب

اذان کے وقت اپنے کام کاج چھوڑ کر نماز کی تیاری میں لگ جائیں پہلے نماز پڑھیں پھر اس کے بعد دوسرے کام کاج کریں، اذان کے وقت خاموش ہو جائیں، اذان کا جواب دیں، زبان سے اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔[2]

"اللّٰہُ اَکْبَرُ" کے جواب میں "اللّٰہُ اَکْبَرُ"........

"اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کے جواب میں "اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ"........

"اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کے جواب میں "اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ"

"حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ" اور "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" کے جواب میں "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" اور "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کے جواب میں "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہیں۔[3]

فجر کی اذان میں "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کے جواب میں "صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ" کہیں۔[4]

---

[1] منیۃ المصلی، ص ۲۰-۲۲ [2] الدرالمختار، ۲/ ۴۱۵ [3] سنن ابی داؤد، الصلاۃ، باب ما یقول اذا سمع المؤذن، الرقم: ۵۲۷
[4] ردالمحتار، الصلاۃ، باب الاذان، مطلب فی کراہۃ تکرار الجماعۃ، ۲/ ۸۲



نماز کی اہمیت اور فضیلت

نماز: ایک خاص انداز میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بندگی کے اظہار کرنے کو "نماز" کہتے ہیں۔

مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کے احکامات میں سب سے بڑا حکم نماز کا ہے۔

نماز کا درجہ دین میں ایسا ہے جیسا کہ سر کا درجہ بدن میں۔[1]

نماز، دین کا ستون ہے۔[2]

نماز، جنت کی کنجی ہے۔[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جو اچھی طرح وضو کرے، وروقت پر نماز پڑھے، رکوع بھی اچھی طرح کرے اور خشوع سے پڑھے تو اللہ کے ذمے ہے کہ وہ اس کی مغفرت کرے اور جو ایسا نہ کرے اس کی اللہ پر کوئی ذمے داری نہیں، چاہے مغفرت کرے، چاہے عذاب دے۔"[4]

نماز کا اسلام میں بہت اونچا درجہ اور اس کی بہت فضیلت ہے اس لیے نماز سیکھ کر صحیح طریقے پر پڑھنا اور اس کا اہتمام کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔

اذان ہوتے ہی سارے کاموں کو چھوڑ کر نماز کی تیاری شروع کر دینی چاہیے۔

[1] المعجم الاوسط للطبرانی، ۱/۲۹۹، من اسمه احمد، رقم: ۲۲۹۲
[2] الجامع الصغیر، ۱۹/۳، رقم: ۵۰۸۵
[3] مسند الامام احمد بن حنبل، ۳۴۰/۲۳، رقم: ۱۴۶۶۲
[4] سنن ابی داود، الصلاۃ، باب المحافظة علی الصلوات، رقم: ۴۲۵

سبق: ۳ یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں دستخط معلم

سبق: ۴

کلمات نماز

تکبیر تحریمہ

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ"[1]

ترجمہ: "اللہ سب سے بڑا ہے۔"

ثَنَا

"سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ۔"[2]

ترجمہ: "اے اللہ! ہم تیری پاکی بیان کرتی ہیں اور تیری تعریف کرتی ہیں اور تیرا نام بہت برکت والا ہے اور تیری بزرگی برتر ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔"

تَعَوُّذ

"اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔"[3]

ترجمہ: "میں اللہ کی پناہ لیتی ہوں شیطان مردود سے۔"

تَسْمِیَہ

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔"[4]

ترجمہ: "شروع اللہ کے نام سے جو سب پر مہربان ہے، بہت مہربان ہے۔"

---

[1] سنن ابن ماجہ، اقامۃ الصلوات، باب افتتاح الصلوۃ، الرقم: ۸۰۳

[2] سنن ابن ماجہ، باب اقامۃ الصلوات، باب افتتاح الصلوۃ، الرقم: ۸۰۴

[3] شامی، آداب الصلوۃ ۱/ ۴۸۸، ۴۹۰

[4] حلبی کبیر، صفۃ الصلوۃ، ص ۳۰۳، ۳۰۴

رکوع کی تسبیح

"سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" [1]

ترجمہ: "میں اپنے عظیم رب کی پاکی بیان کرتی ہوں۔"

رکوع سے اٹھنے کی تسمیع

"سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" [2]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے سن لی اس کی جس نے اس کی تعریف کی۔"

قومہ کی تحمید

"رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ" [3]

ترجمہ: "اے ہمارے رب! تیرے ہی لیے بہت تعریف ہے، پاکیزہ اور برکت والی۔"

سجدے کی تسبیح

"سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى" [4]

ترجمہ: "میں اپنے بلند رب کی پاکی بیان کرتی ہوں۔"

[1] سنن أبي داود، الصلاة، باب مقدار الركوع والسجود، الرقم: ٨٨٦

[2] صحيح مسلم، الصلاة، باب ما يقول إذا رفع رأسه من الركوع، الرقم: ١٠٦٧

[3] صحيح البخاري، الأذان، باب، الرقم: ٧٩٩

[4] سنن أبي داود، الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده، الرقم: ٨٧٠

جلسے کی دعا

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ"[1]

ترجمہ: "اے اللہ! تو مجھے معاف فرما اور مجھ پر رحم کر اور مجھے عافیت دے اور مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا کر۔"

تَشَهُّد

"اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ"[2]

ترجمہ: "تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

نماز میں یہ کلمات پڑھے جاتے ہیں، ان کلمات کا نام مثلاً "سُبْحٰنَكَ ... " سے پہلے لفظ "ثنا" لکھیں پڑھیں گے۔

[1] سنن ابی داؤد، الصلاۃ، باب الدعاء بین السجدتین، الرقم: ۸۵۰ [2] صحیح البخاری، الاذان، باب التشہد فی الآخرۃ، الرقم: ۸۳۱

سبق: ۴ — یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں — دستخط معلمہ



سبق ۵: درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ [1]

”اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل پر جیسے رحمت نازل فرمائی تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ان کی آل پر، بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔
اے اللہ! برکت نازل فرما محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل پر جیسے برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔“

درود کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ [2]

”اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور اس میں شک نہیں کہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا، پس تو اپنی طرف (خاص بخشش) سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما دے۔ بے شک تو ہی بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔“

[1] سنن ابن ماجہ، اقامۃ الصلوۃ، باب الصلوۃ علی النبی، الرقم ۹۰۶
[2] صحیح البخاری، الاذان، باب الدعاء قبل السلام، الرقم ۸۳۴

سلام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ [1]

ترجمہ: ”سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت ہو۔“

نقشہ رکعاتِ نماز

نماز	سنت	فرض	سنت	نفل	واجب	نفل	کل رکعات
فجر	۲ (مؤکدہ)	۲	–	–	–	–	۴
ظہر	۴ (مؤکدہ)	۴	۲ (مؤکدہ)	۲	–	–	۱۲
عصر	۴ (غیر مؤکدہ)	۴	–	–	–	–	۸
مغرب	–	۳	۲ (مؤکدہ)	۲	–	–	۷
عشا	۴ (غیر مؤکدہ)	۴	۲ (مؤکدہ)	۲	۳ وتر	۲	۱۷
جمعہ المبارک	۴ (مؤکدہ)	۲	۴ (مؤکدہ) ۲ (غیر مؤکدہ) [2]	۲	–	–	۱۴

وضاحت: جمعہ کی نماز عورتوں پر فرض نہیں ہے، جمعے کے دن ظہر کی نماز ادا کریں۔

- [1] سنن ابی داؤد، الصلاۃ، باب فی السلام، الرقم: ۹۹۶
- [2] احسن الفتاوی، باب الوتر والنوافل، نماز جمعہ کے بعد نفل اور رکعات: ۳/ ۴۸۵، ۱۴۱۸ھ، ایچ ایم سعید

فرض نماز پڑھنے کا طریقہ

دو رکعت فرض (فجر) کی نماز پڑھنے کا طریقہ:

☆ نماز شروع کرنے سے پہلے اچھی طرح دیکھ لیں کہ چہرے، ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ پورا جسم کپڑے سے چھپا ہوا ہو۔[1]

☆ کلائی، کان اور سر کے بالوں کا چھپانا بھی ضروری ہے، بڑی چادر یا ایسا بڑا دوپٹہ استعمال کریں جو موٹا ہو اور اس سے آر پار نظر نہ آتا ہو تا کہ بال پیچھے لٹکے نظر نہ آئیں۔[2]

خواتین کے لیے کمرے میں نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور کمرہ کے اندر چھوٹی کوٹھری میں نماز پڑھنا کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔[3]

☆ نظر سجدے کی جگہ پر ہونی چاہیے، گردن جھکا کر ٹھوڑی سینے سے نہ لگائیں۔[4]

☆ نماز شروع کرتے وقت دونوں پاؤں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رہے۔[5]

☆ پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف ہو۔[6]

"اللہ اکبر" کہتے ہوئے دوپٹے کے اندر سے ہی ہاتھ کندھوں تک اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں۔[7]

☆ نماز کی تمام حالتوں میں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر رکھیں۔

☆ ہاتھ سینے پر اس طرح رکھیں کہ سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی الٹے ہاتھ کی پشت پر دوپٹے کے اندر آجائے۔[8]

① الہندیہ، الباب الثالث فی شروط الصلاۃ: ۱/۵۸، دار رشیدیہ ② شامی، الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ: ۱/۴۰۷، سعید ③ سنن ابی داؤد، الصلاۃ، باب التشدید فی ذلک، رقم: ۵۷۰
④ الہندیہ، الفصل الثالث فی سنن الصلاۃ: ۱/۷۳، رشیدیہ ⑤ الدر مع الرد، فصل فی بیان تالیف الصلاۃ، مطلب فی اطالۃ الرکوع للجائی: ۱/۴۹۹، سعید
⑥ البحر الرائق، فصل واذا اراد الدخول فی الصلاۃ: ۱/۳۲۱، سعید ⑦ حلبی کبیر، صفۃ الصلاۃ: ۳۰۰ ⑧ حلبی کبیر، صفۃ الصلاۃ، ص: ۳۰۱، سہیل

☆ ثنا، تعوذ، تسمیہ، سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتے ہوئے رکوع میں جائیں اور کم از کم تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ" کہیں۔

☆ کھڑے ہونے کی حالت میں نظر سجدے کی جگہ پر رکھیں۔ اِدھر اُدھر دیکھنے سے پرہیز کریں۔ [1]

☆ رکوع میں اتنا جھکیں کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، گھٹنوں پر انگلیاں ملا کر رکھیں۔ گھٹنوں کو آگے کی طرف ذرا سا جھکا دیں، بازو پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں، دونوں پاؤں کے ٹخنے ملا دیں اور نگاہ اپنے پاؤں پر رکھیں۔ [2]

☆ "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ" کہتے ہوئے اطمینان کے ساتھ کھڑی ہوں پھر "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ" کہیں اور نگاہ سجدے کی جگہ پر رکھیں۔

☆ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتے ہوئے سینہ کو جھکا کر دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے ہوئے سجدے میں اس طرح جائیں کہ پہلے گھٹنے، پھر ہاتھ، پھر ناک اور پھر پیشانی رکھیں اور کم از کم تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کہیں۔ [3]

☆ سجدے میں پیٹ رانوں سے اور ہاتھ پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں، کہنیوں سمیت پورا ہاتھ زمین پر بچھا دیں، دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر بچھا دیں، خوب سمٹ کر سجدہ کریں اور نگاہ ناک پر رکھیں۔ [4]

☆ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتے ہوئے پہلے پیشانی، پھر ناک، پھر ہاتھ اٹھائیں۔ سکون اور اطمینان سے جلسہ میں اس طرح بیٹھیں کہ دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دیں اور بائیں سرین پر بیٹھیں اور دونوں ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب ہوں۔ [5]

[1] بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل في سنن الصلاۃ، ۱/۲۱۵
[2] الفتاوی الہندیۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، ۱/۷۵، مکتبہ پشاور
[3] الفتاوی الہندیۃ، الفصل الثالث فی سنن الصلاۃ، ۱/۷۵
[4] رد المحتار، فصل فی تالیف الصلاۃ، مطلب فی اطالۃ الرکوع، ۱/۴۹۳
[5] البحر الرائق، فصل اذا اراد الدخول فی الصلاۃ، ۱/۳۲۱

☆ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے ہوئے دوسرا سجدہ بھی اسی طرح سکون اور اطمینان سے کریں۔

☆ دوسری رکعت کے لیے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے ہوئے کھڑی ہوں، دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح پوری کریں البتہ "ثَنَا" اور "تَعَوُّذ" نہ پڑھیں۔

☆ جب دوسرا سجدہ کرلیں تو اس طرح بیٹھ جائیں جس طرح دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہیں اور "التحیات" پڑھیں۔

☆ جب "اَشْهَدُ اَنْ لَّا" پر پہنچیں تو سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ بنا کر چھوٹی انگلی اور اس کے برابر والی انگلی کو بند کرلیں۔ "لَا اِلٰهَ" پر شہادت کی انگلی اٹھائیں اور "اِلَّا اللّٰهُ" پر نیچے کریں، سلام پھیرنے تک تمام انگلیاں اسی حالت پر رکھیں۔ ●

☆ عورت کو نماز کے دوران موٹا دوپٹہ استعمال کرنا چاہیے اگر دوپٹہ باریک ہو اور اندر سے بال نظر آئے تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔ ●

مسئلہ: اگر عورت کو نماز کے دوران دوپٹہ ٹھیک کرنے کی ضرورت پڑے تو دونوں ہاتھوں سے دوپٹہ ٹھیک کرسکتی ہے کیوں کہ یہ نماز کی اصلاح کے لیے ہے۔ ●

☆ "التحیات" پڑھنے کے بعد درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیریں، دائیں طرف سلام پھیرتے وقت سیدھے کندھے پر اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت الٹے کندھے پر نگاہ رکھیں۔ ●

● فتح القدیر، باب صفة الصلاة ۱/ ۲۷۰ [illegible] مصطفى البابي مصر ● شامی، باب شروط الصلاة ۱/ [illegible] سعید ● الدر المختار مع رد المحتار، الصلاة، باب [illegible] ۱/ ۴۲۲

● بدائع الصنائع، فصل في بيان ما يستحب في الصلاة ۱/ [illegible] سعید

تین رکعت فرض (مغرب کی) نماز پڑھنے کا طریقہ:

تین رکعت مغرب کی نیت کرکے دو رکعت اسی ترتیب کے مطابق ادا کریں جیسا کہ "دو رکعت فرض پڑھنے کے طریقے" میں لکھا گیا ہے۔ جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھیں تو صرف "تشہد" اخیر تک پڑھ کر "اللہ اکبر" کہتے ہوئے کھڑی ہو جائیں۔ تیسری رکعت میں بسم اللہ اور سورۂ فاتحہ پڑھیں کوئی اور سورت نہ ملائیں اور باقی رکعت پوری کریں۔

چار رکعت فرض (ظہر، عصر اور عشاء کی نماز) پڑھنے کا طریقہ:

نماز کی نیت کرکے نماز شروع کریں اور پہلی دو رکعت اسی ترتیب پر پڑھیں جیسا کہ "دو رکعت نماز پڑھنے کے طریقے" میں لکھا گیا ہے۔ تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف "بسم اللہ" اور "سورۂ فاتحہ" پڑھیں اس کے ساتھ کوئی سورت نہ ملائیں اور نماز مکمل کریں۔



سبق:۶ وتر کی نماز پڑھنے کا طریقہ

عشاء کے فرض اور سنت ادا کرنے کے بعد تین رکعت وتر کی نماز واجب (ضروری) ہے۔ وتر چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے۔ وتر کی دوسری رکعت میں صرف تشہد پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کے لیے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتے ہوئے کھڑی ہو جائیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ، سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃ اور سورت پڑھنے کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھا کر باندھ لیں، پھر دعائے قنوت پڑھیں اور باقی نماز مکمل کریں۔ [1]

دعائے قنوت

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔ [2]

"اے اللہ! ہم تجھ سے مدد چاہتی ہیں اور تجھ سے معافی مانگتی ہیں اور تجھ پر ایمان رکھتی ہیں اور تجھ پر بھروسہ رکھتی ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف کرتی ہیں اور تیرا شکر ادا کرتی ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتی اور ہم الگ کرتی ہیں اور چھوڑتی ہیں اس کو جو تیری نافرمانی کرے۔

اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتی ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتی ہیں اور سجدہ کرتی ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتی ہیں اور ہم (تیری ہی عبادت کے لیے) جلد تیار ہو جاتی ہیں اور تیری رحمت کی امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتی ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے"۔

---

[1] البحر، باب الوتر والنوافل، ۲/ ۴۰، ط سعید [2] البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ۲/ ۴۲

دعائے قنوت کے بعد یہ دعا بھی پڑھ سکتی ہیں:

"اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ إِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ۔"[1]

"اے اللہ! جن بندوں کو تو نے ہدایت عطا فرمائی ان کے ساتھ مجھے بھی ہدایت دے اور جن کو عافیت (یعنی دنیا اور آخرت کی تمام بلاؤں سے سلامتی) عطا فرمائی ان کے ساتھ مجھے بھی عافیت دے اور میرا متولی اور کارساز بن جا ان بندوں کے ساتھ جن کا تو کارساز بنا اور مجھے برکت دے ان تمام چیزوں میں جو تو نے مجھے عطا فرمائی اور اپنے فیصلوں کے اثرات بد سے میری حفاظت فرما، تو ہی سارے فیصلے کرتا اور احکام جاری کرتا ہے اور تجھ پر کسی کا حکم نہیں چلتا، بلاشبہ جس سے تیری دوستی ہو وہ ذلیل و خوار نہیں (وہ ہر حال میں محترم ہے) تو برکت والا ہے اور تیری شان بلند ہے اے میرے مالک اور پروردگار!۔"

- جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو جلد از جلد دعائے قنوت یاد کرے، جب تک یاد نہ ہو تو یہ دعا پڑھ لیا کرے۔

"رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

اور اگر یہ بھی یاد نہ ہو تو تین مرتبہ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ" پڑھیں یا تین مرتبہ "یَا رَبِّ" پڑھیں نماز ہو جائے گی۔[2]

مسنون نمازوں کا بیان

دن رات میں کل بارہ رکعت سنت مؤکدہ ہیں، جن کا اہتمام کرنا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو بارہ رکعتیں پڑھنے کی پابندی کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل بناتے ہیں۔
چار رکعت ظہر سے پہلے، دو رکعت ظہر کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔"[3]

[1] جامع الترمذی، ابواب الوتر، باب ما جاء فی القنوت فی الوتر، رقم: ۴۶۴ [2] ردالمحتار ۱/ ۴۴۸ [3] سنن النسائی، قیام اللیل وتطوع النہار، باب ثواب من صلی فی الیوم واللیلۃ ثنتی عشرۃ رکعۃ، رقم: ۱۷۹۶

مسئلہ: فجر کی دو رکعت سنت کی حدیث میں بہت تاکید آئی ہے، اسے کبھی نہ چھوڑیں، اگر کسی دن دیر ہو جائے اور فجر کا وقت تنگ ہو تو دو رکعت فرض پڑھ لیں اور سورج طلوع ہونے کے بعد زوال سے پہلے پہلے تک دو رکعت سنت کی قضا کرنا بہتر ہے۔[1]

مسئلہ: سنت کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت پڑھنا ضروری ہے۔

مسئلہ: عصر اور عشاء سے پہلے چار رکعت سنت غیر مؤکدہ ہیں۔

مسئلہ: چار رکعت سنت غیر مؤکدہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دوسری رکعت میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑی ہوں تو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ بھی پڑھیں یہ افضل ہے۔[2]

نماز کے بعد کی دعائیں

1. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ" پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔[3]

ترجمہ: "اے اللہ! تو ہی سلامتی دینے والا اور تیری ہی طرف سے سلامتی (مل سکتی) ہے، بہت برکت والا ہے تو، اے عظمت و بزرگی والے۔"

2. حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر یہ ارشاد فرمایا: "اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں پھر فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمات کہنا ہرگز مت چھوڑنا۔"

[1] بدائع الصنائع، فصل فی بیان ان السنۃ اذا فاتت عن وقتہا ۱/ ۲۸۸-۲۸۷، سعید
[2] الدر المختار، باب الوتر والنوافل ۲/ ۱۹
[3] صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، الرقم ۱۳۳۳



"اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" [1]

ترجمہ: "اے اللہ! تو میری مدد کر کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں اور تیری اچھے طریقے سے عبادت کروں۔"

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"نماز کے بعد پڑھے جانے والے چند کلمات ایسے ہیں جن کا پڑھنے والا کبھی محروم اور نا امید نہیں ہوتا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔" [2]

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اس کو جنت میں جانے سے صرف اس کی موت ہی روکے ہوئے ہے۔" [3]

دوسری روایت میں ہے:

"جو فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے وہ اگلی نماز تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔" [4]

---

[1] سنن ابی داؤد، ابواب الوتر، باب فی الاستغفار، الرقم: ۱۵۲۲ [2] صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، الرقم: ۱۳۵۰ [3] عمل الیوم واللیلۃ، الرقم: ۱۰۰

[4] مجمع الزوائد: ۱۰/ ۲۸

سبق: ۷ یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں دستخط معلم

سبق: ۷ نماز کے فرائض

نماز میں تیرہ (۱۳) فرائض ہیں: جس میں سے نماز سے باہر کے سات اور نماز کے اندر کے چھ ہیں۔

نماز سے پہلے چند چیزوں کا پورا کرنا ضروری ہے جن کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ان کو "شرائطِ نماز" کہا جاتا ہے۔ اسی طرح نماز کے دوران چند چیزیں ایسی ہیں جن کو پورا کیے بغیر نماز نہیں ہوتی، ان کو "ارکانِ نماز" کہا جاتا ہے۔

نماز کی شرائط:

نماز کی سات شرائط یہ ہیں:

1. جسم کا پاک ہونا۔
2. لباس کا پاک ہونا۔
3. ستر کا چھپانا۔
4. جگہ کا پاک ہونا۔
5. قبلہ رُخ ہونا۔
6. نماز کا وقت ہونا۔
7. نیت کرنا (یعنی دل میں اس بات کا ارادہ کرنا کہ میں فلاں نماز پڑھ رہی ہوں)۔

نماز کے ارکان:

نماز کے چھ ارکان یہ ہیں:

1. تکبیر تحریمہ (یعنی نماز شروع کرتے وقت "اللہ اکبر" کہنا)۔
2. قیام (یعنی کھڑی ہونا)۔
3. قرأت (یعنی قرآن کریم پڑھنا)۔
4. رکوع کرنا۔
5. دونوں سجدے کرنا۔
6. آخری قعدہ میں "تَشَهُّد" کی مقدار بیٹھنا (یعنی آخری رکعت میں سلام پھیرنے سے پہلے اتنی دیر بیٹھنا جتنی دیر میں پوری "تَشَهُّد" پڑھی جا سکے۔)[1]

[1] الہدایہ، الفصل الاول فی فرائض الصلاۃ، الباب الرابع، ۱/ ۹۸

نماز کے واجبات

وہ اعمال جن کا نماز میں ادا کرنا ضروری ہے انھیں "نماز کے واجبات" کہتے ہیں۔

فرض اور واجب میں یہ فرق ہے کہ اگر فرض چھوٹ جائے تو نماز ہر صورت میں دوبارہ پڑھنی پڑے گی جب کہ واجب اگر بھول سے رہ جائے تو سجدۂ سہو ادا کرنے سے نماز صحیح ہو جاتی ہے، اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔

اگر کوئی واجب جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے تو سجدۂ سہو کرنے سے بھی نماز ادا نہیں ہوگی بل کہ نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔

نماز کے واجبات یہ ہیں:

1. فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لیے مخصوص کرنا۔
2. فرض نماز کی پہلی اور دوسری رکعت اور واجب، سنت اور نفل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا۔
3. فرض نماز کی پہلی دو رکعت میں اور واجب، سنت، ونفل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھنا یا کم از کم ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔
4. سورۂ فاتحہ سورت سے پہلے پڑھنا۔
5. نماز کے ارکان میں ترتیب قائم رکھنا۔
6. قومہ کرنا یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھی کھڑی ہونا۔
7. جلسہ کرنا یعنی دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا۔
8. تعدیلِ ارکان یعنی نماز کے تمام ارکان کو اطمینان سے اچھی طرح ادا کرنا۔
9. قعدۂ اولیٰ یعنی تین اور چار رکعت والی نماز میں دوسری رکعت کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا۔

- دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا۔
- تمام نمازوں میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا، دن کی نماز ہو یا رات کی نماز ہو۔ [1]
- "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ" سے نماز ختم کرنا۔
- وتر کی تیسری رکعت میں قرأت کے بعد تکبیر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا۔

سجدۂ سہو

سجدۂ سہو: سہو کے معنی بھول جانے کے ہیں۔ بھولے سے نماز میں کمی یا زیادتی کی وجہ سے نقصان آجاتا ہے، بعض نقصان ایسے ہیں کہ ان کو دور کرنے کے لیے نماز کے آخری قعدے میں ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کیے جاتے ہیں۔ اس کو "سجدۂ سہو" کہتے ہیں۔

ان صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہوتا ہے:

1. نماز میں کوئی واجب بھولے سے چھوٹ جائے، جیسے تین یا چار رکعت والی نماز میں پہلا قعدہ چھوٹ جائے۔
2. فرض یا واجب ادا کرنے میں ایک رکن کی مقدار کے برابر تاخیر ہو جائے جیسے فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ پڑھنے کے بعد ایک رکن یعنی (تین مرتبہ سُبْحٰنَ اللہ کہنے) کی مقدار خاموش کھڑی رہے اور کوئی سورت نہ ملائے۔
3. کسی رکن کی ترتیب بھولے سے آگے پیچھے ہو جائے جیسے کوئی پہلے سورت پڑھے پھر سورۂ فاتحہ پڑھے۔
4. بھولے سے ایک رکعت میں دو رکوع کر لیے یا تین سجدے کر لیے۔ [2]

نماز کی رکعتوں کی تعداد میں شک ہو جائے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار؟ تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: شک کی عادت نہ ہو تو نماز توڑ دیں اور نئے سرے سے نماز پڑھیں۔

---

[1] رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ [illegible]

[2] حلبی کبیر، فصل فی سجود السہو [illegible]



دوسری صورت: اگر بار بار شک ہوتا رہتا ہو تو غالب گمان پر عمل کرنا چاہیے۔ اگر غالب گمان یہ ہو کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں تو ایک رکعت اور پڑھ لیں اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہے اور اگر غالب گمان یہ ہو کہ چار رکعتیں پڑھ لی ہیں تو مزید رکعت نہ پڑھیں اور سجدۂ سہو بھی نہ کریں۔

تیسری صورت: اگر غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو تین رکعتیں ہی سمجھیں اور اس تیسری رکعت میں تشہد پڑھ کر چوتھی رکعت کے لیے کھڑی ہو جائیں اور اخیر میں سجدۂ سہو کریں۔ [1]

- اگر ایک نماز میں کئی مرتبہ بھول سے ایسے کام ہو جائیں جن سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ مثلاً بھولے سے ایک رکعت میں دو رکوع کر لیے اور ایک رکعت میں تین سجدے بھی کر لیے تو صرف ایک مرتبہ سجدۂ سہو کر لینا کافی ہوگا۔
- سجدۂ سہو کا حکم تمام نمازوں میں برابر ہے، چاہے فرض ہو یا واجب، سنت ہو یا نفل۔ [2]

سجدۂ سہو کا طریقہ:

آخری قعدے میں تشہد پڑھنے کے بعد دائیں طرف سلام پھیریں اور دو سجدے کر لیں اور ہر سجدے میں تین تین مرتبہ "سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کہے۔ پھر بیٹھ کر تشہد، درود شریف اور دعا پڑھ کر دائیں، بائیں دونوں طرف سلام پھیر کر نماز ختم کریں۔ [3]

اگر کسی پر سجدۂ سہو واجب تھا اور اس نے بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا پھر سجدۂ سہو یاد آیا تو اگر کسی سے بات نہ کی ہو اور سینہ قبلہ سے نہ پھیرا ہو تو دو سجدے کر کے تشہد، درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر کر نماز مکمل کریں، نماز درست ہو جائے گی۔ [4]

[1] رد المحتار، ۲/ ۹۲ [2] الفتاوی الہندیۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السہو، ۱/ ۱۲۹، رشیدیہ [3] بدائع الصنائع، باب سجود السہو، فصل فی بیان محل السجود السہو، ۱/ ۱۷۳، سعید
[4] البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، ۲/ ۱۰۲، سعید

سبق نمبر ۷ — یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں۔ — دستخط معلم



سبق: ۸ نماز کے مفسدات

نماز کے مفسدات: وہ چیزیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جس کی وجہ سے نماز لوٹانا ضروری ہوتی ہے۔ انھیں "نماز کے مفسدات" کہتے ہیں۔

نماز کے مفسدات یہ ہیں:

1. نماز میں بولنا، چاہے جان بوجھ کر ہو یا بھولے سے۔
2. سلام کرنا یا کوئی اور لفظ کہہ دینا۔
3. سلام کا جواب دینا۔
4. نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا۔
5. کسی اچھی خبر پر "الحمد لله" یا بری خبر پر "إنا لله" یا عجیب خبر پر "سبحان الله" کہنا۔
6. بیماری، درد یا رنج کی وجہ سے آہ، اُف وغیرہ کہنا۔
7. قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا۔
8. درد یا مصیبت کی وجہ سے اس طرح رونا کہ آواز میں حروف ظاہر ہو جائیں۔
9. قرآن کریم پڑھنے میں ایسی سخت غلطی کرنا جس سے معنی بدل جائیں، جیسے: "صراط الذين أنعمت" کی جگہ "أنعمتُ" پڑھنا۔
10. عمل کثیر، یعنی نماز میں کوئی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والا نمازی کو دیکھ کر یہ سمجھے کہ یہ نماز نہیں پڑھ رہا۔
11. کھانا پینا۔
12. سینے کا قبلے سے پھر جانا۔
13. ایک رکن کی مقدار ستر کھل جانا۔
14. نمازی کا دو صفوں کے برابر چلنا۔
15. ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا۔
16. نماز میں کوئی فرض چھوڑ دینا۔
17. چھینک کے جواب میں "يرحمك الله" کہنا یا کسی کی دعا پر آمین کہنا۔



نماز کے اوقات

نماز ادا کرنے کی ایک شرط یہ ہے کہ شریعت میں جو وقت جس نماز کے لیے مقرر ہے وہ اسی وقت میں پڑھی جائے۔ وقت داخل ہونے سے پہلے نماز پڑھی تو نماز بالکل درست نہ ہوگی اور وقت ختم ہونے کے بعد نماز پڑھنے سے نماز ادا نہیں ہوگی بلکہ قضا ہوگی۔

دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔[1]

1. فجر 2. ظہر 3. عصر 4. مغرب 5. عشا

1. فجر کی نماز کا وقت: صبح صادق سے سورج نکلنے تک ہے۔
2. ظہر کی نماز کا وقت: زوال کے بعد سے سایہ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ اس کے دوگنا ہونے تک رہتا ہے۔
3. عصر کی نماز کا وقت: ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد سے سورج غروب ہونے تک ہے۔
4. مغرب کی نماز کا وقت: سورج غروب ہونے کے بعد سے مغرب کی طرف آسمان پر رہنے والی سفیدی کے غائب ہونے تک ہے۔
5. عشا کی نماز کا وقت: مغرب کا وقت ختم ہونے کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔

مسئلہ: عورتوں میں یہ بات مشہور ہے کہ عورتیں مردوں سے پہلے نماز نہ پڑھیں یہ بات غلط ہے جب بھی نماز کا وقت داخل ہو جائے عورتیں نماز پڑھ سکتی ہیں البتہ فجر کی نماز جلدی یعنی اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے اور باقی تمام نمازیں مسجد میں جماعت ہونے کے بعد پڑھنا مستحب ہے۔ لیکن اس کا خیال رہے کہ نماز کی ادائیگی میں اتنی تاخیر نہ کریں کہ نماز قضا ہونے کا خطرہ ہو۔[2]

[1] بحر الرائق، الصلاۃ، ۱/ ۴۲۴ ملخصاً [2] مراقی الفلاح، الصلاۃ، ص ۱۸۰ تا ۱۸۲

نماز کے مکروہ اوقات

تین اوقات ایسے ہیں جن میں ہر قسم کی نماز (فرض ہو یا واجب، سنت یا نفل، ادا ہو یا قضا ہو) پڑھنا منع ہے۔[1]

1. طلوعِ آفتاب: سورج نکلنے کے وقت سے اُس کی روشنی تیز ہونے تک۔ (تقریباً بارہ منٹ)
2. زوال: سورج کے آسمان میں بالکل بیچ میں ہونے کے وقت یہاں تک کہ ڈھل جائے۔ (تقریباً دس منٹ، نقشۂ اوقاتِ نماز میں لکھے ہوئے وقت سے پانچ منٹ پہلے اور پانچ منٹ بعد احتیاطاً)
3. غروبِ آفتاب: سورج غروب ہونے سے تقریباً بیس منٹ پہلے، البتہ اس دن کی عصر کی نماز اگر نہ پڑھی ہو تو وہ اس وقت میں پڑھ سکتے ہیں۔

ان تین اوقات کے علاوہ تین اوقات ایسے ہیں جن میں صرف نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، قضا نماز اور سجدۂ تلاوت کی اجازت ہے۔

1. صبح صادق کے بعد سے فجر کی نماز سے پہلے تک (فجر کی دو رکعت سنت کے علاوہ)۔
2. فجر کی فرض نماز پڑھنے کے بعد سے سورج نکلنے تک۔
3. عصر کی نماز پڑھنے کے بعد سے سورج غروب ہونے تک۔[2]

قضا نماز

قضا نماز: نماز کو اس کے مقررہ وقت کے ختم ہونے کے بعد پڑھنے کو "قضا" کہتے ہیں۔ جیسے: عشا کی نماز صبح صادق کے بعد پڑھی جائے تو عشا کی نماز قضا کہلائے گی۔

فرض نماز کی قضا فرض ہے اور واجب نماز کی قضا واجب ہے۔[3]

ہر فرض نماز کو اس کے مقررہ وقت ہی میں ادا کرنا انتہائی ضروری ہے اور بغیر کسی عذر کے نماز قضا کرنا سخت گناہ ہے۔

[1] الہندیہ، الفصل الثالث فی بیان الاوقات، ۱/ ۵۲، رشیدیہ [2] شامی، الصلوۃ، مطلب یشترط العلم بدخول الوقت، ۱/ ۳۸۳، ۳۷۰ [3] الدر مع الرد، باب قضاء الفوائت، ۲/ ۲۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو دو نمازوں کو بغیر کسی عذر کے ایک وقت میں پڑھے وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر پہنچ گیا۔" [1]

اللہ نہ کرے اگر کوئی نماز چھوٹ جائے اور اس کو اس کے مقررہ وقت میں نہ پڑھ سکیں تو بعد میں جب بھی موقع ملے جلد سے جلد اس کی قضا کر لیں اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں، توبہ کریں اور آئندہ نماز قضا نہ کرنے کا پکا ارادہ کریں۔

قضا نماز کے لیے کوئی وقت متعین نہیں ہے۔ ایک ہی وقت میں کئی قضا نمازیں پڑھ سکتی ہیں۔

تین اوقات میں قضا نماز نہیں پڑھ سکتے۔

1. سورج طلوع ہونے کے وقت 2. زوال کے وقت 3. سورج غروب ہونے کے وقت

جن کی تفصیل صفحہ نمبر 123 میں ہے۔

- قضا نماز پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو ادا نماز پڑھنے کا طریقہ ہے، دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔
- قضا نمازوں کی تعداد یاد نہیں ہے شمار کرنا مشکل ہے تو اس صورت میں اچھی طرح سوچ کر ایک اندازہ لگا لیں اور اس کے مطابق قضا کریں اور جو اندازہ لگایا ہے اس سے کم قضا نہ کریں، بل کہ زیادہ قضا کرنے کی کوشش کریں۔ [2]
- قضا نمازوں کا اندازہ لگانے کے بعد ہر مرتبہ یوں نیت کریں کہ میری جتنی فجر کی نمازیں قضا ہیں ان میں سے پہلی فجر کی نماز پڑھ رہی ہوں۔ اس لیے کہ جب وہ قضا کر لی تو اب اس کے بعد والی نماز پہلی ہو جائے گی، اس طرح قضا کرتی رہیں یہاں تک کہ ذمے میں کوئی نماز باقی نہ رہے، اسی طرح ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی نمازیں بھی متعین کریں۔ [3]

[1] جامع الترمذی، الصلاۃ، باب ما جاء فی الجمع بین الصلاتین، الرقم: ۱۸۸ [2] الفتاویٰ الہندیۃ، الصلاۃ، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ۱: ۱۲۳، رشیدیہ [3] رد المحتار، باب قضاء الفوائت: ۲: ۷۶، ۷۷

سبق ۸: یہ سبق ... میں پڑھائیں۔



سبق ۹: جمعہ کا بیان

نمازِ جمعہ: عورتوں پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہے وہ باقی دنوں کی طرح جمعے کے دن ظہر کی نماز ہی ادا کریں گی۔[1]

جمعے کے دن کی سنتیں:

1. غسل کرنا۔[2]
2. تیل اور خوشبو لگانا۔[3]
3. اچھے کپڑے پہننا۔[4]
4. سورۂ کہف کی تلاوت کرنا۔[5]
5. کثرت سے درود شریف پڑھنا۔[6]

سفر کی نماز

مسافر: جب کوئی عورت ۴۸ میل (تقریباً ۷۸ کلومیٹر) سفر کا ارادہ کرکے اپنی بستی یا شہر سے نکلی تو وہ شرعاً مسافر ہو جائے گی۔ چاہے یہ سفر گھنٹوں میں طے ہو جائے یا منٹوں میں۔

مسئلہ: جب مسافر اپنی بستی یا اپنے شہر کی حدود (ٹول پلازہ وغیرہ) سے باہر نکل جائے تو قصر شروع کرے، گھر سے نکلتے ہی قصر شروع نہ کرے۔[7]

مسئلہ: مسافر کے لیے ظہر، عصر اور عشا کی فرض نمازوں میں قصر کرنا واجب ہے۔ یعنی فرض کی چار رکعتوں کی جگہ دو رکعتیں پڑھنا۔ فجر، مغرب اور وتر کی نمازیں پوری پڑھی جائیں گی۔

مسئلہ: سفر میں فجر کی دو رکعت سنت کا اہتمام کریں۔[8]

مسئلہ: اگر کسی جگہ امن و اطمینان سے ٹھہری ہوئی ہوں تو سنت مؤکدہ کا اہتمام کرنا چاہیے اور اگر گاڑی نکلنے کا ڈر ہو یا ٹرین میں رش ہو تو فجر کی دو رکعت سنت کے علاوہ باقی سنت مؤکدہ چھوڑ دیں۔

---

[1] البحر الرائق، الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ۲/۲۶۲، رشیدیہ
[2] صحیح البخاری، الجمعۃ، باب فضل الغسل یوم الجمعۃ، رقم: ۸۷۷
[3] صحیح البخاری، الجمعۃ، باب الدھن للجمعۃ، رقم: ۸۸۳
[4] صحیح البخاری، الجمعۃ، باب یلبس احسن ما یجد، رقم: ۸۸۶
[5] السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الجمعۃ، باب ما یؤمر بہ لیلۃ الجمعۃ، ۳/۲۴۹
[6] سنن ابی داود، الصلاۃ، باب فضل یوم الجمعۃ، رقم: ۱۰۴۷
[7] رد المحتار، الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ۲/۱۲۱
[8] کنز العمال، الفضائل، قسم الاقوال، ۱۶۰۱۵



سفر میں ظہر، عصر اور عشاء کی نماز چار رکعت جان بوجھ کر پڑھے تو گناہ گار ہوگی۔[1]

مسئلہ: اگر سفر میں بھول کر ظہر، عصر یا عشا کی چار رکعت پڑھ لی اور دوسری رکعت میں بیٹھ کر تشہد پڑھ لی تو دو رکعتیں فرض ہوگئیں اور دو رکعتیں نفل ہوجائیں گی۔ البتہ آخر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا۔[2]

سفر میں جب تک کسی شہر یا گاؤں میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہیں کرے گی اس وقت تک قصر کرتی رہے گی اور جب کسی شہر یا گاؤں میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلی تو اس وقت پوری نماز پڑھے گی۔[3]

چلتی ریل گاڑی اور جہاز میں نماز پڑھ سکتی ہیں۔ اگر کھڑے ہونے کی حالت میں گرنے کا ڈر ہو یا چکر آنے کا ڈر ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتی ہیں، لیکن اگر کھڑے ہو کر پڑھ سکتی ہوں تو ایسی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔[4]

اگر نماز کے دوران جہاز یا ریل کے گھوم جانے سے نماز پڑھنے والی کا رخ قبلہ کی طرف سے گھوم جائے (اور اسے اس کا علم ہو) تو فوراً قبلہ کی طرف رخ پھیر لیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔[5]

اگر سفر میں نماز قضا ہوجائے تو گھر پہنچ کر ظہر، عصر اور عشاء کی دو دو رکعتوں ہی کی قضا کی جائے گی اور اگر گھر میں رہتے ہوئے نماز چھوٹ جائے اور سفر میں قضا کریں تو ظہر، عصر اور عشا کی چار رکعت قضا کی جائے گی۔[6]

عورت کے لیے بغیر محرم کے تنہا سفر کرنا جائز نہیں۔

بیمار کی نماز

نماز دین کا ستون ہے، نماز پڑھنا ضروری ہے۔ بیماری کی حالت میں بھی نماز معاف نہیں ہوتی۔ البتہ اس میں کچھ سہولت ضرور ہو جاتی ہے۔

اگر بیماری میں کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو یا کھڑے ہونے سے سخت تکلیف ہوتی ہو یا بیماری کے بڑھ

[1] شامی، باب صلاۃ المسافر: ۲/ ۱۲۸ [2] رد المحتار، الصلوۃ، باب صلاۃ المسافر: ۲/ ۱۲۸ [3] فتاوی عالمگیری، الصلوۃ، باب فی صلاۃ المسافر: ۱/ ۳۹
[4] فتاوی عالمگیری، الصلوۃ، باب فی صلاۃ المریض: ۱/ ۳۰۷ [5] فتاوی عالمگیری، الصلوۃ، الفصل الثالث فی استقبال القبلۃ: ۱/ ۶۳ [6] فتاوی عالمگیری، الصلوۃ، باب فی قضاء الفوائت: ۱/ ۱۲۱



جانے کا اندیشہ ہو یا سر میں چکر آ کر گر جانے کا ڈر ہو یا کھڑے ہونے کی طاقت تو ہو لیکن رکوع، سجدہ نہیں کیا جا سکتا ہو تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ [1]

- کوئی عورت پورا وقت کھڑی نہیں ہو سکتی لیکن تھوڑی دیر کھڑی رہ سکتی ہے تو اس کے لیے اتنی دیر کھڑی رہنا ضروری ہے، چاہے وہ تکبیر تحریمہ (یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ) کہنے کی مقدار ہی کیوں نہ ہو۔
- اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی حالت میں رکوع، سجدہ کیا جا سکتا ہو تو رکوع، سجدہ کرے ورنہ رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرے، البتہ سجدہ کے اشارے کے لیے رکوع سے زیادہ سر جھکائے۔ [2]
- بیماری میں بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو لیٹے لیٹے ہی نماز پڑھ لے، اس کی دو صورتیں ہیں:

1. لیٹ کر نماز پڑھنے کی بہتر صورت یہ ہے کہ سیدھی لیٹے اور پاؤں قبلہ کی طرف کرے لیکن پاؤں قبلے کی طرف نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ لے تاکہ منہ قبلے کے سامنے ہو اور سر کے اشارے سے رکوع سجدہ کرے۔ [3]
2. دائیں یا بائیں کروٹ پر قبلے کی طرف منہ کر کے لیٹ جائے اور سر کے اشارے سے رکوع، سجدہ کرے اور سجدے کا اشارہ رکوع کے اشارے سے نسبتاً زیادہ جھکا ہوا ہو۔ [4]

- لیٹ کر سر کے اشارہ سے نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو نماز نہ پڑھے، اگر پانچ نمازوں سے زیادہ تک یہی حالت رہے تو نماز معاف ہو جائے گی، اب ان نمازوں کی قضا نہیں ہے۔ [5]
- اگر پانچ نمازوں سے پہلے حالت کچھ اچھی ہو گئی اور سر کے اشارہ سے نماز پڑھنے کی طاقت آ جائے تو اب نماز شروع کر دے اور ان چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا بھی کرے، مکمل صحت یابی کا انتظار نہ کرے۔ [6]

---

[1] حلبی کبیر، فصل فی صلاۃ المریض، ص: ۲۶۱ [2] الہندیہ، الباب الرابع عشر فی صلاۃ المریض، ۱: ۱۳۶ [3] فتاوی عالمگیری، الصلاۃ، باب فی صلاۃ المریض، ۱/ ۱۳۶
[4] البحر، باب صلاۃ المریض، ۲/ ۱۲۳، سعید [5] فتح القدیر، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ۱/ ۴۵۹ [6] الہندیہ، الباب الرابع عشر فی صلاۃ المریض، ۱/ ۱۳۷

سبق: ۹ یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں۔ دستخط معلمہ

سبق: ۱۰ سجدۂ تلاوت

سجدۂ تلاوت: قرآن کریم میں چودہ مقامات ایسے ہیں جن کے پڑھنے یا سننے سے سجدہ کرنا واجب ہوجاتا ہے اسے "سجدۂ تلاوت" کہتے ہیں۔

- اگر نماز میں سجدے کی آیت تلاوت کریں تو اسی وقت تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں چلی جائیں۔
- اگر نماز سے باہر ہوں تو بہتر یہ ہے کہ کھڑی ہوکر بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہتی ہوئی سجدے میں جائیں اور سجدے میں کم از کم تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى" پڑھیں۔ پھر تکبیر کہتی ہوئی بغیر سلام پھیرے اٹھ جائیں۔ اگر کھڑی ہوئی بغیر بیٹھے بیٹھے ہی سجدہ کرلیا تب بھی درست ہے۔[1]
- سجدے کی ایک ہی آیت اگر ایک ہی مجلس میں بار بار پڑھی یا سنی جائے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔[2]
- ایک جگہ بیٹھ کر سجدے کی کوئی آیت پڑھی پھر قرآن کریم کی تلاوت ختم کرنے کے بعد اسی جگہ بیٹھے ہوئے کسی اور کام میں مشغول ہوگئی۔ جیسے پانی پینے لگی، اس کے بعد پھر وہی آیت اسی جگہ پڑھی تب دو سجدے واجب ہوں گے۔[3]
- اگر سجدے کی مختلف آیتیں پڑھی یا سنی جائیں تو ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ سجدہ کرنا ہوگا چاہے مجلس ایک ہی ہو۔[4]

تراویح کی نماز

- رمضان المبارک کے مہینے میں عشا کے فرض اور سنت کے بعد وتر سے پہلے جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے تراویح کہتے ہیں۔
- تراویح کی نماز کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے صبح صادق سے پہلے تک رہتا ہے۔[5]

[1] فتاویٰ عالمگیری، الصلاۃ، باب فی سجود التلاوۃ: ۱/ ۱۳۵
[2] فتاویٰ عالمگیری، الصلاۃ، باب فی سجود التلاوۃ: ۱/ ۱۳۳
[3] فتاویٰ عالمگیری، الصلاۃ، باب فی سجود التلاوۃ: ۱/ ۱۳۳
[4] فتاویٰ عالمگیری، الصلاۃ، باب فی سجود التلاوۃ: ۱/ ۱۳۳
[5] شامی، باب الوتر والنوافل، مبحث صلاۃ التراویح: ۲/ ۴۳ سعید



- ہر بالغ عورت پر بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، لہٰذا بغیر عذر کے تراویح چھوڑنے والی گناہ گار ہوگی۔ [1]
- جس رات رمضان المبارک کا چاند نظر آتا ہے اسی رات سے تراویح کی نماز پڑھی جاتی ہے اور جس رات عید کا چاند نظر آئے اس رات تراویح کی نماز نہیں پڑھی جاتی ہے۔

تراویح کی نماز کا طریقہ:

عشا کے فرض اور سنت پڑھنے کے بعد تراویح کی نیت سے دو دو رکعت کر کے دس سلاموں کے ساتھ بیس رکعتیں پڑھی جاتی ہیں [2] اور ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنا مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس وقفے کے درمیان بھی بیٹھے بیٹھے تسبیح اور ذکر وغیرہ میں مشغول رہا جائے۔ [3]

عیدین کا بیان

اسلام نے سال میں خوشی منانے کے دو دن رکھے ہیں:

1. "عِیْدُ الْفِطْر" جو شوال کی پہلی تاریخ کو ہوتی ہے۔
2. "عِیْدُ الْاَضْحٰی" جو ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو ہوتی ہے۔

عید کی راتیں عبادت کی راتیں ہیں ان میں خوب عبادت کریں فضول لغویات میں وقت نہ گزاریں۔

دونوں عیدوں میں دو دو رکعت نماز بطور شکرانہ ادا کرنا مردوں پر واجب ہے، عورتوں پر واجب نہیں ہے۔ [4]

- عورتیں عید کی نماز کے لیے عیدگاہ یا مسجد میں نہ جائیں اور گھر میں بھی عید کی نماز نہ پڑھیں۔ [5]
- عید کے دن عید کی نماز سے پہلے عورتوں کے لیے گھر میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ عید کی نماز کے بعد گھر میں نفل نماز مکروہ نہیں ہے۔ [6]

---

[1] (الف) السنن الکبریٰ للبیہقی، الصلاۃ، باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان ۲/ ۴۹۶ (ب) عالمگیری ۱/ ۱۱۶
[2] [illegible] ۶۵ [illegible]
[3] [illegible] ۱/ ۲۳۸
[4] [illegible] ۱۵۰-۱۴۹
[5] [illegible] ۵۶۹
[6] طحطاوی علی المراقی [illegible] ۵۳۲-۵۳۱

عید کی سنتیں

① صبح سویرے اٹھنا۔ ② مسواک کرنا۔ ③ غسل کرنا۔

④ اپنی گنجائش کے مطابق عمدہ سے عمدہ کپڑے پہننا۔ ⑤ عید کی نماز سے پہلے صدقۂ فطر دینا۔

⑥ خوش بو لگانا۔ عورتوں کے لیے بہترین خوش بو وہ ہے جس میں رنگ ہو اور خوش بو نہ ہو۔[1]

تکبیرِ تشریق

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔[2]

تکبیرِ تشریق پانچ دن پڑھی جاتی ہے۔ نو ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے تیرہ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک۔[3]

ہر فرض نماز کے بعد تکبیرِ تشریق فوراً ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے۔[4]

اگر ایامِ تشریق میں نماز قضا ہو جائے اور ایامِ تشریق کے دنوں ہی میں وہ نماز قضا کریں تو نماز کے بعد تکبیرِ تشریق پڑھیں۔[5]

نمازِ جنازہ کا بیان

نمازِ جنازہ میں دو فرض ہیں:

① چار مرتبہ "اللہ اکبر" کہنا۔ ② قیام کرنا یعنی کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ پڑھنا۔[6]

نمازِ جنازہ میں تین سنتیں ہیں:

① اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا۔ ② نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔ ③ میت کے لیے دعا مانگنا۔[7]

① سنن النسائی، الزینۃ، الفصل بین طیب الرجال وطیب النساء، الرقم: ۵۱۲۰ ② البحر، باب العیدین: ۲/ ۱۹۵، سعید
③ الہندیۃ، الباب السابع عشر فی صلاۃ العیدین: ۱/ ۱۵۲ ④ الدر مع الرد، باب العیدین: ۲/ ۱۷۹-۱۸۰ ⑤ الہندیۃ، الباب السابع عشر فی صلاۃ العیدین: ۱/ ۱۵۲
⑥ شامی، باب صلاۃ الجنازۃ: ۲/ ۲۰۹، سعید ⑦ شامی، باب صلاۃ الجنازۃ: ۲/ ۲۰۹، سعید

سبق: ۱۰ یہ سبق پانچویں دن میں پڑھائیں۔ دستخط معلم

احادیث

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات اور ہر عمل ہمارے لیے دلیل ہے، ہر مسلمان کے لیے اس پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے پر عذاب کی دھمکی دی ہے۔ ارشاد فرمایا:

"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ" ①

ترجمہ: "اور رسول تمھیں جو کچھ دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کریں، اس سے رک جاؤ۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا" ②

ترجمہ: "اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا حتمی فیصلہ کر دیں تو نہ کسی مومن مرد کے لیے یہ گنجائش ہے اور نہ کسی مومن عورت کے لیے کہ ان کو اپنے معاملے میں اختیار رہا تی رہے اور جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر بات حق اور سچ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہیں ہو سکتی بل کہ اللہ تعالیٰ کی منشا کے عین مطابق ہے۔ جس طرح قرآن کریم پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح احادیث مبارکہ پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

① سورۃ الحشر: ۷ ② سورۃ الاحزاب: ۳۶

قرآن کریم اور حدیث میں فرق صرف اتنا ہے کہ قرآن کریم "وحی متلو" ہے یعنی وہ وحی ہے جس کی تلاوت کی جاتی ہے اور حدیث "وحی غیر متلو" ہے یعنی وہ وحی ہے جس کی تلاوت نہیں کی جاتی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ [1]

ترجمہ: "اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے، یہ تو خاص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیمات پر اخلاص و صدق کے ساتھ عمل کرنے اور پھیلانے کی توفیق نصیب فرمائے۔

چالیس احادیث حفظ کرنے کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو میری امت کے فائدے کے لیے دین کے کام کی چالیس احادیث حفظ کرے اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ اٹھائیں گے اور میں اس کے لیے قیامت کے دن سفارشی اور گواہ ہوں گا۔" [2]

حدیث حفظ کرنے کے دو طریقے ہیں: ① زبانی یاد کرنا۔ ② لکھ کر شائع کر دینا۔

الحمد للہ! اسی غرض سے چالیس احادیث "[illegible]" میں داخل نصاب ہیں۔ بیس احادیث حصہ اول میں درج کی گئی ہیں اور باقی بیس احادیث حصہ دوم میں ان شاء اللہ درج کی جائیں گی۔

ہمارے نصاب میں ان چالیس احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے جو عمدہ اخلاق، رہن سہن اور معاشرت کے قیمتی اور سنہرے اصول ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے خوش حالی، امن و اطمینان کے ساتھ دنیا و آخرت کی کامیابی مقدر بنے گی۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ۔

---

[1] سورۃ النجم: ۳، ۴ [2] الجامع لشعب الایمان للبیہقی: ۱۵۹۷



سبق:۱ نیت کی درستگی [1]

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنما الأعمال بالنيات [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "سارے عمل نیت سے ہیں۔"

(یعنی اعمال اچھی نیت سے اچھے اور بری نیت سے برے ہو جاتے ہیں)

تشریح: جن کاموں سے شریعت نے روک دیا ہے، ان کو تو کسی بھی نیت سے کیا جائے تو وہ غلط اور ممنوع ہی رہیں گے، البتہ جن کاموں کے کرنے میں مسلمانوں پر کوئی ممانعت نہیں ہے یا جن کاموں کے کرنے کا باقاعدہ حکم دیا گیا ہے ان میں اگر نیت اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کی ہوگی، تو اس اچھی نیت سے وہ کام اچھا ہو جائے گا، اور اگر اس کام کے کرنے میں لوگوں کو دکھانا، اپنی نیکی جتلانا مقصود ہوگا، تو اس دکھاوے اور ریاکاری کی وجہ سے یہ عمل برا ہو جائے گا۔

مثلاً کوئی اس لیے خوب لمبی نماز پڑھتی ہے کہ دیکھنے والی اسے نیک سمجھے، تو اس کی یہ نماز اس ریاکاری کی وجہ سے بری ہو جائے گی اور بجائے ثواب کے عذاب کا سبب ہو جائے گی، اور اگر اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے پڑھتی ہے تو اس کو ثواب ملے گا۔

اسی طرح کوئی اچھے کپڑے اس لیے پہنتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا اظہار ہو تو اس کی اچھی نیت سے اس کا یہ اچھے کپڑے پہننے کا عمل اچھا ہو جائے گا اور اس کو ثواب ملے گا، اور اگر اچھے کپڑے پہننا محض اپنی مالداری اور امیری دکھانے کے لیے ہو تو آخرت کے لحاظ سے یہ عمل اس کے لیے برا ہوگا اور اس نمائش کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

اس حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ ہر مسلمان کو اپنا عمل اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضامندی کے لیے

---

[1] صحیح البخاری، الایمان والنذور، باب النیۃ فی الایمان، الرقم: ٦٦٨٩

کرنا چاہیے، لوگوں کو دکھانے اور ان کے سامنے جتانے سے بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں انسانی عمل کی قدردانی اس کے اخلاص کی وجہ سے ہوگی، جس کام میں جتنا اخلاص ہوگا اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوگا۔

اس لیے نماز، روزہ اور حج کی ادائیگی میں، صدقہ خیرات کرنے میں، دین کا علم سیکھنے میں، وعظ و نصیحت کرنے میں، تصنیف و تالیف کرنے میں شہرت اور دکھاوے کی نیت سے بچیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا جوئی پیش نظر رکھیں ورنہ ان سب نیک اعمال کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی وزن نہیں ہوگا، بل کہ اپنی بڑائی اور بزرگی جتلانے کا عذاب بھگتنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر کام اچھی نیت سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۲ پاکیزگی کی اہمیت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ" [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "پاک رہنا آدھا ایمان ہے۔"

تشریح: انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے: • دل • جسم

ایمان کا کامل درجہ ان دونوں چیزوں کی پاکی سے حاصل ہوتا ہے، دل کی صفائی اور پاکیزگی تو سچے خیالات کے ماننے سے ہوتی ہے کہ دنیا کا خالق، ہمارا مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری نبی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اگر دل نے ان سچائیوں کو قبول کرلیا، تو انسانی ذات کا آدھا حصہ یعنی دل پاک ہوگیا اور انسان آدھے ایمان والا ہوگیا، اور جب جسم کی پاکیزگی بھی اختیار کرلی یعنی اپنے جسم کو صاف ستھرا رکھا تو گویا آدھا ایمان اور حاصل ہوگیا، اب دل اور جسم دونوں پاکیزہ اور صاف ستھرے ہوگئے جو ایمان کے مکمل ہونے کی علامت ہے، اسی لیے حدیث شریف میں ظاہری پاکی کو آدھا ایمان فرمایا گیا۔

[1] صحیح مسلم، الطہارۃ، باب فضل الوضوء، الرقم: ۵۳۴



خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا مذہب ہمیں ہر طرح سے صاف وشفاف رکھنا چاہتا ہے، ورظاہری صفائی کا بھی اس کے ہاں اتنا ہی اہتمام کیا جاتا ہے جتنا باطن کی صفائی کا اور حقیقت یہ ہے کہ ظاہری میل کچیل دل ودماغ کو بھی میلا کچیلا کر دیتی ہے۔

کامل مسلمان کون؟

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

"اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ ـ" •

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مسلمان تو وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

تشریح: مسلمان تو سراپا "سلامتی" ہوتا ہے، جس شخص سے لوگوں کو اذیت اور تکلیف پہنچتی ہو لوگ اس سے ڈرتے رہتے ہوں، اس کی مثال تو ایک درندے کی سی ہے جو لوگوں کو تکلیف پہنچاتا رہتا ہے اور لوگ اس سے خوفزدہ یا پریشان رہتے ہیں۔

ہمیں اپنی حالت پر نظر ڈالنی چاہیے کہ ہماری وجہ سے ہماری سہیلیاں، رشتے دار، پڑوسن اور دیگر میل جول رکھنے والی خواتین پریشانی یا ناگواری اور تکلیف میں تو مبتلا نہیں ہوتیں، ہمارا کوئی عمل ایسا تو نہیں جو دوسروں کی اذیت اور پریشانی کا سبب ہوتا ہو، اگر اللہ نہ کرے ایسا ہے تو فوراً اپنی اصلاح کیجیے اور ہر اس عمل سے پرہیز کیجیے جس سے دوسرے مسلمان کو تکلیف ہوتی ہے۔

کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا	جو کوئی تم سے کرتا تمہیں ناگوار ہوتا

البتہ اگر کوئی کام شرعی طور پر صحیح اور ضروری ہے، اور اس پر عمل کرنے سے کسی کو تشویش یا ناگواری ہوتی ہے، تو اس میں کوئی گناہ نہیں، جیسے کوئی شرعی پردہ کرے اور اس عمل سے کسی کو تکلیف ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں، یا کسی چور ڈاکو کو شرعی سزا دی جائے تو اس کو سزا کی تکلیف تو ہوگی لیکن شرعی حکم کے پورا کرنے میں اس

• صحیح البخاری، الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون۔۔۔، الرقم: ۱۰

تکلیف کا اعتبار نہیں، کیوں کہ یہ ایک کی تکلیف پورے معاشرے کے سکون و امن کا سبب ہے۔ دوسرے یہ تکلیف خود اس کے اپنے غلط طرزِ عمل کا نتیجہ ہے، اور دوسروں کو تکلیف پہنچانے کی سزا ہے، اس تکلیف کا سبب یہ خود ہے۔

خود کردہ را علاجے نیست — اپنے کیے ہوئے کا کوئی علاج نہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا۔ ●

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے وہ میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔"

تشریح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کتنی بڑی سعادت ہے، بہت خوش نصیب ہے وہ جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رکھیں، اس عظیم سعادت کو حاصل کر لینا کوئی بہت مشکل بھی نہیں ہے، اپنے گھروں میں اور اپنے خاندان وغیرہ میں خوش اخلاقی کے ساتھ رہیں اور خواتین آپس میں ایک دوسرے سے خندہ پیشانی سے ملیں جلیں، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ یہ سعادت حاصل ہو جائے گی۔

البتہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ خوش اخلاقی کا یہ مطلب نہیں کہ کسی غلط بات کو محض رواداری میں صحیح مان لیں، اور کسی برائی کو منع نہ کریں، اور حق و باطل کا فرق ختم کر دیں، بل کہ ایسے مواقع میں صحیح بات اور درست چیز کا اظہار مثبت انداز میں نرم لہجے کے ساتھ کر دینا ضروری ہے، یہ خوش اخلاقی کے خلاف نہیں۔

● صحیح البخاری، فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عبداللہ بن مسعودؓ، الرقم: ۳۷۵۹



سبق: ۲ خیر خواہی

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِأَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ۔ [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کوئی بندہ اس وقت تک پورا مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے
وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

ایمان کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ جو بات اپنے لیے بری سمجھے، وہ دوسروں کے لیے بھی بری سمجھے، اور جس چیز کو اپنے لیے اچھا سمجھے دوسروں کے لیے بھی اسے اچھا سمجھے، مگر جب ہم اپنے آپ کو دیکھتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ اپنے لیے تو ہم آرام و سکون پسند کرتے ہیں، مگر دوسروں کے آرام میں خلل ڈالتے ہیں، اپنے لیے کم قیمت اور سستا پسند کرتے ہیں، مگر خود کچھ بیچنے کھڑے ہوں گے تو مہنگا بیچنے کی فکر میں رہیں گے، خود بیمار ہوں تو دوسروں سے تیمارداری اور مزاج پرسی کے خواہش مند ہوں گے، دوسرا بیمار ہو تو اس کی تیمارداری اور مزاج پرسی سے جی چرائیں گے، اپنے لیے تو ہم پسند کریں گے کہ صفائی ستھرائی ہو لیکن دوسروں کے لیے گندگی چھوڑ جائیں گے۔

ظاہر ہے جب تک ہمارا یہ حال رہے گا ہم پورے مسلمان نہیں کہلائے جاسکتے ہیں۔ اس لیے جو بات، جو چیز، جو حالت اور جو کیفیت ہم اپنے لیے بھلی سمجھیں وہی دوسروں کے لیے پسند کریں، تاکہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے معیار پر پورے اتر سکیں، کیوں کہ خود غرضی ایمان کے شایانِ شان نہیں ہے، کامل ایمان والا وہی ہے جو خود غرضی کے جراثیم سے بھی پاک ہوچکا ہو، اور دوسرے مسلمان بہنوں کی ہر طرح سے خیر خواہ ہو۔

[1] صحیح مسلم، الایمان، باب الدلیل علی أن من خصال الایمان، الرقم: ۱۷۰۔

❷ مسلمانوں کے چند حقوق

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ
وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ۔ [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں:

● سلام کا جواب دینا ● مریض کی بیمار پرسی کرنا ● جنازے کے ساتھ جانا

● دعوت قبول کرنا ● چھینک کا جواب "يَرْحَمُكَ اللّٰهُ" کہہ کر دینا۔"

شرح: اس حدیث میں مسلمانوں کے باہمی حقوق میں سے ان حقوق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

- سلام کا جواب دینے میں بعض خواتین صرف رسمی طور پر ہاتھ ملا لیتی ہیں یا دعائیں دیتی ہیں، مگر "وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ" کا لفظ نہیں کہتی ہیں۔ جب کہ یہ ضروری ہے، سلام کا جواب دینا واجب ہے، "جیتے رہو" "خوش رہو" "لمبی عمر پاؤ" کہنے سے یہ واجب ادا نہیں ہوتا۔
- بیمار کی مزاج پرسی میں اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ ایسے وقت میں عیادت کے لیے جائیں جب اس کو ملاقات کرنے میں کوئی تکلیف نہ ہو، اور اتنی دیر اس کے پاس نہ بیٹھیں کہ وہ اُکتا جائے یا اپنی کسی ضرورت میں تنگی محسوس کرے۔ مثلاً: بعض اوقات کوئی تیمار دار بیمار پر اس طرح مسلط ہو جاتی ہے کہ وہ اگر سونا چاہے تو سو نہیں سکتی، یا خاموش رہنا چاہتی ہے تو لحاظ کی وجہ سے خاموش نہیں رہ سکتی۔
- جنازے کے ساتھ جانے میں اور جب کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کا خیال رہے کہ کوئی کام سنت کے خلاف نہ ہو اور اگر کوئی بات سنت کے خلاف نظر آئے تو کسی مناسب موقع پر اس سے منع کریں۔ (کسی کے انتقال

[1] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الامر باتباع الجنائز، الرقم: ۱۲۴۰



پر عورتیں عورتوں سے اور محارم سے تعزیت کریں، جنازوں کے ساتھ قبرستان جانا یہ حکم صرف مردوں کے لیے ہے)۔

- دعوت قبول کرنے میں بھی یہ شرط ہے کہ وہاں جا کر کسی ناجائز کام کرنے میں شرکت نہ ہو، جیسے آج کل ولیمے وغیرہ کی دعوتیں، بے پردگی، غیر محرم مرد و عورت کے آزادانہ میل جول، موویٰ اور تصاویر سے بھری ہوئی ہوتی ہیں، ایسی دعوتوں کا قبول کرنا جائز نہیں۔
- چھینکنے والی جب "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہے تو اس وقت اس کو یہ کہہ کر دعا دینی چاہیے "یَرْحَمُکِ اللّٰہُ" اللہ تم پر رحم فرمائے۔ البتہ کوئی دینی یا دنیوی کاموں میں مشغول ہو تو وہاں چھینکنے والی کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" آہستہ کہے تاکہ سننے والیوں پر یہ دعائیہ کلمہ کہنا لازم نہ ہو۔

مسلمان کا عیب چھپانا

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ. [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا۔"

بعض اپنی بڑائی کے اظہار کے لیے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوسروں کے عیبوں کو بیان کرتی رہتی ہیں تاکہ دوسروں کے دلوں میں اس کی کمی پیدا ہو جائے، یہ جذبہ بھی ایمان والی کے شایانِ شان نہیں، کوئی انسان بھی برائی اور عیب سے خالی نہیں ہوتا (سوائے انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کہ وہ معصوم ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین محفوظ ہیں)، اس لیے دوسروں کے عیبوں پر پردہ ڈال دینا ہی مناسب ہے۔

اس حدیث شریف میں اسی کی خوش خبری ہے کہ اس کے عیبوں پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پردہ ڈال دیں گے جو دنیا میں مسلمانوں کے عیبوں کو چھپاتی ہے۔

[1] صحیح البخاری، المظالم، باب لا یظلم المسلم المسلم، الرقم: ۲۴۴۲



۸ دنیا کی حیثیت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ ❶

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔"

تشریح: جس کو ہر وقت یہ فکر لگی رہے کہ مجھے اپنے ہر ہر عمل کا جواب دینا ہے، اسے اس جواب دہی کے وقت سے پہلے چین واطمینان ملنا مشکل ہے، ہاں جسے یہ فکر نہ ہو وہ ہر طرح آزاد اور بے فکر ہے۔

ایمان والی اپنے اعمال کے حساب وکتاب کے لیے فکر مند رہتی ہے، اور ہر کام کو شریعت کی مقرر کی ہوئی حد میں رہ کر کرنے کا اپنے آپ کو پابند بناتی ہے، جس کی وجہ سے دنیا اس کے لیے ایک قید خانے سے کم نہیں۔

کافر کو آخرت کی کوئی فکر نہیں، وہ دنیا میں رہتے ہوئے ایسی ہی بے فکر ہے جیسے ایک جنتی عورت جنت میں پہنچ کر مطمئن و بے فکر ہو جائے گی، اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن کو جو کچھ پریشانی ہے وہ صرف دنیا ہی میں ہے، اس کے بعد اس کے لیے سکون ہی سکون ہے اور کافر کے لیے جو کچھ عیش وعشرت ہے وہ بس دنیا ہی کی حد تک ہے، اس کے بعد اپنے کفر کی سزا میں ہولناک عذاب اس کا منتظر رہے، اس لیے یہ دنیا کافر کے لیے جنت اور مومن کے لیے قید خانہ ہے۔

اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ مومن دنیا سے دل نہیں لگاتا، جیسے ایک قیدی جیل خانے سے دل نہیں لگاتا اور کافر کے لیے دنیا ایک ایسی جنت ہے جہاں کے رہنے والے اس سے دل لگائے ہوئے ہوں گے۔

لہٰذا دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے تعلق ضروریات کو پورا کرنے کی حد تک ہو اور دلی تعلق آخرت سے ہو، ضروریات کو پورا کرنے میں اتنا نہ لگیں کہ نماز، روزہ سے غفلت ہو جائے۔ [illegible]

---

❶ صحیح مسلم، الزھد، باب الدنیا سجن المؤمن...، الرقم: ۷۴۱۷

سبق: ۲ یہ سبق [illegible] میں پڑھائیں [illegible]



سبق: ۳ ● غصے سے بچنا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

ليس الشديد بالصرعة، إنما الشديد الذي يملك نفسه عند الغضب. ●

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"پہلوان وہ نہیں ہے جو دوسروں کو پچھاڑ دے، بل کہ پہلوان وہ ہے، جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔"

تشریح: انسان اپنے آپ کو دوسروں پر فوقیت دیتا ہے اور دوسروں کو کمتر اور حقیر سمجھتا ہے، اسی جذبے کا ایک مظاہرہ "کشتی" سے بھی ہوتا ہے کہ جو اس میں سب پر غالب رہے اور سب کو پچھاڑ دے وہ پہلوان سمجھا جاتا ہے۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: درحقیقت پہلوان اس کو سمجھا جائے گا جو اپنے نفس پر قابو پائے کہ جب غصہ آئے تو آپے سے باہر نہ نکلے، جو عورت غصہ آنے پر بے قابو ہو جائے وہ کوئی امتیاز اور فوقیت نہیں رکھتی، وہ تو غصے کی پچھاڑی ہوئی ہے۔

مثلاً: ایک عورت غصے میں مغلوب ہو کر اپنے شوہر کو چھوڑ کر میکے چلی جائے یا اپنی چیزیں توڑ ڈالے، تو وقتی طور پر تو اس نے اپنی برتری ظاہر کر دی، لیکن نتیجہ کیا نکلا؟ اپنا ہی نقصان، تو اس عورت نے وقتی جذبے پر قابو نہ پا کر اپنا نقصان کر لیا اور غصے میں آ کر اپنا گھر برباد کر لیا، یہ پہلوانی نہیں ہے پہلوانی یہ ہے کہ انجام کو دیکھ کر اپنے جذبے پر غلبہ پایا اور غصے سے مغلوب نہ ہوئی۔

خلافِ طبیعت بات پیش آنے پر جب طبیعت میں جھنجھلاہٹ اور اشتعال پیدا ہو تو اس وقت یہ سوچنا چاہیے کہ

● صحیح البخاری، الادب، باب الحذر من الغضب، الرقم: ۶۱۱۴

آخر ہم سے بھی تو کسی کی نافرمانی اور حکم عدولی ہوتی ہے، تو ایک مجرم کو دوسرے پر ناراض ہونے کا کیا حق ہے؟ اور یہ بھی خیال کرنا چاہیے ہر خوش گوار یا ناگوار بات اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے پیش آتی ہے اور وہ ہر حالت ہمارے لیے عین حکمت بھی ہوتی ہے، اس لیے کسی ناگواری کے سبب پر خواہ وہ انسان ہو یا کوئی اور چیز، ناراض ہونے کا کیا فائدہ؟

ایک طریقہ اس اشتعال پر قابو پانے کا یہ بھی ہے کہ جس پر غصہ آ رہا ہے اس کے سامنے سے ہٹ جائے یا اسے ہٹا دے، غصے کے وقت أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھیں، غصہ کی حالت میں اگر کھڑی ہوں تو بیٹھ جائیں اور اگر بیٹھی ہوئی ہوں تو لیٹ جائیں۔ نیز غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے اس لیے جب غصہ آئے تو وضو کرلیں۔ [1]

⑩ رشتے داروں سے تعلق توڑنا

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "رشتہ توڑنے والا جنت میں نہ جائے گا۔"

تشریح: آج کل رشتے داروں اور عزیزوں سہیلیوں میں یہ بات عموماً پیش آجاتی ہے کہ ذرا سی بات پر ایک دوسرے سے ناراض ہو کر ملنا جلنا ختم کر دیتی ہیں پھر یہ ناراضگی بہت عرصے تک یا ہمیشہ رہتی ہے، اس حدیث شریف کو پڑھ کر غور کرنا چاہیے کہ ہم ذرا سی ناراضگی پر تعلقات ختم کر کے کس قدر شدید اور خطرناک کام کرتی ہیں کہ اس پر جنت میں داخلہ بھی نہ ہو سکے۔ اس لیے آپس کے تعلقات میں ہر عورت کو دوسرے رشتے دار کی کسی بات پر ناراض ہو کر تعلقات ختم نہیں کرنے چاہئیں، بل کہ ناراضگی ختم کر کے میل جول رکھنا چاہیے۔

[1] سنن ابی داؤد، الادب، باب ما یقال عند الغضب، الرقم: ۴۷۸۱، ۴۷۸۲، ۴۷۸۴
[2] صحیح البخاری، الادب، باب اثم القاطع، الرقم: ۵۹۸۴

ایک دوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے:

"وہ رشتہ جوڑنے والا نہیں ہے جو برابری کا معاملہ کرے یعنی دوسرے کے اچھے برتاؤ کرنے پر اچھا برتاؤ کرے بلکہ رشتہ جوڑنے والا وہ ہے جب اس کے ساتھ کوئی رشتہ توڑ دے تب بھی وہ رشتہ جوڑے۔" [1]

⑪ ناراضگی کی مدت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ." [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق قطع رکھے۔"

مسلمان عورت کے شایانِ شان نہیں ہے کہ وہ مسلمان بہن سے منہ موڑے، ہاں کبھی وقتی ناراضگی سے بے رُخی پیدا ہو سکتی ہے، اس میں حرج نہیں، لیکن یہ بے رُخی تین دن سے زائد نہیں رہنی چاہیے۔

تین دن کی مہلت بھی اس لیے ہے کہ طبعی طور پر جو غصہ اور ناراضگی ہو جاتی ہے اس کی مدت تین دن ہی ہے، اس سے زائد بے رُخی اور جھگڑا رکھا جاتا ہے وہ خود اپنی بڑائی جتانے کے لیے ہوتا ہے جو ایک مسلمان کی شان نہیں۔

اس لیے کبھی اتفاقیہ طور پر کسی سے ناراضگی ہو ہی جائے تو بھی تین دن کے بعد سلام اور کلام کر لینا چاہیے اور فریقین میں سے جو اس کام میں پہل کرے گی اس کو زیادہ اجر و ثواب ملے گا۔

[1] صحیح البخاری، الادب، باب لیس الواصل بالمکافی، الرقم: ۵۹۹۱
[2] صحیح البخاری، الادب، باب الھجرۃ، الرقم: ۶۰۷۶



⑫ جھوٹے کی ایک پہچان

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ جو بات سنے (بغیر تحقیق کے) لوگوں سے بیان کرنا شروع کردے۔"

تشریح: جان بوجھ کر واقعے کے خلاف بیان کرنا تو جھوٹ ہے ہی، کسی بات کو بغیر تحقیق کے دُوسروں کے سامنے بیان کردینا بھی جھوٹ کے برابر ہے۔ عام طور پر افواہوں سے جو کچھ نقصان دتباہی ہوتی ہے وہ سب کے سامنے ہے، خاص طور پر کسی اختلاف اور لڑائی کے وقت بغیر تحقیق کے باتیں معاملے کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتی ہیں، ایک برادری اور علاقے کی خواتین بغیر تحقیق کیے دُوسری برادری کے خلاف سنی سنائی باتیں دُوسروں تک پہنچا کر اختلاف کو بھڑکاتی ہیں۔ اس حدیث کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنے عمل کو جانچنا چاہیے کہ ہم افواہوں کے پھیلانے میں تو شریک نہیں؟ ایسی عورت جھوٹی ہے، چناں چہ نہ تو افواہوں کو پھیلاؤ نہ کسی دوسرے سے سن کر ان پر یقین کرو۔

اسی طرح کسی آیت یا حدیث کا حوالہ یا اس کا مطلب پوری تحقیق کیے بغیر بیان نہیں کرنا چاہیے، دین کی بات کرتے ہوئے اور مضمون لکھتے ہوئے بھی اس بات کا خاص اہتمام کرنا ضروری ہے کہ کوئی بات بغیر تحقیق بیان نہ کریں ورنہ بیان کرنے والی کو جھوٹا ہی قرار دیا جائے گا۔

ایک دُوسری حدیث شریف میں بغیر تحقیق، حدیث بیان کرنے کی بہت سختی سے ممانعت وارد ہے اور ایسے شخص کے لیے سخت سزا کا حکم ہے، جو بغیر تحقیق حدیث بیان کرے۔

---

[1] صحیح مسلم، مقدمۃ الکتاب، باب النہی عن الحدیث بکل ما سمع، الرقم: ۵



سبق: ۴ ۱۲ چغل خوری

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ”چغل خور جنت میں نہ جائے گا۔“

قرآن کریم وحدیث کی تعلیمات میں آپس کی محبت اور خوش گواری کو بہت اہمیت دی گئی ہے اور ہر ایسی چیز سے روکا گیا ہے جو آپس کے تعلقات کو بگاڑ دے اور آپس میں نفرتیں پیدا کردے، ایسی ہی نفرت پیدا کرنے والی چیز چغل خوری ہے۔

یعنی کسی عورت کی ایسی بات دوسرے تک پہنچانا جس کو سن کر اس سے بدگمانی ہو جائے اور دونوں میں ناراضگی پیدا ہو کر آپس کے تعلقات میں خرابی آجائے، اسی چیز کا نام چغل خوری ہے، اور حدیث شریف میں چغلی کرنے والی کے لیے سخت وعید ہے کہ وہ جنت میں داخل نہ ہوگی۔

گھریلو حالات میں کسی پر اپنی محبت جتانے کے لیے دوسرے کی طرف سے نفرت بٹھانا بھی چغل خوری کے قریب ہے، اس لیے اس رویے سے بچنے کی بہت سخت ضرورت ہے ورنہ آخرت کا عذاب اور جنت سے محرومی تو ہے ہی، دنیا میں بھی ایسی عورت خوش نہیں دیکھی گئی۔

دوسروں کو برا ثابت کرنے والی چند دنوں میں خود ہی بری بن جاتی ہے، گویا جو گڑھا دوسروں کے لیے کھودتی ہے اسی ہی میں خود گر پڑتی ہے، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھیں۔ آمین

[1] صحیح البخاری، الادب، باب ما یکرہ من النمیمۃ، الرقم: ۶۰۵۶



١٣ ظلم کی بُرائی

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی صورت میں ہوگا۔''

ظلم کے لفظی معنی ہیں کسی چیز کو اس کی صحیح جگہ سے ہٹا کر غلط جگہ پر رکھنا، اسی لیے حق دار کا حق نہ دینا ''ظلم'' کہلاتا ہے۔ ہر مؤمن کی جان و مال اور عزّت کی حفاظت مسلمان کا فریضہ ہے، یہ ایک ایسا ضروری حق ہے جو ہر مسلمان دُوسرے پر رکھتا ہے۔ اب جو عورت اس کا حق ادا نہیں کرتی وہ ظالمہ ہے، مثلاً: کوئی عورت دوسری عورت کو بے عزت کرتی ہے، اسے برا بھلا کہتی ہے یا اس کی غیبت کرتی ہے، یہ اس کا حق عظمت ضائع کر رہی ہے، یہی ظلم ہے۔

اسی طرح کوئی عورت دُوسری عورت کی زمین، جائیداد، مکان، دُکان، نقد مال، زیور پر ناحق قبضہ کرتی ہے، تو اس کی ملکیت میں ناحق قبضہ کرکے ظالمہ بنتی ہے۔

اسی طرح کوئی عورت کسی کو ناحق جان سے مار دے یا جسمانی تکلیف دے جس کی وہ مستحق نہیں تھی، تو یہ بھی ظلم ہے، اس قسم کے تمام ظلم قیامت کی اندھیریاں ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''جس نے اپنے بھائی کی بے عزتی کی ہو یا کسی پر ظلم کیا ہو تو اس کو چاہیے کہ آج ہی اس سے پاک ہو جائے، اس دن سے پہلے کہ اس کے پاس دینے کو نہ دینار ہوں گے نہ درہم، ظلم کا بدلہ دینے کے لیے ظلم کے برابر مظلوم کو ظالم کی نیکیاں دلوائی جائیں گی، اور نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی برائیاں ظالم پر لاد دی جائیں گی۔''[2]

[1] صحیح البخاری، المظالم، باب الظلم ظلمات یوم القیامۃ، الرقم: ۲۴۴۷

[2] صحیح البخاری، المظالم، باب من کانت لہ مظلمۃ...، الرقم: ۲۴۴۹



نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ظالم کو اللہ تعالی مہلت دیتا ہے، پھر جب اس کو پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں۔"[1]

دین سے بے خبری کی وجہ سے آج کل ایسا بہت ہو رہا ہے کہ کسی کی زیادتی اور تشدد کا بدلہ اگر اس سے لینے کا موقع نہ ملے تو اس کے گھر والوں یا اس کے قبیلے اور خاندان والوں سے بدلہ لینے کی کوشش کی جاتی ہے، جب کہ وہ اس جرم میں کسی درجے میں بھی شریک نہیں ہوتے، بل کہ بسا اوقات تو انھیں اس جرم کی خبر بھی نہیں ہوتی، یہ بھی ظلم ہے اور ایسا کرنے والی ظالم ہیں، شریعت میں صرف اصل مجرم ہی سے قاعدے کے مطابق بدلہ لینے کی اجازت ہے وہ بھی اتنا ہی بدلہ لے سکتے ہیں جتنا اس نے ظلم کیا ہے، اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی شریعت میں اجازت نہیں۔ بل کہ ظالم کو بھی معاف کرنے کی ترغیب دی ہے۔

۱۰۵ بے حیائی کی برائی

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.[2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تم حیا نہ کرو تو جو چاہو کرو (یعنی جب حیا ہی نہیں تو سب برائیاں برابر ہیں)۔"

حیا ایک ایسی فطری خوبی ہے جو انسان کو بری باتوں اور ناپسندیدہ کاموں سے بچنے کے لیے تیار کرتی ہے اور کسی بھی حق والے کے حق کی ادائیگی میں کمی کرنے سے روکتی ہے۔[3]

شرم و حیا انسان کو بہت سی برائیوں سے بچا لیتی ہے، جیسے کوئی عورت اپنے والد کے سامنے برائی کرتے ہوئے شرماتی ہے، یا اپنی معلمہ کے سامنے ہنسی مذاق سے بچتی ہے، اسی طرح ایک ایمان والی کو اللہ تعالی کے تصور کی بدولت برائی کرتے ہوئے شرم آیا کرتی ہے، یہ ایمان کی علامت بھی ہے اور اس کی محافظ بھی۔

[1] صحیح مسلم، البر، باب تحریم الظلم، الرقم: ۲۵۸۳ [2] صحیح البخاری، احادیث الانبیاء، باب، الرقم: ۳۴۸۳ [3] شرح البخاری لابن بطال، الایمان، باب امور الایمان: ۱/ ۶۳



ایک حدیث شریف میں ہے:

"اس میں شک نہیں کہ حیا اور ایمان دونوں ساتھ رہنے والے ہیں جب ان میں سے ایک اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے۔" [1]

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

"حیا ایمان میں سے ہے اور ایمان جنت میں پہنچانے والا ہے۔" [2]

ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ ایمان کی حفاظت کا ذریعہ اور اس کی علامت "حیا" ہے، اس جذبے کی بدولت انسان بہت سی برائیوں سے بچا رہتا ہے، اور یہ جذبہ ختم ہو جائے تو پھر کوئی برائی، برائی نہیں نظر آتی، اور اس کے لیے ہر برائی کرنا آسان ہے۔

اگر عورت اللہ تعالیٰ کے احسانات کو دیکھے اور اپنے اعمال پر نظر ڈالے تو اسے اللہ تعالیٰ سے بھی حیا آنے لگے گی، اسی طرح یہ تصور کرتی رہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں، وہ مجھ پر ہر طرح قدرت رکھتے ہیں، تو اس سے بھی ایک ایمان والی کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے حجاب ہونے لگتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے حیا کا مطلب یہ ہے کہ اپنی آنکھ، کان اور پیٹ وغیرہ کو ان چیزوں سے بچائے جن سے اللہ تعالیٰ نے اسے روکا ہے۔

نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ نافرمانی کے کاموں میں شرم و حیا کرنی ضروری ہے، البتہ جائز کاموں میں اگر رواجی جھجک و شرم ہو تو اس کا خیال نہ کرنا چاہیے، جیسا کہ صحابیات رضی اللہ عنہن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دینی مسائل پوچھنے میں کوئی تکلف نہیں کرتی تھیں کیوں کہ یہ بات نہ صرف جائز بلکہ ضروری تھی کہ دینی مسائل معلوم کر لیے جائیں، اس لیے وہ اس معاملے میں طبعی یا رواجی شرم کو آڑے نہیں آنے دیتی تھیں۔

[1] جامع لشعب الایمان للبیہقی، باب فی الحیاء بفصولہ، الرقم: ۷۳۳۱ [2] جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی الحیاء، الرقم: ۲۰۰۹

⑫ عورتوں کے لیے باریک لباس پہننے کی ممانعت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَأَعْرَضَ عَنْهَا، وَقَالَ: يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ يَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ. [1]

ترجمہ: ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (میری بہن) اسماء بنت ابی بکر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا: اے اسماء! عورت جب بلوغ کو پہنچ جائے تو درست نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے سوائے چہرے اور ہاتھوں کے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو ایسا باریک کپڑا پہننا جائز نہیں جس سے جسم نظر آئے۔ ہاں چہرہ اور ہاتھوں کا کھلا رہنا جائز ہے، یعنی باقی جسم کی طرح ان کو کپڑے سے چھپانا ضروری نہیں۔ (مظاہر حق) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آنے کے جس واقعہ کا اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے وہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ کیوں کہ اس حکم کے نازل ہونے کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہیں آسکتی تھیں۔ واللہ اعلم

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمن ان کے پاس آئیں اور وہ زیادہ باریک اوڑھنی (دوپٹہ) اوڑھے ہوئے تھیں تو حضرت صدیقہ نے اس کو اتار کے پھاڑ دیا اور موٹے کپڑے کا دوپٹہ اوڑھا دیا۔ ظاہر ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا۔ [2]

---

[1] سنن ابی داود، اللباس، باب فیما تبدی المرأۃ من زینتھا، الرقم: ۴۱۰۴

[2] ماخوذ معارف الحدیث: ۶/ ۲۱۳

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے عمل سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1. جس طرح خود باریک لباس پہننا منع ہے اسی طرح چھوٹی بچیوں کو باریک لباس پہنانا بھی منع ہے۔
2. چھوٹی بچیوں کو بھی بچپن سے دوپٹہ یا اسکارف پہننے کی عادت ڈلوانی چاہیے۔

سبق: ۵ ۱۷ تصویر اور کتّے کی نحوست

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

لَا تَدْخُلُ الْمَلَآئِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ وَلَا صُوْرَۃٌ[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے جس میں کتا اور تصاویر ہوں۔"

سبق: جن گھروں میں تصاویر ہوتی ہیں، رحمت کے فرشتے ان گھروں سے دور رہتے ہیں، اور اس کے نتیجے میں بے برکتی، نااتفاقی اور دشمنیاں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی اُمید رکھنے والی کو چاہیے کہ وہ اپنا گھر ان وباؤں سے محفوظ رکھے اور ان سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرے، اور گھروں میں شوقیہ تصویریں یا تصویروں پر مشتمل بینرز، کیلنڈر وغیرہ نہ سجائے، اور اسی طرح بلاضرورت کتّا نہ پالے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے کھانا تیار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں تصویریں دیکھیں جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے واپس تشریف لے گئے۔"[2]

[1] صحیح البخاری، اللباس، باب التصاویر، رقم: ۵۹۴۹ [2] سنن ابن ماجہ، الأطعمۃ، باب إذا رأی الضیف منکرا رجع، رقم: ۳۳۵۹

⑱ چند بڑے گناہ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اَلْكَبَائِرُ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ.❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کبیرہ گناہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی، اور کسی بے گناہ کو قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا ہیں۔"

تشریح: ❶ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا، کبھی تو زبان سے ہوتا ہے جیسے: عام کافر و مشرک کیا کرتے ہیں، یہ شرک ہے اور کبھی دل سے ہوتا ہے جیسے: کسی نیک کام کو اس لیے کیا کہ واہ واہ ہوگی، یہ ریا اور دکھلاوا ہے، یہ دونوں ہی سخت جرم ہیں، البتہ شرک یعنی کفر (معاذ اللہ) کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائیں گے۔

❷ ماں باپ کی نافرمانی کو بھی اللہ تعالیٰ سخت ناپسند فرماتے ہیں۔ احادیثِ مبارکہ میں اس طرف بار بار توجہ دلائی گئی ہے کہ والدین کا احترام و اکرام کیا جائے، اور ان کی نافرمانی سے پرہیز کیا جائے، دنیاوی ترقی اور رزق کی وسعت میں، والدین کے احترام اور فرماں برداری کو بہت دخل ہے، چوں کہ دنیا میں پرورش کا ذریعہ ماں باپ بنتے ہیں اس لیے ان کی خدمت و فرماں برداری سے اللہ تعالیٰ دنیاوی عیش و مرتبہ زائد فرما دیتے ہیں۔

❸ کسی بے گناہ کو قتل کرنا، ناقابلِ معافی جرم ہے، یہ چیز آخرت کی پکڑ اور جہنم کے عذاب کا سبب تو ہے ہی، دنیا میں بھی بدامنی، بگاڑ اور پریشانی کا بھی بڑا سبب ہے۔

❹ یہی حال جھوٹی گواہی کا ہے، غلط آدمی کو ووٹ دینا اور غلط سرٹیفکیٹ دینا بھی جھوٹی گواہی میں شامل ہیں۔

غور کریں ہم تو کسی گناہ میں مبتلا نہیں اگر ہیں تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور آئندہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کریں۔

❶ صحیح البخاري، الشهادات، باب ما قيل في شهادة الزور، الرقم: ۲۶۵۳



⓳ شوہر کی فرماں برداری

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا."[1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اگر میں کسی کو کسی مخلوق کے لیے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔"

تشریح: انسانوں کے آپس کے تعلقات میں میاں بیوی کے تعلق کی جو خاص نوعیت اور اہمیت ہے اور اس سے جو بڑی مصلحتیں اور فائدے جڑے ہوئے ہیں وہ کسی وضاحت کے محتاج نہیں نیز زندگی کا سکون اور دل کا اطمینان بڑی حد تک اس کی خوش گواری آپس کی محبت اور بھروسے پر موقوف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی کے حقوق اور ذمے داریوں کے بارے میں جو ہدایات دی ہیں ان کا خاص مقصد یہی ہے کہ یہ تعلق میاں بیوی دونوں کے لیے زیادہ سے زیادہ خوش گوار، راحت وسکون کا سبب ہو، دل جڑے رہیں اور جن مقاصد کے لیے یہ تعلق قائم کیا جاتا ہے وہ بہتر طریقے سے پورے ہوں۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وہدایت کا خلاصہ یہ ہے کہ بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کو اپنے لیے سب سے برتر سمجھے، اس کی وفادار اور فرماں بردار رہے، اس کی خیر خواہی اور خوشی میں کمی نہ کرے۔ اپنی دنیا اور آخرت کی بھلائی اس کی خوشی سے وابستہ سمجھے۔ حدیث کا مطلب یہی ہے کہ کسی کے نکاح میں آجانے اور اس کی بیوی بن جانے کے بعد عورت پر اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہو جاتا ہے۔ اسے چاہیے کہ اس کی فرماں برداری خوش نودی میں کوئی کمی نہ کرے۔[2]

---

[1] جامع الترمذي، الرضاع، باب ما جاء في حق الزوج على المرأة، الرقم: 1159 [2] ماخوذ از معارف الحدیث: 6/ 293

میاں بیوی میں الفت کے لیے مولانا محمد حنیف عبد المجید کی مکتبہ بیت العلم ٹرسٹ سے شائع کردہ کتاب "تحفۂ دلہن" کا مطالعہ فرمائیں



۲۰ درود شریف کی فضیلت

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔ ●

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں، ہم ساری عمر بھی ان کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے، نہ ہی ان کا کوئی بدلہ دے سکتے ہیں، ہاں بس حق تعالیٰ شانہ سے درخواست کر سکتے ہیں کہ وہ اپنی رحمتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرماتا رہے۔

یہ کام تو احسان شناسی کا حق ہی تھا، مگر قربان جائیے کہ اس دعا کرنے میں بھی ہمارے لیے مزید اجر و ثواب رکھ دیا گیا، اور اس کام کو ناگواریوں سے حفاظت اور تقویت کا ذریعہ بنا دیا گیا، اس لیے ہم میں سے ہر ایک کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے دُرود شریف بھیجنا چاہیے، لیکن اس میں یہ خیال رہے کہ یہ کام رسمی اور نمائشی طریقے پر نہ ہو۔

● صحیح مسلم، الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد، الرقم: ۴۱۲



مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو جو دعائیں سکھائیں وہ بڑی بابرکت ہیں، ان کے اہتمام سے مسلمان حفاظت میں رہتا ہے اور حقیقت میں یہ وہ دعائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائیں ہیں ہمیں بھی ان مسنون دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے، اس کے اہتمام سے دل میں اطمینان رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موقع کی دعا بتائی اور سکھائی ہے۔ ان مسنون دعاؤں کے پڑھنے میں وقت کم لگتا ہے اور اجر و ثواب کی مقدار بہت زیادہ ہے۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے وقت ان کے پاس سے تشریف لے گئے اور یہ اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھی ہوئی (ذکر میں مشغول تھیں)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز کے بعد تشریف لائے تو یہ اسی حال میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

’’کیا تم اسی حال میں ہو جس پر میں نے چھوڑا تھا؟‘‘ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’میں نے تم سے جدا ہونے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے۔ اگر ان کلمات کو ان سب کے مقابلے میں تولا جائے جو تم نے صبح سے اب تک پڑھا ہے تو وہ کلمے بھاری ہو جائیں۔ وہ کلمے یہ ہیں:

’’سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ‘‘ ❶

’’میں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کی تعداد کے برابر، اس کی رضا، اس کے عرش کے وزن اور اس کے کلمات کے لکھنے کی سیاہی کے برابر اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تعریف بیان کرتا ہوں۔‘‘

❶ صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب: التسبیح اول النہار وعند النوم، الرقم: ۲۷۲۶



"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما کے برابر میں ایک شخص بیٹھے تھے انھیں چھینک آئی تو انھوں نے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ" کہا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما نے ارشاد فرمایا میں بھی کہتا ہوں "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ" لیکن چھینکنے کے وقت ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں سکھایا ہے بل کہ ہمیں یہ سکھایا کہ (چھینک کے وقت) "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ" کہا کریں۔"[1]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھینک آنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہنا سکھایا ہے اسی طرح "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ" کہنے کی بھی تعلیم دی ہے نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما کے اس ارشاد سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص موقعوں کے لیے ذکر یا دعا کے جو مخصوص کلمے تعلیم فرمائے ہیں ان میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہیں کرنا چاہیے اگر چہ معنی کے اعتبار سے مطلب صحیح ہی کیوں نہ ہو۔[2] نیز مسنون دعائیں پڑھتے ہوئے معنی کا دھیان اور تصور کریں۔

سبق ۶: خاص موقعوں پر پڑھے جانے والے مسنون اذکار

۵۰۔ جن کلمات سے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے ان کو "اذکار" کہتے ہیں۔



اونچی جگہ پر چڑھتے ہوئے کہیں

اَللّٰهُ اَکْبَرُ[3]

ترجمہ: "اللہ سب سے بڑا ہے۔"

[1] جامع الترمذي، الادب، باب ما يقول العاطس اذا عطس، الرقم: ٢٧٣٨ [2] ماخوذ از: معارف الحدیث: ٣/٣٦٩ [3] صحيح البخاري، الجهاد، باب التكبير اذا علا شرفا، الرقم: ٢٩٩٣



②

نیچے اترتے ہوئے کہیں

"سُبْحَانَ اللهِ" ①

ترجمہ: "اللہ کی ذات پاک ہے۔"

③

کوئی چیز اچھی لگے تو کہیں

"مَا شَاءَ اللهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ" ②

ترجمہ: "جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، اللہ کی توفیق کے بغیر کسی میں کوئی طاقت نہیں۔"

④

جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ ظاہر کریں تو کہیں

"إِنْ شَآءَ اللهُ" ③

ترجمہ: "اگر اللہ نے چاہا۔"

⑤

کسی کے مرنے کی خبر یا کوئی تکلیف پہنچے یا کوئی چیز گم ہو جائے تو کہیں

"إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ" ④

ترجمہ: "ہم سب اللہ ہی کے ہیں، اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

① صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب التسبیح إذا ہبط وادیا، الرقم: ۲۹۹۳ ② سورۃ الکہف: ۳۹ ③ سورۃ الکہف: ۲۳ ④ سورۃ البقرۃ: ۱۵۶

سبق ۹: یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں — وحدۃ مطالعہ

سبق: ۷ مسنون دعائیں

مسنون دعائیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعائیں مانگیں اور امت کو سکھائیں ان کو "مسنون دعائیں" کہتے ہیں۔

۱

علم میں اضافے کی دعا

"رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا"[1]

ترجمہ: "میرے پروردگار! مجھے علم میں اور ترقی عطا فرما۔"

۲

دودھ پینے کے بعد کی دعا

"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ"[2]

ترجمہ: "اے اللہ! تو اس میں ہمارے لیے برکت عطا فرما اور ہمیں اس سے زیادہ عطا فرما۔"

۳

گھر سے نکلنے کی دعا

"بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ"[3]

ترجمہ: "اللہ کے نام کے ساتھ (میں نکلا)، میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، گناہوں سے بچنے اور نیکیوں پر چلنے کی طاقت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔"

فائدہ: جو گھر سے نکلتے ہوئے یہ دعا مانگے، تو فرشتے اس وقت اس سے کہتے ہیں: تمہارے کام بنا دیے گئے اور تمہاری ہر برائی سے حفاظت کی گئی اور شیطان نامراد ہو کر اس سے دور ہو جاتا ہے۔

[1] سورۂ طٰہٰ: ۱۱۴ [2] سنن ابن ماجہ، الاطعمۃ، باب اللبن، الرقم: ۳۳۲۲ [3] سنن ابی داود، الادب، باب ما یقول الرجل اذا خرج من بیتہ، الرقم: ۵۰۹۵



کپڑے پہننے کی دعا

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ۔"

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میری طاقت اور قوت کے بغیر مجھے یہ عطا فرمایا۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کپڑے پہن کر یہ دعا مانگے تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

نیا کپڑا پہننے کی دعا

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا أُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَأَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ۔"

"تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے کپڑے پہنائے، ان کپڑوں سے میں اپنا ستر چھپاتی ہوں اور اپنی زندگی میں ان سے زینت حاصل کرتی ہوں۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نیا کپڑا پہن کر یہ دعا مانگے، پھر پرانے کپڑے صدقہ کر دے تو زندگی میں اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور امان میں رہے گی اور اس کے گناہوں پر اللہ تعالیٰ پردہ رکھیں گے۔

سنن ابی داود، اللباس، باب ما یقول اذا لبس ثوبا جدیدا، الرقم: ۴۰۲۳ — جامع الترمذی، ... ابواب الدعوات، الرقم: ۳۵۶۰

سبق: ۷ یہ سبق ... میں پڑھائیں



سبق: ۸

٦

دعوت کا کھانا کھانے کے بعد کی دعا

"اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِيْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ." [1]

ترجمہ: "اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا تو اس کو کھلا اور جس نے مجھے پلایا تو اس کو پلا۔"

دعوت کا کھانا کھانے کے بعد ① میزبان کا شکریہ ادا کریں ② کھانے کی تعریف کریں ③ عیب ہرگز نہ نکالیں۔

٧

جب بارش ہونے لگے تو یہ دعا مانگیں

"اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا." [2]

ترجمہ: "اے اللہ اس کو بہت برسنے والا اور نفع بخش بنا۔"

٨

بیمار کی عیادت کی دعا

"لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى." [3]

ترجمہ: "کوئی حرج نہیں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا یہ بیماری تمہارے گناہوں کو ختم کر دے گی۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو مسلمان، مسلمان کی عیادت کے لیے صبح جائے تو شام تک اور اگر شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل بناتے ہیں۔" [4] اگر عیادت کے لیے نہ جا سکیں تو کم از کم فون پر عیادت کر لیں تاکہ بیمار کو تسلی ہو جائے۔

① صحیح مسلم، الاشربة، باب اکرام الضیف وفضل ایثاره، الرقم: ۵۳۶۲
② صحیح البخاری، الاستسقاء، باب ما یقال اذا مطرت، الرقم: ۱۰۳۲
③ صحیح البخاری، المرضی، باب عیادة الاعراب، الرقم: ۵۶۵۶
④ جامع الترمذی، باب ما جاء فی عیادة المریض، الرقم: ۹۶۹



۹

افطار کی دعا

"اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔"[1]

ترجمہ: "اے اللہ! میں نے تیرے لیے ہی روزہ رکھا اور تیرے ہی دیے ہوئے رزق سے افطار کیا۔"

۱۰

اذان کے بعد کی دعا

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلَاۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدًا الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ[2] اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ"[3]

ترجمہ: "اے اللہ! اے اس دعوت کامل اور اس کے نتیجے میں کھڑی ہونے والی نماز کے رب! تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور ان کو اس مقام محمود تک پہنچا دے جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔ بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔"

فائدہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو اذان کے بعد یہ دعا مانگے، وہ قیامت کے دن میری شفاعت کا مستحق ہوگا۔"

[1] سنن ابی داود، الصیام، باب القول عند الافطار، الرقم: ۲۳۵۸

[2] صحیح البخاری، الاذان، باب الدعاء عند النداء، الرقم: ۶۱۴

[3] السنن الکبری للبیہقی، الصلاۃ، باب القول اذا ... ۲۱۰

سبق ۸: یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں — دستخط معلم



سبق: ۹

۱۱

صبح اور شام کی تین مسنون دعائیں

صبح وشام تین مرتبہ یہ دعا مانگیں:

رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا. [1]

ترجمہ: ”میں اللہ کو رب اور اسلام کو دین اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبی ماننے پر راضی ہوں۔“

فضیلت: جو صبح وشام تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھے، اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اس کو (قیامت کے دن) راضی کریں۔

۱۲

صبح وشام تین مرتبہ یہ دعا مانگیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ. [2]

ترجمہ: ”شروع اُس اللہ کے نام سے جس کے نام کی برکت سے آسمان اور زمین میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا اچھی طرح جاننے والا ہے۔“

فضیلت: جو شام کو تین مرتبہ یہ دعا مانگے تو صبح ہونے تک اور صبح تین مرتبہ پڑھے تو شام ہونے تک اسے اچانک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔

[1] جامع الترمذي، الدعوات، باب ما جاء في الدعاء إذا أصبح وإذا أمسى، الرقم: ٣٣٨٩ [2] جامع الترمذي، الدعوات، باب ما جاء في الدعاء إذا أصبح وإذا أمسى، الرقم: ٣٣٨٨

فجر اور مغرب کی نماز کے بعد سات مرتبہ یہ دعا مانگیں:

"اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ" [1]

ترجمہ: "اے اللہ! مجھے جہنم سے بچا لیجیے۔"

جو مغرب کی نماز کے بعد بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ یہ دعا مانگے پھر اس کا اس رات میں اگر انتقال ہو جائے تو جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گی اور اگر فجر کے بعد بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ یہ دعا مانگے پھر اس دن میں اگر انتقال ہو جائے تو جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گی۔

مجلس سے اٹھنے کی دعا

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ" [2]

"اے اللہ! میں تیری پاکی بیان کرتی ہوں اور تیری تعریف کرتی ہوں۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے مغفرت مانگتی ہوں اور توبہ کرتی ہوں۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر مبارک کے آخری زمانے میں یہ معمول تھا کہ مجلس کے ختم پر یہ دعا مانگتے۔ ایک شخص نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! آج کل آپ کا ایک دعا پڑھنے کا معمول ہے جو پہلے نہیں تھا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"یہ دعا مجلس (کی لغزشوں) کا کفارہ ہے۔"

[1] سنن ابی داود، الادب، باب ما یقول اذا اصبح، الرقم: ۵۰۸۰
[2] سنن ابی داود، الادب، باب فی کفارة المجلس، الرقم: ۴۸۵۹

سبق ۹: یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں۔ دستخط معلمہ



سبق: ۱۰

⑩

مصیبت زدہ کو دیکھ کر آہستہ سے یہ دعا مانگیں

”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا“ ❶

ترجمہ: ”سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے اس حال سے بچایا جس میں تمہیں مبتلا کیا اور اس نے اپنی بہت سی مخلوق پر مجھے فضیلت دی۔“

.... جو مصیبت زدہ کو دیکھ کر آہستہ سے یہ دعا مانگے تو اس مصیبت سے زندگی بھر محفوظ رہے گی چاہے وہ مصیبت کیسی ہی ہو۔

⑪

قرض اور پریشانی سے نجات کے لیے دعا

”اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ“ ❷

ترجمہ: ”اے اللہ! میں فکر و غم سے آپ کی پناہ مانگتی ہوں اور میں بے بسی اور سستی سے آپ کی پناہ مانگتی ہوں اور میں بزدلی اور کنجوسی سے آپ کی پناہ مانگتی ہوں اور میں قرض کے بوجھ میں رہنے سے اور لوگوں کے میرے اوپر دباؤ سے آپ کی پناہ مانگتی ہوں۔“

❶ جامع الترمذي، الدعوات، باب ما يقول إذا رأى مبتلى، الرقم: ٣٤٣٢ ❷ سنن أبي داود، الزكاة، باب في الاستعاذة، الرقم: ١٥٥٥

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو آپ کی نظر ایک انصاری پر پڑی جن کا نام حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ابوامامہ! کیا بات ہے میں تمہیں نماز کے وقت کے علاوہ مسجد میں (الگ تھلگ) بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں؟"

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا! "اے اللہ کے رسول! مجھے غموں اور قرضوں نے گھیر رکھا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کیا میں تمہیں ایک دعا نہ سکھاؤں جب تم اس کو کہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے غم دور کردیں گے اور تمہارا قرض اتروادیں گے؟"

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! ضرور سکھائیں"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"صبح وشام (مندرجہ بالا) دعا مانگ لیا کرو۔"

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے صبح وشام یہ دعا مانگنا شروع کردی، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے غم دور کردیے اور میرا سارا قرضہ بھی ادا کردیا۔"

اخلاق وآداب

سنت پر عمل کرنا

انسان کی سب سے بڑی خوش نصیبی یہ ہے کہ وہ اپنی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق گزارے، جو عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ سنت کے مطابق اپنی پوری زندگی گزارنے کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جنت میں ہمیں ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا نصیب ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من احیا سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ ■

"جس نے میری سنت کو زندہ کیا (یعنی اس پر عمل کیا اور لوگوں میں اس کو رائج کیا) اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔"

تمام صحابیات رضی اللہ عنہن اللہ تعالیٰ کی نیک بندیاں تھیں۔ اس لیے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت پر پابندی سے عمل کیا کرتی تھیں، کسی بھی حال میں کسی بھی سنت کو چھوڑنا انھیں ہرگز گوارہ نہیں تھا۔

ہمیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک سنت پر عمل کرنا چاہیے۔ سوتے جاگتے، کھاتے پیتے، چلتے پھرتے، شادی بیاہ، ہر وقت، ہر کام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کا پورا خیال رکھنا چاہیے۔

■ جامع الترمذی، العلم، باب ما جاء فی الاخذ بالسنۃ..... الرقم: ۲۶۷۸

سبق: ۱ کھانے کے آداب

1. دسترخوان بچھانا۔[1]
2. کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا۔[2]
3. کھانا شروع کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھنا۔[3]

"بِسْمِ اللّٰهِ وَبَرَكَةِ اللّٰهِ۔"

ترجمہ: "میں اللہ کے نام اور اللہ کی برکت سے (کھانا شروع کرتی ہوں)۔"

کھانے کے شروع میں دعا پڑھنا بھول جائیں تو یہ دعا پڑھیں:

"بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ"

ترجمہ: "میں کھانے کے شروع اور آخر میں اللہ کا نام لے کر کھاتی ہوں۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھا، اس نے کھانے کے شروع میں "بِسْمِ اللّٰهِ" نہیں پڑھی، جب آخری لقمہ کھانے لگا تو اس نے "بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ" پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا:

"شیطان اس کے ساتھ کھانا کھاتا رہا، جب اس نے "بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ" پڑھا تو شیطان نے جو کچھ کھایا تھا سب اُگل دیا۔"[4]

- سنت طریقے کے مطابق ایک زانو یا دو زانو بیٹھنا۔[5]

---

[1] صحیح البخاری، الاطعمة، باب الخبز المرقق...، الرقم: ۵۳۸۶
[2] شمائل الترمذی، باب ما جاء فی صفة وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند الطعام، ص: ۱۲
[3] المستدرک للحاکم، الاطعمة ۴/۲۰۹، الرقم: ۷۰۹۳
[4] سنن ابی داؤد، الاطعمة، باب التسمیة علی الطعام، الرقم: ۳۷۶۸
[5] فتح الباری، الاطعمة، باب الاکل متکئا ۹/۶۷۶، الرقم: ۵۳۹۹



۵. سیدھے ہاتھ سے کھانا۔[1]

۶. اپنے سامنے سے کھانا۔[2]

۷. تین انگلیوں سے کھانا۔[3]

۸. اگر لقمہ گر جائے تو اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا۔[4]

۹. پلیٹ کو انگلی سے چاٹ کر صاف کرنا، پلیٹ میں کھانا نہ بچانا، انگلیوں کو چاٹ کر صاف کرنا۔[5]

۱۰. ٹیک لگا کر نہ کھانا۔[6]

۱۱. کھانے میں عیب نہ نکالنا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے میں عیب نہیں نکالتے، پسند آتا تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے تھے۔[7]

۱۲. بہت زیادہ گرم نہ کھانا۔[8]

۱۳. کھانے کے بعد ہاتھ دھونا، کلی کرنا۔[9]

۱۴. کھانے کے بعد یہ دعا پڑھیں۔[10]

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ"

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔"

۱۵. سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا، پینا مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے جائز نہیں۔[11]

---

1. صحیح البخاری، الاطعمة، باب التسمیة علی الطعام والاکل بالیمین، الرقم: ۵۳۷۶
2. صحیح البخاری، الاطعمة، باب التسمیة علی الطعام...، الرقم: ۵۳۷۶
3. صحیح مسلم، الاشربة، باب استحباب لعق الاصابع...، الرقم: ۵۲۹۷
4. صحیح مسلم، الاشربة، باب استحباب لعق الاصابع...، الرقم: ۵۳۰۱
5. صحیح مسلم، الاشربة، باب استحباب لعق الاصابع...، الرقم: ۵۳۰۰
6. صحیح البخاری، الاطعمة، باب الاکل متکئا، الرقم: ۵۳۹۸
7. صحیح البخاری، الاطعمة، باب ما عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طعاما، الرقم: ۵۴۰۹
8. صحیح الادب المفرد، الاطعمة، باب الطعام الحار ۵/ ۷، الرقم: ۷۸۸۳
9. سنن ابی داؤد، الاطعمة، باب فی غسل الید قبل الطعام، الرقم: ۳۷۶۱
10. سنن ابی داؤد، الاطعمة، باب ما یقول الرجل اذا طعم، الرقم: ۳۸۵۰
11. صحیح البخاری، اللباس، باب افتراش الحریر، الرقم: ۵۸۳۷

پینے کے آداب

- سیدھے ہاتھ سے پینا۔[1]
- بیٹھ کر پینا۔[2]
- دیکھ کر پینا۔[3]
- "بِسْمِ اللّٰہِ" پڑھ کر پینا۔[4]
- تین سانس میں پانی پینا اور سانس لیتے وقت برتن کو منہ سے الگ کرنا، برتن میں سانس نہ لینا۔[5]
- پینے کے بعد "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہنا۔[6]
- برتن کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے پانی نہ پینا۔[7]
- جس برتن سے زیادہ پانی آجانے کا اندیشہ ہو یا جس برتن کے اندر کا حال معلوم نہ ہو کہ اس میں شاید کوئی کیڑا، کانٹا وغیرہ ہو تو ایسے برتن سے منہ لگا کر پانی نہ پینا۔[8]
- کسی مجلس میں پانی دیتے وقت اپنی دائیں جانب سے پانی دینا شروع کریں۔[9]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا جس میں پانی ملا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف ایک دیہاتی تھا اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ پی کر دیہاتی کو پینے کے لیے دیا اور ارشاد فرمایا:

"دائیں طرف والا زیادہ حق رکھتا ہے۔"[10]

- صحیح مسلم، الاشربۃ، باب آداب الطعام والشراب ...، الرقم: ٥٢٦٥
- صحیح البخاری، الاشربۃ، باب الشرب من فم السقاء، الرقم: ٥٦٢٧
- جامع الترمذی، الاشربۃ، باب ما جاء فی التنفس فی الاناء، الرقم: ١٨٨٥
- صحیح مسلم، الاشربۃ، باب کراھۃ التنفس فی نفس الاناء، الرقم: ٥٢٨٧
- جامع الترمذی، الاشربۃ، باب ما جاء فی التنفس فی الاناء، الرقم: ١٨٨٥
- صحیح البخاری، الاشربۃ، باب الشرب من فم السقاء، الرقم: ٥٦٢٧
- سنن ابی داود، الاشربۃ، باب فی الساقی متی یشرب، الرقم: ٣٧٢٦
- صحیح مسلم، الاشربۃ، باب فی الشرب قائما، الرقم: ٥٢٧٥
- صحیح البخاری، الاشربۃ، باب الشرب من فم السقاء، الرقم: ٢٠١٠
- صحیح البخاری، الاشربۃ، باب النھی عن التنفس فی الاناء، الرقم: ٥٦٣٠
- سنن ابی داود، الاشربۃ، باب فی الشرب من ثلمۃ القدح، الرقم: ٣٧٢٢
- صحیح البخاری، الاطعمۃ، باب الاکل متکئا، الرقم: ٥٣٩٨



سونے کے آداب

① عشا کی نماز کے بعد جلدی سوئیں، فضول باہر نہ پھریں اور نہ ہی فضول باتیں کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشا سے پہلے سونا ناپسند کرتے تھے اور عشا کے بعد فضول باتیں کرنا ناپسند کرتے تھے۔[1]

② سونے سے پہلے آگ (چولہا وغیرہ) بند کرنا۔[2]

③ گھر کے دروازے بند کرنا، برتنوں کو اور کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھکنا۔[3]

④ باوضو سونا۔[4] ⑤ تین مرتبہ بستر جھاڑ کر سونا۔[5] ⑥ تین سلائی سرمہ لگانا۔[6]

⑦ جو بستر پر لیٹ کر تین مرتبہ "أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ" پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں اگر چہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔"[7]

⑧ تسبیحاتِ فاطمہ (سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ مرتبہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ مرتبہ اور اَللّٰهُ أَكْبَرُ ۳۴ مرتبہ) پڑھنا۔[8]

⑨ تینوں قُلْ (سُوْرَةُ الْإِخْلَاصِ، سُوْرَةُ الْفَلَقِ اور سُوْرَةُ النَّاسِ) تین تین مرتبہ پڑھنا۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب لیٹنے لگتے تو دونوں ہاتھوں کو ملاتے، سُوْرَةُ الْإِخْلَاصِ، سُوْرَةُ الْفَلَقِ اور سُوْرَةُ النَّاسِ پڑھ کر اپنے ہاتھوں میں پھونکتے اور اپنے پورے جسم پر جہاں تک ممکن ہوتا ہاتھ پھیرتے، پہلے سر پر، پھر اپنے چہرے پر، پھر جسم پر پھیرتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ اس طرح کرتے۔"[9]

⑩ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدھی کروٹ لیٹ کر سیدھا ہاتھ گال کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيٰى۔"[10]

ترجمہ: "اے اللہ! تیرے ہی نام سے مرتا اور جیتا ہوں۔"

① جامع الترمذی، الصلاۃ، باب ما جاء فی کراہیۃ النوم قبل العشاء والسمر بعدھا، الرقم: ۱۶۸
② صحیح البخاری، الاستئذان، باب لا تترک النار فی البیت عند النوم، الرقم: ۶۲۹۳
③ صحیح البخاری، الاستئذان، باب غلق الابواب باللیل، الرقم: ۶۲۹۶
④ سنن ابی داؤد، الادب، باب فی النوم علی طہارۃ، الرقم: ۵۰۴۲
⑤ صحیح البخاری، التوحید، باب السؤال باسماء اللہ تعالیٰ ۔۔۔، الرقم: ۷۳۹۳
⑥ شمائل الترمذی، باب ما جاء فی کحل، ص: ۴۲
⑦ جامع الترمذی، الدعوات، باب منہ دعاء استغفر اللہ ۔۔۔، الرقم: ۳۳۹۷
⑧ صحیح البخاری، الدعوات، باب التکبیر والتسبیح عند المنام، الرقم: ۶۳۱۸
⑨ جامع الترمذی، الدعوات، باب ما جاء فی من یقرأ من القرآن عند المنام، الرقم: ۳۴۰۲
⑩ صحیح البخاری، الدعوات، باب وضع الید الیمنی تحت الخد الیمنی، الرقم: ۶۳۱۴

۱۱. پیٹ کے بل اُلٹا نہ لیٹنا۔[1]

۱۲. نیند سے اٹھتے ہی دونوں ہاتھوں سے چہرے اور آنکھوں کو ملنا۔[2]

۱۳. سو کر اٹھنے کے بعد کی دعا پڑھنا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔

"تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں موت دینے کے بعد زندگی دی اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"[3]

۱۴. سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کرنا۔[4]

سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کی نگرانی پر مجھے مقرر کیا تھا۔ ایک شخص (رات کو) آیا اور دونوں ہاتھ بھر کر غلہ لینے لگا۔

میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: "میں تجھے ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا۔"

اس نے کہا: "میں ایک محتاج ہوں میرے اوپر میرے اہل وعیال کا بوجھ ہے اور میں سخت ضرورت مند ہوں۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے اسے چھوڑ دیا۔"

جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

"ابو ہریرہ! تمہارے قیدی نے کل رات کیا کیا؟" (اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس واقعہ کی خبر دے دی تھی)

میں نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! اس نے اپنی شدید ضرورت اور اہل وعیال کے بوجھ کی شکایت کی اس لیے مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔"

---

[1] جامع الترمذی، الادب، باب ما جاء فی کراھیۃ الاضطجاع علی البطن، الرقم: ۲۷۶۸

[2] صحیح البخاری، الوضوء، باب قراءۃ القرآن بعد الحدث وغیرہ، الرقم: ۱۸۳

[3] صحیح البخاری، الدعوات، باب ما یقول اذا اصبح، الرقم: ۶۳۲۴

[4] سنن ابی داؤد، الطھارۃ، باب السواک لمن قام باللیل، الرقم: ۵۷



آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خبردار رہنا! اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے، وہ دوبارہ آئے گا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے یقین ہوگیا کہ وہ دوبارہ آئے گا۔"

چناں چہ میں (رات کو) اس کی تاک میں لگا رہا۔ (یہاں تک کہ وہ رات کو دوبارہ آیا) اور اپنے دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنا شروع کر دیا۔

میں نے اسے پکڑ کر کہا: "میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ضرور لے جاؤں گا۔"

اس نے کہا: "مجھے چھوڑ دو میں ضرورت مند ہوں میرے اوپر بال بچوں کا بوجھ ہے میں اب دوبارہ نہیں آؤں گا۔" مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پھر فرمایا: "ابوہریرہ! تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟"

میں نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! اس نے اپنی شدید ضرورت، اور اہل وعیال کے بوجھ کی شکایت کی اس لیے مجھے اس پر پھر رحم آ گیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہوشیار رہنا اس نے جھوٹ بولا ہے، وہ پھر آئے گا۔"

چناں چہ میں رات کو پھر اس کی تاک میں رہا۔ (یہاں تک کہ وہ رات کو پھر آ گیا) اور دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنے لگا۔

میں نے اسے پکڑ کر کہا: "میں تجھے ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا۔ یہ تیسرا اور آخری موقع ہے، تو نے کہا تھا: آئندہ نہیں آؤں گا، مگر تو پھر آ گیا۔"

اس نے کہا: "مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں گا کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے تمہیں نفع پہنچائیں گے۔"

میں نے کہا: "وہ کلمات کیا ہیں؟"

اس نے کہا: "جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو "آیت الکرسی" پڑھ لیا کرو۔ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حفاظت کرنے والا مقرر رہے گا اور صبح تک کوئی شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا۔"

صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟"

میں نے عرض کیا: "اس نے کہا تھا وہ مجھے چند ایسے کلمات سکھائے گا جن کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع پہنچائیں گے تو میں نے اس مرتبہ بھی اسے چھوڑ دیا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "وہ کلمات کیا تھے؟"

میں نے کہا: "وہ یہ کہہ کر گیا، جب تم اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو "آیت الکرسی" پڑھ لیا کرو۔ تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حفاظت کرنے والا مقرر رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا۔"

چوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خیر کے کاموں پر بہت زیادہ حریص تھے۔ (اس لیے آخری مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خیر کی بات سن کر اُسے چھوڑ دیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"غور سے سنو اگرچہ وہ جھوٹا ہے لیکن تم سے سچ بول گیا۔ ابو ہریرہ! تم جانتے ہو کہ تم تین راتوں سے کس سے باتیں کر رہے تھے؟" میں نے کہا: "نہیں۔"

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وہ شیطان تھا (جو اس طرح مکر و فریب سے صدقات کے مال میں کمی کرنے آیا تھا)۔"[1]

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ شیطان نے یوں کہا:

"تم اپنے گھر میں آیت الکرسی پڑھا کرو، تمہارے پاس کوئی شیطان جن وغیرہ نہیں آسکے گا۔"[2]

[1] صحیح البخاری، الوکالۃ، باب اذا وکل رجل فترک الوکیل شیئا۔۔۔، الرقم: ۲۳۱۱ [2] جامع الترمذی، فضائل القرآن، باب ما جاء فی ابی ایوب ... الرقم: ۲۸۸۰

سبق ۱: یہ سبق ... میں پڑھائیں



سبق: ۲ گھر کے آداب

① گھر میں داخل ہوتے وقت دروازہ کھٹکھٹا کر اس طرح داخل ہوں کہ گھر والوں کو معلوم ہو جائے۔[1]

② جب گھر میں داخل ہونے لگیں تو پہلے سیدھا پاؤں گھر میں رکھیں۔[2]

③ گھر میں داخل ہو کر "بِسْمِ اللّٰهِ" پڑھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر میں داخل ہونے اور کھانے کے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے: یہاں تمہارے لیے نہ رات ٹھہرنے کی جگہ ہے اور نہ رات کا کھانا ہے۔ اور اگر آدمی گھر میں داخل ہو کر اللہ کا ذکر نہ کرے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے: "یہاں تمہیں رات ٹھہرنے کی جگہ مل گئی" اور جب (آدمی) کھانے کے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے: یہاں تمہیں رات ٹھہرنے کی جگہ اور کھانا بھی مل گیا۔"[3]

④ گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کریں، اس سے گھر میں برکت ہوگی۔[4]

⑤ گھر میں داخل ہوتے وقت اور گھر سے نکلتے وقت دروازہ آہستہ سے بند کریں۔

⑥ والدین اور گھر میں جو بڑے ہوں اُن کا ادب کریں اور ان کا کہنا مانیں۔

⑦ بہن بھائی، بھابھی، دیورانی، جٹھانیوں، نند اور ساس وغیرہ کے ساتھ محبت سے مل جل کر رہیں، آپس میں لڑائی جھگڑا ہرگز نہ کریں۔

---

[1] الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، ۱۲/۲۰۹، النور: ۲۷
[2] صحیح البخاری، الصلاة، باب التیمن فی دخول المسجد وغیرہ، الرقم: ۴۲۶
[3] صحیح مسلم، الاشربۃ، باب آداب الطعام والشراب واحکامھما، الرقم: ۵۲۶۲
[4] جامع الترمذی، الاستئذان، باب ما جاء فی التسلیم اذا دخل بیتہ، الرقم: ۲۶۹۸

۸. پڑوسیوں کا خیال رکھیں، انھیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائیں۔

۹. گھر کے کام خود کریں۔

"حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر کے کام کاج خود کرتی تھیں، خود چکی پیستیں، چکی پیستے پیستے ان کے ہاتھوں پر نشان پڑ گئے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خادم لینے کے لیے تشریف لے گئیں اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں تھے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کو اپنے آنے کی وجہ بتائی، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا کے آنے کی اطلاع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم سونے کے لیے لیٹ چکے تھے۔ میں آپ کے استقبال میں کھڑا ہونے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لیٹے رہو اور آپ ہمارے درمیان آ کر بیٹھ گئے، یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کیا میں تمہیں اس سے بہتر تحفہ نہ دوں جو تمہارے لیے خادم سے کہیں بہتر ہو؟

جب تم سونے کے لیے بستر پر لیٹو تو ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر پڑھ لیا کرو یہ تمہارے لیے خادم سے بہت بہتر ہے۔"[1]

۱۰. گھر میں کسی بھی جان دار کی تصویر نہ لائیں اور نہ ہی دیواروں پر لٹکائیں۔[2]

۱۱. جب گھر سے باہر نکلنے لگیں تو گھر والوں کو سلام کر کے باہر نکلیں۔[3]

۱۲. گھر سے نکلتے وقت پہلے الٹا پاؤں گھر سے باہر رکھیں۔

۱۳. گھر سے نکلنے کی دعا پڑھ کر نکلیں۔[4] دیکھیے صفحہ نمبر 157

---

[1] صحیح البخاری، فضائل اصحاب النبی، باب مناقب علی ....، الرقم: ۳۷۰۵

[2] صحیح البخاری، اللباس، باب التصاویر، الرقم: ۵۹۴۹

[3] مصنف عبد الرزاق ۱۰/۳۸۹، ۱۹۳۵۰

[4] سنن ابی داود، الادب، باب ما یقول اذا خرج من بیتہ، الرقم: ۵۰۹۵



چھینک اور جمائی کے آداب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتے ہیں اور جمائی کو پسند نہیں کرتے کیوں کہ جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔''[1]

چھینک کے آداب:

1. جب چھینک آئے تو ہاتھ یا کپڑے سے منہ کو ڈھانکیں اور چھینک کی آواز دبالیں۔[2]
2. جب چھینک آئے تو ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' کہیں۔[3]
3. چھینکنے والی عورت ہو تو ''یَرْحَمُكِ اللّٰهُ'' اور اگر مرد ہو تو ''یَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' (یعنی اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے) کہیں۔[4]
4. چھینکنے والی جواب میں یہ دعا دے: یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ[5]
   "اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حال کو اچھا کرے۔"
5. اگر کسی کو زکام کی وجہ سے بار بار چھینک آئے تو ہر مرتبہ ''یَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' کہنا ضروری نہیں۔[6]

جمائی کے آداب:

1. جہاں تک ہو سکے جمائی روکنے کی کوشش کریں۔[7]
2. جب جمائی آئے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھیں۔[8]
3. جمائی لیتے وقت آواز نہ نکالیں کیوں کہ شیطان اس سے ہنستا ہے۔[9]

---

1. صحیح البخاری، الادب، باب ما یستحب من العطاس وما یکرہ من التثاؤب، الرقم: ۶۲۲۳
2. جامع الترمذی، الادب، باب ما جاء فی خفض الصوت وتخمیر الوجہ...، الرقم: ۲۷۴۵
3. صحیح البخاری، الادب، باب اذا عطس کیف یشمت، الرقم: ۶۲۲۴
4. صحیح البخاری، الادب، باب اذا عطس کیف یشمت، الرقم: ۶۲۲۴
5. جامع الترمذی، الادب، باب ما جاء کم یشمت العاطس، الرقم: ۲۷۴۴
6. صحیح البخاری، الادب، باب اذا تثاءب فلیضع یدہ علی فیہ، الرقم: ۶۲۲۶
7. جامع الترمذی، الادب، باب ما جاء ان اللہ یحب العطاس ویکرہ التثاؤب، الرقم: ۲۷۴۶
8. صحیح البخاری، الادب، باب ما یستحب من العطاس وما یکرہ من التثاؤب، الرقم: ۶۲۲۳
9. ایضاً

سلام

جب مسلمان آپس میں ملتے ہیں تو ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں، ملاقات کے وقت سلام کرنا اسلامی طریقہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کو عام کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم ایمان نہ لاؤ اور تم اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم آپس میں محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو، سلام کو آپس میں پھیلاؤ۔"[1]

سلام کرنے میں پہل کرنی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إن أولى الناس بالله من بدأهم بالسلام"[2]

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو سلام کرنے میں پہل کرے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے پوچھا: "اسلام میں کون سا عمل بہتر ہے؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کھانا کھلاؤ اور تم (ہر مسلمان کو) سلام کرو، چاہے اسے پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو۔"[3]

بات شروع کرنے سے پہلے سلام کریں اسی طرح فون یا موبائل پر بات کرنے سے پہلے سلام کرنا چاہیے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ"[4]

ترجمہ: "بات کرنے سے پہلے سلام کرو۔"

---

[1] سنن ابی داود، الادب، باب السلام، باب افشاء السلام، الرقم: ۵۱۹۳

[2] سنن ابی داود، الادب، باب فی فضل من بدأ بالسلام، الرقم: ۵۱۹۷

[3] سنن ابی داود، الادب، باب افشاء السلام، الرقم: ۵۱۹۴

[4] جامع الترمذی، الاستئذان، باب ما جاء فی السلام قبل الکلام، الرقم: ۲۶۹۹

سلام کے آداب

1. "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ" کہہ کر پورا سلام کریں اور سلام کے الفاظ صحیح ادا کریں۔
2. سلام کے جواب میں "وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ" کہیں۔
3. کوئی کسی کا سلام پہنچائے تو جواب میں "عَلَیْکَ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ" کہیں۔[1]
4. گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کریں، اس سے گھر میں برکت ہوتی ہے۔[2]
5. اسی طرح گھر سے نکلتے ہوئے یا کسی سے ملاقات ہو تو پہلے سلام کرنا چاہیے۔
6. بچوں کو سلام کریں۔[3]
7. چھوٹے بڑوں کو سلام کریں، جو سواری پر ہو وہ پیدل چلنے والے کو سلام کرے، چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو سلام کرے۔[4]
8. اگر کئی خواتین ساتھ ہوں اور ان میں سے ایک نے سلام کر دیا تو سب کی طرف سے سلام ہو گیا، اسی طرح پوری مجلس میں سے کسی ایک نے جواب دے دیا تو وہ بھی سب کی طرف سے جواب ہو گیا۔[5]
9. اگر کچھ لوگ سو رہے ہوں تو آہستہ آواز میں سلام کریں۔[6]
10. غیر مسلموں کو سلام کرنا جائز نہیں، بوقتِ ضرورت ان کو سلام کرتے وقت کہیں:

"اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی"[7]

11. غیر مسلم عورت سلام کرے تو جواب میں صرف "وَعَلَیْکُمْ" کہیں۔[8]
12. عورتیں نامحرم مردوں کو سلام نہ کریں۔

[1] سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في الرجل يقول فلان يقرئك السلام، الرقم: 5231 — [2] جامع الترمذي، أبواب الاستئذان، باب ما جاء في التسليم...، الرقم: 2698 — رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء: 6/413
[3] صحيح مسلم، كتاب السلام، باب استحباب السلام على الصبيان، الرقم: 5665 — [4] صحيح مسلم، كتاب السلام، باب يسلم الراكب على الماشي...، الرقم: 5636 — [5] شعب الإيمان للبيهقي، الرقم: 9399
[6] جامع الترمذي، الاستئذان، باب كيف السلام، الرقم: 2719 — [7] (الف) سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في السلام على أهل الذمة، الرقم: 5205
(ب) صحيح البخاري، الاستئذان، باب كيف يكتب الكتاب...، الرقم: 6260 — [8] سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في السلام على أهل الذمة، الرقم: 5206

سبق: 2 — یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں — دستخط معلمہ

سبق: ۳ مصافحے کے آداب

❶ کسی مسلمان عورت سے ملاقات ہو تو سلام اور مصافحہ کرنا چاہیے۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب دو مسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور سلام کرتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔"[2]

❷ مصافحہ دونوں ہاتھ سے کرنا چاہیے۔[3]

❸ مصافحہ کرتے وقت پورا ہاتھ ملائیں، صرف انگلیاں ملانا درست نہیں۔

❹ مصافحہ خالی ہاتھ کے ساتھ کرنا سنت ہے یعنی مصافحہ کرتے وقت ہاتھ میں کوئی چیز کپڑا وغیرہ درمیان میں نہ ہو۔

❺ ہاتھ چھوڑنے میں خود پہل نہ کریں۔

❻ جب کسی کے ہاتھ میں کوئی چیز ہو جس کے خالی کرنے میں اسے تکلیف ہو یا وہ جلدی میں ہو تو صرف سلام کریں، مصافحہ نہ کریں۔

❼ مصافحہ کے بعد ہاتھوں کا چومنا اور سینے پر پھیرنا سنت کے خلاف ہے۔

❽ نامحرم مردوں اور غیر محرم رشتے داروں سے ہرگز مصافحہ نہ کریں۔

زبان کی حفاظت

زبان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

زبان کا شکر یہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق استعمال کیا جائے۔ اس لیے زبان سے صرف وہ بات کریں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور ایسی بات نہ کریں جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں۔

---

❶ جامع الترمذی، ابواب الاستئذان، باب ما جاء فی المصافحة، رقم: ۲۷۳۰ ❷ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی المصافحة، رقم: ۵۲۱۲

❸ (الف) صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب المصافحة، رقم: ۶۲۶۵ (ب) رد المحتار، کتاب الحظر والاباحة، ۹/ ۶۲۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بندہ کبھی کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ مشرق اور مغرب کے درمیانی فاصلہ سے بھی زیادہ دور دوزخ میں جا گرتا ہے۔"[1]

زبان جسم کا ایک چھوٹا حصہ ہے مگر اسی پر اس کے اچھے اور برے اعمال کا دارومدار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔"[2]

اس لیے ہمیں چاہیے کہ اپنی زبان کی اچھی طرح حفاظت کریں اور خوب سوچ سمجھ کر بات کریں۔

بات کرنے کے آداب

1. ہمیشہ سچ بولیں، سچ بولنے میں کبھی نہ گھبرائیں، چاہے کتنا ہی بڑا نقصان نظر آئے۔[3]
2. جھوٹ ہرگز نہ بولیں اور نہ ہی جھوٹا وعدہ کریں۔[4]
3. ضرورت کے وقت بات کریں، بے کار بات ہرگز نہ کریں جس سے نہ دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ فضول کاموں اور فضول باتوں کو چھوڑ دے۔"[5]

4. بغیر تحقیق کیے سنی سنائی باتیں نہ کریں کیوں کہ اکثر ایسی باتیں غلط ہوتی ہیں، اور نہ ہی ہر ایک کی بات سن کر بغیر تحقیق کیے کوئی عملی قدم اٹھائیں، تاکہ بعد میں اس کام پر پچھتاوا اور افسوس نہ ہو۔[6]
5. بات صاف اور ٹھہر ٹھہر کر کریں۔
6. نرمی کے ساتھ بات کریں۔ ہمیشہ درمیانی آواز میں بولیں، نہ اتنا آہستہ بولیں کہ سننے والا سن ہی نہ سکے، نہ اتنی بلند آواز سے بولیں کہ سننے والا بوجھ محسوس کرے۔
7. مختصر اور بامقصد گفتگو کریں اس لیے کہ لمبی بات سننے سے سننے والا اُکتا جاتا ہے۔

[1] صحیح مسلم، الزہد، باب حفظ اللسان، الرقم: ۷۴۸۲ [2] مسند الامام احمد، ۵: ۲۵۹، الرقم: ۲۲۳۲۰ [3] جامع الترمذی، البر والصلۃ، باب ما جاء فی الصدق والکذب، الرقم: ۱۹۷۱
[4] صحیح مسلم، الایمان، باب خصال المنافق، الرقم: ۲۱۱ [5] جامع الترمذی، الزہد، باب حدیث من حسن ...، الرقم: ۲۳۱۷ [6] سورۃ الحجرات: ۶

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے جسے ہر ایک سننے والا اچھی طرح سمجھ لیتا۔ [1]

۸ اگر کوئی آپ سے نامناسب بات کہہ دے تو معاف کر دیں اور جواب میں کچھ نہ کہیں۔

حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ کسی بات پر مجھ میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں کچھ بات بڑھ گئی اور انہوں نے مجھے کوئی سخت لفظ کہہ دیا جو مجھے ناگوار گزرا۔ فوراً ان کو خیال ہوا، مجھ سے فرمایا کہ "آپ بھی مجھے کہہ دو تاکہ بدلہ ہو جائے۔" میں نے بدلے میں کہنے سے انکار کیا تو انہوں نے فرمایا: "یا آپ کہہ لو ورنہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر عرض کروں گا۔"

میں نے اس پر بھی جوابی لفظ کہنے سے انکار کیا۔ وہ تو اٹھ کر چلے گئے۔ میرے قبیلے بنو اسلم کے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے: "یہ بھی اچھی بات ہے کہ خود ہی تو زیادتی کی اور خود ہی الٹی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کریں۔"

میں نے کہا: "تم جانتے بھی ہو کہ یہ کون ہیں؟ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اگر یہ ناراض ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کے لاڈلے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اور ان کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں گے تو ربیعہ (رضی اللہ عنہ) کی ہلاکت میں کیا شک ہے۔"

اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور قصہ عرض کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ تجھے جواب میں اور بدلے میں کہنا نہیں چاہیے۔ البتہ اس کے بدلے میں یوں کہہ:

"اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرما دیں۔" [2]

۹ دوغلی بات یعنی ایک کے سامنے اس کے مطلب اور دوسرے کے سامنے اُس کے مطلب کی بات نہ کریں۔ [3]

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الهدی فی الکلام، الرقم ۴۸۳۹ [2] الادب المفرد، فضائل اعمال ص: ۳۰ [3] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی ذی الوجهین، الرقم ۴۸۷۲



- ۱۰ چغل خوری ہرگز نہ کریں اور نہ ہی کسی کی چغلی سنیں۔[1]
- ۱۱ ایسا مذاق نہ کریں جس سے کسی کا دل دکھے۔[2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کبھی کبھی دل لگی کرتے تھے لیکن زبان سے حق ہی کہتے اور اس میں کسی کا دل نہیں دُکھاتے تھے۔

''ایک بُڑھیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت نصیب کریں۔[3]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائیں گی۔''

یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ بُڑھیا نے رونا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! جب سے آپ نے فرمایا ہے کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی، یہ بڑھیا رو رہی ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس سے کہہ دو کہ بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں گی مگر جوان ہو کر۔''[3]

- ۱۲ کبھی کسی بری بات سے اپنی زبان گندی نہ کریں۔[4]
- ۱۳ کھانے کے دوران یا مجمع میں ایسی بات نہ کریں جسے لوگ برا محسوس کرتے ہوں۔
- ۱۴ نامحرم مردوں سے ہرگز بات نہ کریں، البتہ بہت ہی مجبوری ہو تو پردے میں روکھے لہجے کے ساتھ صرف ضرورت کی بات کر سکتی ہیں۔[5]
- ۱۵ نامعلوم نمبر سے موبائل پر جو میسج آئے، نہ تو وہ پڑھیں اور نہ ہی اس کا جواب دیں۔

---

[1] صحیح البخاری، الادب، باب ما یکرہ من النمیمۃ، الرقم: ۶۰۵۶

[2] جامع الترمذی، البر والصلۃ، باب ما جاء فی المراء، الرقم: ۱۹۹۵

[3] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، باب فی من یدخل الجنۃ من ... الرقم: ۱۸۶۷۴

[4] صحیح البخاری، باب لم یکن النبی فاحشا ... الرقم: ۶۰۳۰

[5] شرح النووی علی مسلم، الاشربۃ، باب جواز استتباعہ غیرہ الی ... ۱۶۷/۲

سبق: ۴

پردہ کا بیان

اسلام نے ہمیں رہن سہن کے آداب سکھائے ہیں اور پاکیزہ زندگی گزارنے کا طریقہ سکھایا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ" [1]

"گھروں میں قرار کے ساتھ رہو اور (غیر مردوں کو) بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو، جیسا کہ پہلی جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا۔"

اس آیت نے یہ واضح فرمادیا ہے کہ عورت کا اصل مقام اس کا گھر ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے لیے گھر سے نکلنا جائز نہیں، کیوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث نے واضح فرمادیا ہے کہ حاجت کے وقت عورت پردے کے ساتھ باہر جاسکتی ہے، لیکن اس فقرے نے یہ عظیم اصول بیان فرمایا ہے کہ عورت کا اصل فریضہ گھر اور خاندان کی تعمیر ہے اور ایسی سرگرمیاں جو اس مقصد میں خلل انداز ہوں، اُس کے اصل مقصد زندگی کے خلاف ہیں اور ان سے معاشرے کا توازن بگڑ جاتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ" [2]

"اور جب تمہیں نبی کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ یہ طریقہ تمہارے دلوں کو اور ان کے دلوں کو بھی زیادہ پاکیزہ رکھنے کا ذریعہ ہوگا۔"

---

[1] الاحزاب: ۳۳ [2] الاحزاب: ۵۳



تشریح: اسلامی معاشرت کا یہ اہم حکم ہے اور اس کے ذریعے خواتین کے لیے پردہ واجب کیا گیا ہے۔ یہاں اگرچہ براہ راست خطاب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ہے لیکن حکم عام ہے جیسا کہ اس آیت میں اس کی صراحت موجود ہے۔

"یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا" [1]

ترجمہ: "اے نبی اکرم! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے (منہ کے) اوپر جھکا لیا کریں۔ اس طریقے میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ وہ پہچان لی جائیں گی تو ان کو ستایا نہیں جائے گا اور اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔"

اس آیت نے واضح فرما دیا ہے کہ پردے کا حکم صرف ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ تمام مسلمان عورتوں کے لیے ہے۔ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کے لیے گھر سے باہر نکلیں تو اپنی چادروں کو اپنے چہروں پر جھکا کر انہیں چھپا لیا کریں۔ مقصد یہ ہے کہ راستہ دیکھنے کے لیے آنکھوں کو چھوڑ کر چہرے کا باقی حصہ چھپا لیا جائے۔ اس کی صورت یہ بھی ممکن ہے کہ جس چادر سے پورا جسم ڈھکا ہوا ہے، اس کو چہرے پر اس طرح لپیٹ لیا جائے کہ آنکھوں کے سوا باقی چہرہ نظر نہ آئے اور یہ صورت بھی ممکن ہے کہ چہرے پر الگ سے نقاب ڈال لیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے:

"عورت پردے کی چیز ہے، یہ بات یقینی ہے کہ جب وہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف لوگوں کی نگاہیں اٹھواتا ہے اور یقیناً عورت اس وقت اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب ہوتی ہے جب وہ گھر کے اندر ہوتی ہے۔" [2]

[1] الاحزاب: ۵۹
[2] طبرانی اوسط: ۲۸۹۰، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ



ایک عورت جن کا نام حضرت ام خلاد رضی اللہ عنہا ہے، نقاب لگائے ہوئے اپنے شہید بیٹے کے بارے میں پوچھنے کے لیے آئیں، کسی نے ان سے کہا! اس حالت میں بھی تمہارے چہرے پر نقاب ہے جب کہ تمہیں اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر مل چکی ہے؟ حضرت ام خلاد رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر کہا:

"میں نے اپنا بیٹا کھویا ہے، شرم وحیا نہیں کھوئی۔" [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالت احرام میں سفر میں تھیں۔ جب قافلہ کے لوگ ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم میں سے ہر ایک اپنے سر سے چہرے تک چادر لٹکا لیتی۔ پھر جب وہ گزر جاتے تو ہم چادر ہٹا لیتی۔'' [2]

ان واقعات سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ چہرے کا پردہ ضروری ہے، اس لیے کہ چہرہ ہی عورت کے حسن کا اصل مرکز ہوتا ہے۔ غیر مردوں کے سامنے چہرہ کھولنا جائز نہیں۔

جس طرح عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ نامحرم مردوں سے پردہ کریں، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ نامحرم مردوں کو نہ دیکھیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، اچانک (نابینا صحابی) حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور یہ بات پردہ کا حکم اترنے کے بعد کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اِحْتَجِبَا مِنْهُ''

''تم دونوں اس سے پردہ کرو۔''

---

[1] سنن ابی داود، الجہاد، باب فضل قتال الروم، الرقم: ۲۴۸۸
[2] سنن ابی داود، المناسک، باب فی المحرمۃ، الرقم: ۱۸۳۳

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!

"اَلَيْسَ اَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا۔"

"کیا وہ نابینا نہیں ہیں، نہ تو وہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی ہمیں پہچانتے ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أفعمياوان أنتما ألستما تبصرانه۔" [1]

"کیا تم دونوں کو بھی نظر نہیں آتا۔"

قرآن کریم کی آیت اور احادیث سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ عورت کا اصل مقام گھر ہے، اس کے لیے پردہ کرنا ضروری ہے۔ گھر میں کوئی اجنبی آئے یا ضرورت سے باہر نکلے تو پورے پردے کے ساتھ برقع وغیرہ پہن کر نکلے، غمی ہو یا خوشی حیا کا دامن ساتھ نہ چھوڑے۔

محرم رشتہ دار:

وہ رشتہ دار جن سے نکاح کسی صورت میں کبھی بھی نہیں ہوسکتا۔ وہ "محرم" کہلاتے ہیں ان سے پردہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

باپ، دادا، بیٹا، پوتا، نانا، نواسا، بھائی، ماموں، بھانجا، چچا، بھتیجا، سسر، داماد، چھوٹے نابالغ بچے۔

غیر محرم رشتہ دار:

غیر محرم رشتہ دار جن سے پردہ ضروری ہے وہ یہ ہیں:

شوہر کے بھائی (دیور، جیٹھ) ماموں کا بیٹا، چچا کا بیٹا، خالہ کا بیٹا، پھوپھی کا بیٹا، پھوپھا، خالو، بہنوئی، نندوئی۔

[1] سنن ابی داؤد، اللباس، باب فی قولہ تعالیٰ وقل للمؤمنات، الرقم: ۴۱۱۲

سبق: ۵ لباس کے آداب

① لباس اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم نعمت ہے جس سے صرف انسان کو نوازا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا [1]

ترجمہ: اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا ہے جو تمہارے جسم کے ان حصوں کو چھپا سکے جن کا کھولنا برا ہے اور جو خوش نمائی کا ذریعہ بھی ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں انسان کے لیے لباس کی اہمیت بیان فرمائی گئی ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ لباس کا اصل مقصد جسم کا پردہ ہے اور ساتھ ہی لباس انسان کے لیے زینت اور خوش نمائی کا بھی ذریعہ ہے۔ ایک اچھے لباس کی یہ صفت ہونی چاہیے کہ وہ یہ دونوں مقصد پورے کرے اور جس لباس سے پردے کا مقصد حاصل نہ ہو وہ انسانی فطرت کے خلاف ہے۔

② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جہنمیوں کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا یعنی ان کا وجود بعد میں ہوگا۔ ان میں سے ایک گروہ ان عورتوں کا ہوگا جو بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی مگر پھر بھی وہ ننگی ہوں گی، مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی، ان کے سر (کے بال) بختی اونٹوں کے کوہان کی طرح ہوں گے، ایسی عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوش بو سونگھ سکیں گی، حالاں کہ جنت کی خوش بو اتنی اتنی دور سے یعنی بہت دور سے آتی ہے۔" [2]

③ غیر مسلم عورتوں کی طرح لباس ہرگز نہیں پہننا چاہیے۔

---

[1] الاعراف ۷: ۲۶

[2] صحیح مسلم، اللباس، باب النساء الکاسیات العاریات، الرقم: ۵۵۸۲



حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ زرد رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں دیکھ کر ارشاد فرمایا:

"إِنَّ هٰذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا"[1]

"یہ کافروں کا لباس ہے، اسے مت پہنو۔"

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ"[2]

"جو جس قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا وہ (قیامت کے دن) انھیں میں سے ہوگا۔"

- عورتوں کو مردوں جیسا لباس ہرگز نہیں پہننا چاہیے اور نہ لڑکیوں کو لڑکوں جیسا لباس پہنائیں۔[3]
- ایسا لباس اور دوپٹہ ہرگز نہیں پہننا چاہیے جس میں کسی جان دار کی تصویر ہو، نہ ہی بچوں کو کارٹون والے کپڑے پہنائیں۔[4]
- نمائشی و فیشنی لباس نہیں پہننا چاہیے۔[5]
- پوری آستین والا لباس پہننا چاہیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی آستین گٹوں تک ہوتی تھی۔[6]
- خواتین شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھیں۔[7]
- قمیص اور کرتہ پہنتے وقت پہلے سیدھا ہاتھ آستین میں ڈالیں پھر اُلٹا ہاتھ، اسی طرح شلوار وغیرہ پہنتے وقت پہلے سیدھا پاؤں ڈالیں پھر اُلٹا پاؤں۔[8]
- کپڑے اتارنے سے پہلے "بِسْمِ اللهِ" پڑھیں۔[9]

[1] صحیح مسلم، اللباس، باب النہی عن لبس الرجل الثوب المعصفر، رقم: ۲۰۷۷
[2] سنن ابی داود، اللباس، باب فی لبس الشہرۃ، رقم: ۴۰۳۱
[3] صحیح البخاری، اللباس، باب المتشبہین بالنساء...، رقم: ۵۸۸۵
[4] صحیح مسلم، اللباس، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان، رقم: ۲۱۰۷
[5] سنن ابی داود، اللباس، باب فی لبس الشہرۃ، رقم: ۴۰۲۹
[6] سنن ابی داود، اللباس، باب ما جاء فی القمیص، رقم: ۴۰۲۷
[7] جامع الترمذی، اللباس، باب ما جاء فی جر ذیول النساء، رقم: ۱۷۳۱
[8] جامع الترمذی، اللباس، باب ما جاء فی القمیص، رقم: ۱۷۶۶
[9] الحصن الحصین، ص: ۲۳۸

⓫ کپڑے پہننے کے بعد کپڑے پہننے کی دعا مانگیں۔ دیکھیے صفحہ نمبر ۱۹

⓬ قمیص، اور کرتہ وغیرہ اتارتے وقت پہلے الٹا ہاتھ نکالیں پھر سیدھا ہاتھ، اسی طرح شلوار وغیرہ اتارتے وقت پہلے الٹا پاؤں نکالیں پھر سیدھا پاؤں۔

⓭ ننگے سر نہیں رہنا چاہیے۔ دوپٹہ، اسکارف وغیرہ سے سر ڈھانپ کر رکھیں، چھوٹی بچیوں کو بچپن سے دوپٹہ، اسکارف پہننے کی عادت ڈالیں۔

⓮ جوتا، چپل پہلے سیدھے پاؤں میں پہنیں پھر الٹے پاؤں میں اور اتارتے وقت پہلے الٹے پاؤں سے اتاریں پھر سیدھے پاؤں سے۔[1] صرف ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہیں چلنا چاہیے۔[2]

⓯ عورتوں کے لیے زیور پہننا جائز ہے لیکن بجتا زیور پہننا درست نہیں۔ سونا چاندی کے علاوہ کسی اور چیز کی بنی ہوئی جیولری پہننا بھی جائز ہے مگر سونا چاندی کے علاوہ کسی اور چیز کی انگوٹھی پہننا درست نہیں۔[3]

شکر

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں سے خوش ہو کر دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہونا اور ان نعمتوں کے شکرانے میں اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کرنا اور اس کی نافرمانی سے بچنا یہ شکر ہے۔ شکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی نعمت بڑھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ"[4]

ترجمہ: اور وہ وقت بھی جب تمہارے پروردگار نے اعلان فرما دیا تھا کہ اگر تم نے واقعی شکر ادا کیا تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا، اور اگر تم نے ناشکری کی تو یقین جانو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔"

● سنن ابی داؤد، اللباس، باب کیف الانتعال، الرقم ۴۱۱۵ ● سنن ابن ماجہ، اللباس، باب لبس النعال وخلعها، الرقم ۳۶۱۶
● سنن ابن ماجہ، اللباس، باب المشی فی النعل الواحد، الرقم ۳۶۱۷ ● فتاویٰ ہندیہ ۶/۲۲۲ ● سورۃ ابراہیم ۷

شکر گزاروں کو اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ
شَاكِرًا عَلِيمًا [1]

ترجمہ: اگر تم شکر گزار بنو اور (صحیح معنی) میں ایمان لے آؤ تو اللہ تمھیں عذاب
دے کر آخر کیا کرے گا؟ اللہ بڑا قدر دان ہے (اور) سب کے حالات کا پوری
طرح علم رکھتا ہے۔"

شکر کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ہر نعمت پر "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بہترین دعا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" ہے (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں)۔" [2]

جب انسان چین وسکون کی حالت میں ہو، اللہ تعالیٰ نے صحت وعافیت دی ہو تو اس پر اکڑنا، غریبوں کو کم تر سمجھنا
اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا بہت خطرے کی بات ہے۔

قرآن کریم میں "اللہ تعالیٰ ایک بستی کی مثال بیان فرماتے ہیں جو بڑی پُرامن اور
مطمئن تھی، اس کا رزق اس کو ہر جگہ سے بہت کثرت کے ساتھ پہنچ رہا تھا، پھر اس
نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کرتوت کی وجہ سے
ان کو یہ مزہ چکھایا کہ بھوک اور خوف اُن کا پہننا اوڑھنا بن گیا۔" [3]

ہمیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے، اس لیے کہ ہر انسان پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں
ہیں۔ اگر کوئی مصیبت میں ہے تو اس میں بھی انسان کا فائدہ ہے اور وہ بھی نعمت ہے۔

[1] النساء ۴: ۱۴۷ — [2] جامع الترمذی، ابواب الدعوات، باب ما جاء ان دعوۃ المسلم مستجابۃ، رقم: ۳۳۸۳ — [3] النحل: ۱۱۲



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مؤمن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کے ہر معاملے اور ہر حال میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے اور یہ بات صرف اور صرف ایمان والے ہی کے لیے ہے۔ اگر اس کو کوئی خوشی ملتی ہے اس پر وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے تو شکر کرنے میں اس کے لیے بہتری اور ثواب ہے اور اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے اس پر وہ صبر کرتا ہے تو صبر کرنے میں اس کے لیے بہتری اور ثواب ہے۔"[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کی صرف زبانی تعلیم نہیں دی بل کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جب کوئی پسندیدہ چیز دیکھتے تو یہ فرماتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ"[2]

ترجمہ: "تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس کے فضل سے تمام کام پورے ہوتے ہیں۔"

اور جب کوئی ناگوار چیز دیکھتے تو یہ فرماتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔"[3]

ترجمہ: "تمام تعریفیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔"

ہم بھی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اللہ تعالیٰ کی شکر گزار بندیوں میں شامل ہو کر دنیا و آخرت میں کامیاب ہوں۔

[1] صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب المؤمن امرہ کلہ خیر، الرقم: ۷۵۰۰
[2] سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب فضل الحامدین، الرقم: ۳۸۰۳
[3] ایضاً

سبق: ۵ یہ سبق ... میں پڑھائیں



سبق ۶: والدین کا ادب واحترام

اسلام نے ہمیں ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ان کا ادب واحترام کرنے کی تعلیم دی ہے، کیوں کہ ماں باپ ہماری پرورش کرتے ہیں، ہماری ہر ضرورت کا خیال رکھتے ہیں، ہماری خاطر اپنا آرام قربان کر دیتے ہیں، ان کا ہم پر بڑا احسان ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ اور ان کا ادب واحترام کرنے کا حکم دیا ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

"اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انھیں اُف تک نہ کہو اور نہ انھیں جھڑکو، بل کہ ان سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو۔"[1]

ماں باپ کی خدمت کرنے اور ان کو راضی رکھنے میں ہمارے لیے بہت فائدے ہیں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وہ دونوں تمہاری جنت اور دوزخ ہیں۔"[2]

یعنی جو اپنے ماں باپ کی خدمت کرے گی، ان کا کہنا مانے گی، ان کو راضی رکھے گی اور ان کی عزت کرے گی، تو اسے جنت ملے گی اور جو ان کو تکلیف پہنچائے گی، ان کو ناراض کرے گی، ان کا دل دکھائے گی اور ان کا کہنا نہیں مانے گی، تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں ڈال دے گا۔

---

[1] بنی اسرائیل: ۲۳

[2] سنن ابن ماجہ، الادب، باب بر الوالدین، الرقم: ۳۶۶۲



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو فرماں بردار بچہ اپنے ماں باپ کو رحمت کی نظر سے دیکھے، تو اسے ہر نگاہ پر ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا۔"

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا: اگر کوئی دن میں سو مرتبہ دیکھے (تو کیا ہر مرتبہ مقبول حج کا ثواب ملے گا؟)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں! (ہر مرتبہ اس کو مقبول حج کا ثواب ملے گا)۔"[1]

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ماں باپ سے محبت کریں، ان سے نرمی اور ادب سے بات کریں اور ان کے لیے یوں دعا مانگتے رہیں: رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا[2]

"اے میرے رب! جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے پالا ہے آپ بھی ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجیے۔"

والدین کی نافرمانی نہ کریں

والدین کی نافرمانی، ان کے ساتھ برا سلوک کرنا، ان کو تکلیف پہنچانا یا ان کی نافرمانی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا میں تمھیں بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں! ضرور بتائیں۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔"[3]

ماں باپ کے نافرمان کو اللہ تعالیٰ دنیا میں سزا دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تمام گناہوں میں اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں معاف فرما دیتے ہیں، لیکن ماں باپ کو ستانے کا گناہ ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کے کرنے والے کو موت سے پہلے دنیا ہی میں سزا دے دیتے ہیں۔"[4]

[1] شعب الایمان: ۷۸۵۶ [2] بنی اسرائیل: ۲۴ [3] صحیح البخاری، الاستئذان، باب من اتکأ بین یدی اصحابہ، رقم: ۶۲۷۳ [4] شعب الایمان: ۷۸۹۰

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِيَّاكُمْ وَعُقُوقَ الْوَالِدَيْنِ، فَإِنَّ رِيحَ الْجَنَّةِ يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَلْفِ عَامٍ، وَاللّٰهِ لَا يَجِدُهَا عَاقٌّ"[1]

"والدین کی نافرمانی کرنے سے بچو، کیوں کہ جنت کی خوش بو ایک ہزار سال کی دوری سے محسوس ہوتی ہے۔ اللہ کی قسم! والدین کا نافرمان اس کی خوش بو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔"

لہٰذا ہم لوگوں کو بھی اپنے والدین کی نافرمانی کرنے اور انھیں کسی بھی طرح کی تکلیف پہنچانے سے بچنا چاہیے، اگر ہم اپنے والدین کو تکلیف پہنچائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہو جائیں گے اور دنیا وآخرت میں بہت سخت سزا دیں گے۔

تقوی

اپنے آپ کو ایسے کاموں سے بچانا جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہوں اسے "تقوی" کہتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے "تقوی" کی حقیقت کے بارے میں پوچھا۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا:

"اے امیر المؤمنین! کیا آپ کبھی کسی ایسے راستے سے گزرے ہیں جس میں ہر طرف کانٹے دار جھاڑیاں ہوں؟"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

"ہاں! جب میں اونٹ چرایا کرتا تھا تو اکثر ایسے راستوں سے گزرنا پڑتا تھا۔"

---

[1] طبرانی اوسط، عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، الرقم: ۵۶۶۴

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "آپ اس راستے سے کس طرح گزرتے تھے؟"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میں اپنے کپڑے سمیٹ لیتا تھا، ایک طرف اپنا دامن کانٹوں سے بچانے کی کوشش کرتا، دوسری طرف کانٹوں کو راستے سے ہٹاتا اور بہت احتیاط سے قدم رکھتا تھا۔"

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "یہی تقویٰ ہے۔" ●

یعنی جس طرح آدمی کانٹے دار جگہ سے گزرتے ہوئے اپنے بدن اور کپڑوں کو کانٹوں سے بچاتا ہے اسی طرح گناہوں سے اپنے جسم اور روح کی حفاظت کرے۔ اس بات کا خوف ہو کہ کہیں گناہ اسے نقصان نہ پہنچا دے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ" ●

"تو حرام سے بچ تو لوگوں میں سب سے بڑا عبادت گزار بن جائے گا۔"

متقی و پرہیزگار بننے کے لیے تین کاموں کی پابندی کیجیے۔ اس لیے شریعت میں جو کام اہم اور ضروری ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کے طریقے اور نسخے بتاتا ہے تاکہ اس پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔

قرآن کریم ہمیں متقی بننے کے تین نسخے بتاتا ہے:

- سچی اور نیک خواتین کے ساتھ رہنا۔

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ" ●

ترجمہ: "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو، اور سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔"

● معارف القرآن، ۸۹/۴ ● جامع الترمذی، الزھد، باب من اتقی المحارم فھو اعبد الناس، الرقم: ۲۳۰۵ ● التوبہ: ۱۱۹



اس آیت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ پرہیزگار بننے کے لیے اپنی صحبت نیک اور سچی خواتین کے ساتھ رکھنی چاہیے، جو زبان کی بھی سچی ہوں اور عمل کی بھی سچی۔

● زبان کی حفاظت۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ[1]

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور سیدھی سچی بات کہا کرو، اللہ تمہارے فائدے کے لیے تمہارے کام سنوار دے گا، اور تمہارے گناہوں کی مغفرت کر دے گا۔"

اس آیت میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ پرہیزگار بننے کے لیے زبان کی حفاظت کرنی چاہیے کہ زبان سے سچ بولیں اور کسی کو زبان سے برا بھلا نہ کہیں۔

● آخرت کی فکر۔

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ؀"[2]

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقین رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔"

اس آیت میں یہ تعلیم ہے کہ پرہیزگار بننے کے لیے آخرت اور اس کے حساب و کتاب کو یاد رکھیں اس لیے کہ انسان جو کچھ کرتا ہے اچھا یا برا وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔[3]

---

[1] الاحزاب: ۷۰، ۷۱

[2] الحشر: ۱۸

[3] ماخوذ از: معارف القرآن ۸/ ۳۸۸



تقویٰ کے فضائل اور فائدے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾[1]

ترجمہ: ”درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔“

- اللہ تعالیٰ متقی کے لیے دنیا وآخرت کی مصیبتوں اور مشکلات سے نجات کا راستہ نکال دیتے ہیں۔[2]
- اللہ تعالیٰ متقی کو ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جہاں سے اس کو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔[3]
- اللہ تعالیٰ، متقی کے سب کاموں میں آسانی پیدا فرما دیتے ہیں۔[4]
- اللہ تعالیٰ، متقی کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔[5]
- اللہ تعالیٰ، متقی کا اجر بڑھا دیتے ہیں۔[6]
- حق وباطل کی پہچان آسان ہو جاتی ہے۔[7]
- اللہ تعالیٰ متقی کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔[8]

[1] الحجرات:۱۳ [2] الطلاق:۲ [3] الطلاق:۳ [4] الطلاق:۴ [5] الطلاق:۵ [6] الطلاق:۵ [7] الانفال:۲۹
[8] الانفال:۲۹

سبق:۶ یہ سبق ... میں پڑھائیں

سبق: ۷ پاکیزہ اور حلال روزی

انسان زندگی گزارنے کے لیے بہت سی چیزوں کا محتاج ہے۔ سر چھپانے کے لیے گھر کا ضرورت مند ہے تو جسم ڈھانکنے کے لیے کپڑے کا محتاج، زندہ رہنے کے لیے کھانا بھی ضروری ہے، گویا مکان، لباس اور غذا انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایات دی ہیں کہ اپنی ضروریات حلال اور جائز طریقے سے پوری کی جائیں حرام سے بچا جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "جس نے دس درہم میں کوئی کپڑا خریدا اور ان میں ایک درہم حرام کا بھی تھا تو جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہے گا، اس کی کوئی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں کریں گے۔"[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "وہ گوشت جنت میں نہ جا سکے گا جو حرام لقمے سے پلا بڑھا ہو۔"[2]

حلال روزی کی برکت سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اور نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> "اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاک ہی کو قبول فرماتے ہیں۔"

بے شک اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو جو حکم فرمایا وہی حکم ایمان والوں کو دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رسولوں سے ارشاد فرمایا:

---

[1] شعب الایمان، بیہقی

[2] مسند احمد: ۱۴۴۴۱



يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ [1]

ترجمہ: "اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزوں میں سے (جو چاہو) کھاؤ اور نیک عمل کرو، یقین رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو، مجھے اُس کا پورا پورا علم ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایمان والوں سے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ [2]

ترجمہ: "اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں رزق کے طور پر عطا کی ہیں، اُن میں سے (جو چاہو) کھاؤ۔"

اس کے بعد نبی کریم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبے لمبے سفر کرتا ہے، بکھرے ہوئے بالوں والا، غبار آلود کپڑوں والا (یعنی پریشان حال) دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے: اے اللہ! اے اللہ! لیکن کھانا بھی اس کا حرام ہے، پینا بھی حرام، لباس بھی حرام ہے، ہمیشہ حرام ہی کھایا تو اس کی دعا کہاں قبول ہو سکتی ہے۔" [3]

مطلب یہ ہے کہ مسافر اور پریشان آدمی کی دعا قبول ہوتی ہے۔ مگر حرام کھانے پینے کی وجہ سے اس کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی، رد کر دی جاتی ہے۔ جو خواتین یہ چاہتی ہیں کہ ان کی دعائیں قبول ہوں اُن کے لیے بہت ضروری ہے کہ حرام مال سے بچیں اور ایسی کون ہے جو یہ چاہتی ہو کہ اس کی دعا قبول نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سلسلے کی تعلیمات اور ہدایات نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں پر جو اثر ڈالا تھا اس کا اندازہ ان دو واقعات سے کیا جا سکتا ہے۔ [4]

[1] المؤمنون: ۵۱ [2] البقرۃ: ۱۷۲ [3] جامع الترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ البقرۃ، رقم: ۲۹۸۹ [4] معارف الحدیث، ص ۳۸۹، ج ۲، ۲۰۰۲، حصہ اوّل

صحیح بخاری میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ مروی ہے کہ

"ان کے ایک غلام نے کھانے کی کوئی چیز ان کی خدمت میں پیش کی، آپ نے اس میں سے کچھ کھالیا، اس کے بعد اس غلام نے بتلایا کہ یہ چیز مجھے اس طرح حاصل ہوئی کہ اسلام کے دور سے پہلے زمانہ جاہلیت میں ایک آدمی کو میں نے اپنے کو کاہن ظاہر کر کے دھوکا دیا تھا اور اس کو کچھ بتلا دیا تھا۔ جیسا کہ کاہن لوگ بتلا دیا کرتے تھے، تو آج وہ آدمی ملا اور اس نے مجھے اس کے حساب میں کھانے کی یہ چیز دی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے حلق میں انگلی ڈال کر قے کی اور جو کچھ پیٹ میں تھا سب نکال دیا۔"[1]

اسی طرح امام بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ

"ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دودھ پیش کیا، آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو قبول فرمایا اور پی لیا، آپ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے پوچھا کہ دودھ تم کہاں سے لائے؟ اس نے بتلایا کہ فلاں گھاٹ کے پاس سے میں گزر رہا تھا وہاں زکوٰۃ کے جانور اونٹنیاں بکریاں وغیرہ تھیں لوگ ان کا دودھ دوہ رہے تھے انہوں نے مجھے بھی دیا، میں نے لے لیا، یہ وہی دودھ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرح) حلق میں انگلی ڈال کر آپ رضی اللہ عنہ نے بھی قے کر دی اور اس دودھ کو اس طرح نکال دیا۔"[2]

ان دونوں واقعوں میں ان دونوں بزرگوں نے جو کھایا پیا تھا چوں کہ لاعلمی اور بے خبری میں کھایا پیا تھا، اس لیے ہرگز گناہ نہ تھا لیکن حرام غذا کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ ان حضرات نے سنا تھا، اس سے یہ اتنے خوفزدہ تھے کہ اس کو پیٹ سے نکال دینے کے بغیر چین نہ آیا۔ بے شک حقیقی پرہیزگاری یہی ہے۔

[1] صحیح البخاری [2] مشکوٰۃ



حسن سلوک

دینِ اسلام میں ایک دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک، احسان کرنے اور ہدیہ دینے کی تعلیم دی ہے اور اس کے فضائل بیان کیے ہیں۔

ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: "اسلام میں سب سے بہتر عمل کون سا ہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کھانا کھلانا اور (ہر ایک کو) سلام کرنا، چاہے اس سے تمھاری جان پہچان ہو یا نہ ہو۔"[1]

اللہ تعالیٰ نے احسان کرنے والوں کو یہ ہدایت دیں کہ کسی پر احسان کر کے احسان نہ جتلاؤ، ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى[2]

"اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر ضائع مت کرو۔"

اسی طرح جن پر احسان کیا جائے، ہدیہ وغیرہ دیا جائے ان کو یہ ہدایات دیں کہ احسان کرنے والوں، ہدیہ دینے والوں کو اس کا بدلہ دیں یا کم از کم انھیں دُعا ضرور دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس کو ہدیہ تحفہ دیا جائے تو اگر اس کے پاس بدلے میں دینے کے لیے کچھ موجود ہو تو وہ اس کو دے دے اور جس کے پاس بدلے میں تحفہ دینے کے لیے کچھ نہ ہو، تو وہ (بطور شکریہ کے) اس کی تعریف کرے اور اس کے حق میں دعائے خیر کہے۔ جس نے ایسا کیا اس نے شکریہ کا حق ادا کر دیا اور جس نے ایسا نہیں کیا اور احسان کے معاملے کو چھپایا تو اس نے ناشکری کی۔"[3]

[1] صحیح البخاری، الایمان، باب اطعام الطعام من الاسلام، الرقم: ۱۲ [2] البقرۃ: ۲۶۴ [3] سنن ابی داود، الادب، باب فی شکر المعروف، الرقم: ۴۸۱۳



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو لوگوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔"①

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی ہدیہ اور تحفہ بھیجتا تھا تو آپ اسے قبول فرماتے اور اس کا بدلہ بھی دیا کرتے تھے۔②

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

"جس پر کسی نے کوئی احسان کیا اور اس نے احسان کے بدلے یہ دُعا دی:

"جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا"③

"یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے۔"

تو اس نے اس کی پوری تعریف کر دی۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو (ایک دن) مہاجرین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: "جن کے پاس ہم آئے ہیں (یعنی انصار) ہم نے ان جیسے اچھے لوگ نہیں دیکھے، اگر ان پر وسعت ہوتی ہے وہ ہم پر خوب خرچ کرتے ہیں اور اگر تنگی ہو تو بھی ہماری مدد کرتے ہیں، ہمارے حصے کی محنت مشقت خود کرتے ہیں اور نفع میں ہمیں برابر کا شریک رکھتے ہیں، ہمیں ڈر ہے کہ سارا اجر و ثواب صرف اُنھی کے حصے میں نہ آ جائے اور آخرت میں ہمیں کوئی ثواب نہ ملے۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"نہیں، ایسا نہیں ہوگا، جب تک تم اس احسان کے بدلے ان کے لیے دُعا مانگتے رہو گے اور ان کی تعریف یعنی شکریہ ادا کرتے رہو گے۔"④

① سنن ابی داؤد، الادب، باب فی شکر المعروف، الرقم: ۴۸۱۱
② صحیح البخاری، الھبۃ، باب المکافأۃ فی الھبۃ، الرقم: ۲۵۸۵
③ جامع الترمذی، البر والصلۃ، باب ما جاء فی الثناء بالمعروف، الرقم: ۲۰۳۵
④ جامع الترمذی، صفۃ القیامۃ، باب ثناء المہاجرین علی صنیع الانصار معھم، الرقم: ۲۴۸۷



سبق: ۸ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ

لوگوں سے مانگنا اور سوال کرنا انتہائی بری عادت ہے، یہ مسلمان عورت کی غیرت کے خلاف ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بندی ہو کر کسی دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ اسلام ایسے برے کام کو بالکل پسند نہیں کرتا اور اپنی ماننے والیوں کو اس سے بچنے کی تاکید کرتا ہے اور ہر ایک کو خودداری کی تعلیم دیتا ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انصار کے کچھ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دے دیا، انہوں نے پھر مانگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پھر دیا اس کے بعد ارشاد فرمایا: "

> جو مال میرے پاس موجود ہوگا میں ہرگز تم کو اس سے روک کر نہیں رکھوں گا، جو لوگوں کے مال سے استغنا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دیتے ہیں، جو پاک دامن بننا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پاک دامن بنا دیتے ہیں جو بہ تکلف صبر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو صبر کی توفیق دے دیتے ہیں اور صبر سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں۔"[1]

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ مانگا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا، پھر کسی موقع پر کچھ مانگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر مرحمت فرما دیا۔ تیسری دفعہ پھر سوال کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا:

> "حکیم یہ مال سبز میٹھا باغ ہے اگر یہ دل کے استغناء سے ملے تو اس میں برکت ہوتی ہے اور اگر طمع اور لالچ سے حاصل ہو تو اس میں برکت نہیں ہوتی ایسا ہو جاتا ہے کہ ہر وقت کھائے جائے اور پیٹ نہ بھرے، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔"

حکیم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کی قسم! آپ کے بعد جب تک میری زندگی ہے اب کسی کو نہیں ستاؤں گا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت

[1] جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الصبر، الرقم: ۲۰۲۴

میں حکیم رضی اللہ عنہ کو بیت المال سے کچھ عطا فرمانے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں بار بار اصرار کیا مگر انہوں نے انکار ہی فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے مسلمانو! گواہ رہنا میں حکیم کو ان کا حق دینا چاہتا ہوں لیکن وہ لینے سے انکار کرتے ہیں۔ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے موت تک کبھی کسی سے نہیں مانگا۔"[1]

دوستی

نیک مجلس میں عورت نیک بنتی ہے اور بری مجلس میں بری بنتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> "آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اس لیے جس کسی سے دوستی کریں خوب دیکھ بھال کر کریں۔"[2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''نیک آدمی کے ساتھ بیٹھنے والے کی مثال مشک والے کے ساتھ بیٹھنے والے کی طرح ہے، اگر مشک نہ بھی ملے تو خوشبو آ ہی جائے گی۔ اور برے آدمی کے ساتھ بیٹھنے والے کی مثال آگ کی بھٹی والے کے ساتھ بیٹھنے والے کی طرح ہے اگر چنگاری کپڑے کو نہ بھی لگے تو دھواں تو کہیں گیا ہی نہیں۔''[3]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں خیر کے کام کرنے کی خوب ترغیب دی ہے اور برائی سے دور رہنے کی ہدایات دی ہیں اور اس کو مثال کے ذریعے سمجھایا ہے۔ اچھوں کے ساتھ رہنے سے اچھائی زندگی میں آتی ہے اور بروں کے ساتھ رہنے سے برائی زندگی میں آتی ہے۔ اس لیے نیک اور دین دار خواتین کی صحبت میں بیٹھا جائے کہ یہ دنیا و آخرت دونوں میں نفع دیتی اور بری خواتین کی صحبت سے دور رہا جائے کہ یہ زہر قاتل ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو کسی جگہ کا حاکم بنایا۔ کسی شخص نے ان سے عرض کیا:

---

[1] صحیح البخاری، الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسألۃ، الرقم: ۱۴۷۲ [2] الجامع لشعب الایمان، للبیہقی، الرقم: ۸۹۹۲ [3] سنن ابی داود، الادب، باب من یؤمر ان یجالس، الرقم: ۴۸۲۹

یہ صاحب حجاج بن یوسف کے زمانے میں اس کی طرف سے بھی حاکم رہ چکے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان حاکم کو معزول کر دیا۔ انھوں نے عرض کیا: میں نے حجاج بن یوسف کے یہاں تھوڑے ہی عرصے کام کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "برا ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ تو اس کے ساتھ ایک دن یا اس سے بھی کم رہا۔"[1]

اچھی سہیلی کی صفات:

جس سے ہم دوستی کریں اس میں یہ صفات ہونی چاہئیں۔

1. مسلمان ہو۔
2. دین دار ہو کیوں کہ ساتھ رہنے کا اثر ہوتا ہے۔ اچھوں کے ساتھ رہنے سے اپنے اندر خوبیاں پیدا ہوتی ہیں۔
3. عقل مند ہو۔
4. اخلاق اچھے ہوں۔
5. سچی ہو۔

اچھی سہیلی سے دوستی کے فائدے:

1. ذکر و عبادت میں مددگار ہوگی۔
2. قیامت کے دن بھی دوست رہے گی۔
3. ضرورت کے وقت آپ کے کام آئے گی۔
4. آپ کے راز کی بات راز میں رکھے گی۔
5. آپ کو دھوکا نہیں دے گی۔

بری سہیلی کی علامتیں:

1. کافر ہو۔ خاص طور پر یہود و نصاریٰ کے ساتھ قرآن کریم میں دوستی سے منع کیا گیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَاۗءَ ۘ
بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ[2]

---

[1] فضائل اعمال، ص: ۲۱۱ [2] المائدہ ۵۱:۵



ترجمہ: "اے ایمان والو! یہودیوں اور نصرانیوں کو یار و مددگار نہ بناؤ۔ یہ خود ہی ایک دوسرے کے یار و مددگار ہیں اور تم میں سے جو شخص ان کی دوستی کا دم بھرے گا پھر وہ انہی میں سے ہوگا۔"

اس سے مراد ایسی دوستی اور دلی محبت ہے جس کے نتیجے میں دو آدمیوں کی زندگی کا مقصد اور ان کا نفع و نقصان ایک ہو جائے۔ اس قسم کا تعلق مسلمان کا صرف مسلمان سے ہی ہو سکتا ہے اور کسی غیر مسلم عورت و مرد سے ایسا تعلق رکھنا سخت گناہ ہے اور اس آیت میں اسے سختی سے منع کیا گیا ہے۔[1]

۲ بے دین، گناہ گار ہو۔

۳ بے وقوف ہو۔

۴ اخلاق برے ہوں۔

۵ جھوٹ بولتی ہو۔

بری سہیلی سے دوستی کے نقصانات:

۱ نیکیوں کی محبت اور گناہوں کی نفرت دل سے نکل جاتی ہے۔

۲ بری سہیلی کے ساتھ رہنے کا اثر پڑے گا جس کی وجہ سے آپ کی بھی گناہوں کی عادت ہو جائے گی۔

۳ قیامت کے دن بری سہیلی کی دوستی پر افسوس ہوگا۔

۴ آپ کے راز کی بات دوسروں کو بتا دے گی۔

۵ ضرورت کے وقت آپ کے کام نہیں آئے گی، دھوکہ دے دے گی۔

[1] آسان ترجمہ قرآن، آل عمران: ۲۸، ص: ۱۴۵



سچ

جو زبان سے بولیں وہ ہی دل میں ہو اور حقیقت میں بھی ایسی ہی ہو اس کو "سچ" کہتے ہیں۔

خوبیوں میں سے ایک خوبی کی بات یہ ہے کہ ہمیشہ سچ بولیں۔ اس لیے ہر حال میں سچ بولنے کی پکی عادت بنائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سچ بات کہو، اس لیے کہ سچ نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت میں پہنچا دیتی ہے اور آدمی ہمیشہ سچ بولنے کی وجہ سے صِدِّیقین (سچوں) میں لکھ دیا جاتا ہے۔" [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سچ بولتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے پہلے صادق (سچے) اور امین (امانت دار) کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہمیشہ سچ بولیں۔

سچ کے فائدے:

1. اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب بننے کے لیے سچ بولنا ضروری ہے۔
2. سچ ایمان کی نشانی ہے۔
3. سچ میں برکت ہے۔
4. سچ میں اطمینان ہے۔
5. سچ میں نجات ہے۔
6. سچ بولنے والے پر سب اعتماد اور بھروسہ کرتے ہیں۔
7. سچ بولنا ایمان کے کامل ہونے کی علامت ہے۔

[1] صحیح مسلم، البر، باب قبح الکذب وحسن الصدق وفضلہ، الرقم: ۶۶۳۹

سبق ۹: جھوٹ

جھوٹ: زبان سے ایسی بات کہنا جو حقیقت میں نہ ہو اسے "جھوٹ" کہتے ہیں۔

جھوٹ بولنا، بری عادت ہے، جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اس لیے اس سے بچنا چاہیے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اور جھوٹی بات سے بچ کر رہو۔"[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذاق میں بھی جھوٹ بولنے سے منع فرمایا ہے۔[2]

جھوٹ کے نقصانات:

1. جھوٹ بولنے والی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جاتی ہے۔
2. جھوٹ بولنے سے منہ بدبودار ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بندہ جب جھوٹ بولتا ہے تو اس کے منہ سے ایسی بدبو نکلتی ہے جس کی وجہ سے رحمت کے فرشتے اس سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔"[3]

3. جھوٹ میں ہلاکت ہے۔
4. جھوٹ بولنے سے اطمینان ختم ہو جاتا ہے اور جھوٹ بولنے والی اس خوف میں مبتلا ہو جاتی ہے کہ کہیں میرا جھوٹ کسی کو معلوم نہ ہو جائے۔
5. جھوٹ بولنے والی سے سب کا اعتماد اٹھ جاتا ہے، اگر وہ سچ بھی بولتی ہے تب بھی اس کی بات پر اعتبار نہیں کیا جاتا۔

[1] الحج: ۳۰ [2] کنز العمال، الاخلاق، قسم الاقوال، الرقم ۸۲۲۶ [3] جامع الترمذی، البر والصلۃ، باب ما جاء فی الصدق والکذب، الرقم: ۱۹۷۲



تواضع اور عاجزی

تواضع: اپنے آپ کو چھوٹا سمجھنا اور کوئی غلطی ہو جائے تو اس کو مان لینا اس کو "تواضع" کہتے ہیں۔

تواضع، عاجزی اور انکساری اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کر دیتے ہیں۔"[1]

اپنے اندر تواضع اور عاجزی پیدا کرنے کے لیے ان باتوں پر عمل کرنا چاہیے:

1. چلنے میں عاجزی اختیار کریں۔
2. جب کسی خاتون یا اپنے محرم سے بات کریں تو نرمی، پیار اور محبت سے کریں، منہ پھلا کر بات نہ کریں۔
3. جب کسی سے ملاقات ہو تو سلام میں پہل کریں البتہ نامحرم مردوں کو سلام نہ کریں۔
4. مجلس میں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔
5. ریا اور شہرت سے دور ہو گیں۔

تواضع اور عاجزی کے فائدے:

1. اللہ تعالیٰ تواضع کرنے والی کو پسند کرتے ہیں۔
2. تواضع اختیار کرنے والی اللہ تعالیٰ کی نیک بندیوں میں شامل ہو جاتی ہیں۔
3. جو ایک درجہ تواضع کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتے ہیں، یہاں تک کہ اس کو اعلیٰ علیین میں پہنچا دیتے ہیں۔[2]

---

[1] الجامع لشعب الایمان، فصل فی التواضع، ۶/ ۲۵۶ [2] کنز العمال، الاخلاق، قسم الاقوال، الرقم: ۵۷۴۸



تکبر اور غرور

صحیح بات نہ ماننا، اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو اپنے سے چھوٹا سمجھنا اس کو "تکبر" کہتے ہیں۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو تکبر کرے اللہ تعالیٰ اس کو نیچا کر دیتے ہیں۔" [2]

تکبر اور غرور کے نقصانات:

1. اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والی کو ذلیل کرتا ہے۔
2. اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والی کو پسند نہیں کرتے ہیں۔
3. جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ [3]
4. تکبر کرنے والی سے کوئی بات کرنا بھی پسند نہیں کرتے۔
5. تکبر کرنے والی کبھی ترقی نہیں کر سکتی، بل کہ وہ اپنے اوپر فخر کرنے کی وجہ سے پیچھے رہ جاتی ہے۔

غیبت

غیبت کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اللہ تعالیٰ نے غیبت سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ﴾ [4]

"اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو خود تم نفرت کرتے ہو!"

---

1. جامع الترمذی، البر والصلۃ، باب ما جاء فی الکبر، الرقم: ۱۹۹۹
2. الجامع لشعب الایمان، فصل فی التواضع وترک الزھو والصلف: ۱۰ / ۴۵۶
3. سنن ابن ماجہ، الزھد، باب البراءۃ من الکبر والتواضع، الرقم: ۴۱۷۳
4. الحجرات: ۱۲



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کس کو کہتے ہیں؟"

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اپنے (مسلمان) بھائی کے بارے میں اس کے پیٹھ پیچھے ایسی بات کہنا جو اُسے ناگوار گزرے (بس یہی غیبت ہے)"

کسی نے عرض کیا: اگر میں اپنے بھائی کی کوئی ایسی برائی ذکر کروں جو واقعتاً اس میں ہو (تو کیا یہ بھی غیبت ہے)؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اگر وہ برائی جو تم بیان کر رہے ہو اس میں موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ برائی اس میں موجود ہی نہ ہو پھر تم نے اس پر بہتان باندھا۔"[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب میں معراج پر گیا تو میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ نوچ کر زخمی کر رہے تھے، میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا:

"یہ لوگ انسانوں کا گوشت کھایا کرتے تھے یعنی ان کی غیبتیں کرتے تھے اور ان کی آبرو ریزی کیا کرتے تھے۔"[2]

[1] صحیح مسلم، البر، باب تحریم الغیبۃ، الرقم: ۶۵۹۳

[2] سنن ابی داؤد، الادب، باب فی الغیبۃ، الرقم: ۴۸۷۸

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

"صفیہ میں تو اتنا عیب ہی بہت ہے کہ اُن کا قد چھوٹا ہے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر ارشاد فرمایا:

"تم نے ایسا جملہ کہا ہے کہ اگر اس کو سمندر میں ڈال دیا جائے تو سمندر کو گندا کر دے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ایک مرتبہ میں نے کسی کی نقل اتاری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مجھے اتنا اتنا یعنی بہت زیادہ مال ملے تب بھی مجھے پسند نہیں کہ کسی کی نقل اتاروں۔"[1]

اگر کسی کی غیبت ہو جائے تو اس گناہ کی معافی کے لیے ضروری ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی مانگیں، آئندہ غیبت نہ کرنے کا پکا ارادہ کریں۔ حدیث شریف میں غیبت کے کفارہ کی یہ دعا سکھائی گئی ہے۔

اللھم اغفر لنا ولہ [2]

ترجمہ: "اے اللہ! تو ہماری اور اس کی مغفرت فرما۔"

یہ بات بھی خوب سمجھ لینی چاہیے کہ کسی کی موجودگی میں اس کے متعلق ایسی بات کہنا جو اس کے لیے تکلیف دہ ہو اگرچہ غیبت نہیں مگر لمز یعنی طعنہ دینا ہے، جس کا حرام ہونا بھی قرآن کریم سے ثابت ہے۔[3]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَلَا تَلْمِزُوٓا اَنْفُسَكُمْ۔"[4]

ترجمہ: "اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی زبان کی حفاظت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور غیبت سے محفوظ رکھے۔ آمین

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، رقم: ۴۸۷۵ [2] تفسیر مظہری ۹: ۵۶ [3] ماخوذ از معارف القرآن ۸: ۱۲۰ [4] الحجرات

سبق ۹: یہ سبق ...... میں پڑھائیں



سبق ۱۰: حسد

حسد: حسد یہ ہے کہ کسی کے پاس نعمت دیکھ کر دل میں یہ تمنا اور آرزو کرنا کہ اس کے پاس یہ نعمت باقی نہ رہے، چاہے وہ نعمت خود کو ملے یا نہ ملے اسے ''حسد'' کہتے ہیں۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''حسد سے بچتے رہو، بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جیسے آگ سوکھی لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔''[2]

حسد کرنا بری عادت ہے۔ اس سے یہ نقصانات ہوتے ہیں:

- حسد کرنے سے اللہ تعالی ناراض ہوتے ہیں۔
- حسد سے چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے۔
- طبیعت میں چڑچڑا پن پیدا ہو جاتا ہے۔
- حسد سے صحت برباد ہو جاتی ہے۔

حسد کا علاج:

حدیث شریف میں حسد کا علاج یہ بتایا گیا ہے:

''جب (کسی کے پاس نعمت دیکھ کر) حسد پیدا ہو تو (اس سے نعمت) ختم کرنے کی کوشش مت کرو۔''[3]

علما نے لکھا ہے:

جب دوسرے کے پاس نعمت دیکھ کر دل میں حسد اور جلن پیدا ہو تو یہ تین کام کریں:

1. اپنے اس خیال کو دل سے برا سمجھے۔

---

[1] موجز السالک ۱۹۱، ۱۱۲، الرقم: ۳۱۴۲۱ [2] سنن ابی داؤد، باب فی الحسد، الرقم: ۴۹۰۳ [3] فتح الباری، کتاب الادب، باب ما ینہی عن التحاسد والتدابر، تحت الرقم: ۶۰۶۴



- اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے خیر کی یوں دعا مانگیں:

"اے اللہ! اس کی اس نعمت میں برکت اور ترقی عطا فرما۔"

- اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے یہ دعا کریں:

"اے اللہ! میرے دل میں اس نعمت کی وجہ سے جو جلن پیدا ہو رہی ہے، اپنے فضل اور رحمت سے اس کو ختم فرما۔"[1]

گالی گلوچ سے بچنا

اسلام نے زبان کی حفاظت کرنے اور اس کے غلط استعمال کرنے سے بچنے کا حکم دیا ہے، ایمان والی کی شان یہ ہے کہ وہ نرم مزاج اور میٹھی گفتگو کرنے والی ہوتی ہے، اس کی زبان سے گندی باتیں، گالی گلوچ اور اخلاق سے گرے ہوئے الفاظ نہیں نکلتے، وہ کسی کو طعنہ نہیں دیتی اور نہ ہی وہ کسی پر لعنت کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مؤمن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، گندی باتیں کرنے والا اور بے حیا نہیں ہوتا۔"[2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔"[3]

حضرت عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا! "اے اللہ کے نبی! میری قوم کا ایک شخص مجھے گالی دیتا ہے جب کہ وہ مجھ سے کم درجہ کا ہے، کیا میں اس سے بدلہ لوں؟

[1] اصلاحی خطبات از: حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، ۵ / ۸۳
[2] جامع الترمذی، البر والصلۃ، باب ما جاء فی اللعنۃ، الرقم: ۱۹۷۷
[3] صحیح البخاری، الادب، باب ما ینھی من السباب واللعن، الرقم: ۶۰۴۴



نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"آپس میں گالی گلوچ کرنے والے دو شخص گویا کہ دو شیطان ہیں جو آپس میں فحش گوئی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو جھوٹا کہتے ہیں۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"کچھ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور کہا "السام علیکم" (جس کا مطلب یہ ہے کہ تم کو موت آئے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جواب میں کہا: تم ہی کو موت آئے اور تم پر اللہ کی لعنت ہو اور اس کا غضب ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"عائشہ ٹھہرو! نرمی اختیار کرو، سختی اور بدزبانی سے بچو"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: "آپ نے سنا نہیں کہ انہوں نے کیا کہا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کیا تم نے نہیں سنا کہ میں نے اس کے جواب میں کیا کہا؟ میں نے ان کی بات ان ہی پر لوٹا دی (کہ تم ہی کو آئے) میری بددعا ان کے حق میں قبول ہوگی اور ان کی بددعا میرے بارے میں قبول نہیں ہوگی۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، آپ کی موجودگی میں ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اس شخص کے مسلسل برا بھلا کہنے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صبر کرنے اور خاموش رہنے پر) خوش ہوتے رہے اور مسکراتے رہے۔ پھر جب اس آدمی نے بہت ہی زیادہ برا بھلا کہا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی کچھ باتوں کا جواب دے دیا۔

ابن حبان ۱۳/ ۳۴ — صحیح البخاری، الادب، باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا ولا متفحشا، الرقم: ۶۰۳۰



اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو کر وہاں سے چل دیے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے آپ کے پاس پہنچے اور عرض کیا:

اے اللہ کے رسول! جب تک وہ شخص مجھے برا بھلا کہتا رہا آپ وہاں تشریف فرما رہے۔ پھر جب میں نے اس کی کچھ باتوں کا جواب دیا تو آپ ناراض ہو کر اٹھ گئے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تک تم خاموش تھے اور صبر کر رہے تھے تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا پھر جب تم نے اس کی کچھ باتوں کا جواب دیا تو (وہ فرشتہ چلا گیا اور) شیطان بیچ میں آ گیا اور میں شیطان کے ساتھ نہیں بیٹھتا" (لہٰذا میں اٹھ کر چل دیا)۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ابوبکر! تین باتیں ہیں جو سب کی سب بالکل حق ہیں۔

1. جس بندے پر کوئی ظلم یا زیادتی کی جاتی ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اسے معاف کر دیتا ہے (اور انتقام نہیں لیتا) تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کر کے اس کو قوی کر دیتے ہیں۔
2. جو رشتہ ناطہ جوڑنے کے لیے دینے کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کو بہت زیادہ دیتے ہیں۔
3. جو دولت بڑھانے کے لیے سوال کا دروازہ کھولتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی دولت کو اور بھی کم کر دیتے ہیں۔"

مسند احمد: ۲/۴۳۶

سبق: ۱۰ — یہ سبق پانچ دن میں پڑھائیں — دستخط معلم



نماز کی ڈائری

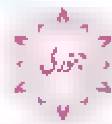
نماز کی ڈائری پُر کرنے کا طریقہ

فجر۔ف	ظہر۔ظ	عصر۔ع	مغرب۔م	عشا۔عش

1. اگر نماز وقت پر ادا کی ہے تو یہ ✓ نشان لگائیں۔ جیسے: ظ✓
2. اگر قضا کر لی ہے تو یہ ○ نشان لگائیں۔ جیسے: ⓔ
3. اگر قضا بھی نہ کی ہو تو کوئی نشان نہ لگائیں۔ جیسے: م

بتائے گئے طریقے کے مطابق ہر طالبہ خود نماز کی ڈائری پُر کریں۔

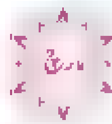




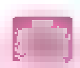
تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء
1					
2					
3					
4					
5					
6					
7					
8					
9					
10					
11					
12					
13					
14					
15					
16					
17					
18					
19					
20					
21					
22					
23					
24					
25					
26					
27					
28					
29					
30					
31					



تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء
1					
2					
3					
4					
5					
6					
7					
8					
9					
10					
11					
12					
13					
14					
15					
16					
17					
18					
19					
20					
21					
22					
23					
24					
25					
26					
27					
28					
29					

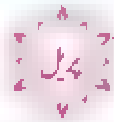


تاریخ	فجر	ظہر	عصر	مغرب	عشاء
1					
2					
3					
4					
5					
6					
7					
8					
9					
10					
11					
12					
13					
14					
15					
16					
17					
18					
19					
20					
21					
22					
23					
24					
25					
26					
27					
28					
29					
30					
31					

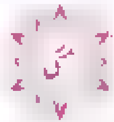




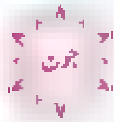
نمازی ڈائری



تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	عش عشاء
1					
2					
3					
4					
5					
6					
7					
8					
9					
10					
11					
12					
13					
14					
15					
16					
17					
18					
19					
20					
21					
22					
23					
24					
25					
26					
27					
28					
29					
30					



تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	عش عشاء
1					
2					
3					
4					
5					
6					
7					
8					
9					
10					
11					
12					
13					
14					
15					
16					
17					
18					
19					
20					
21					
22					
23					
24					
25					
26					
27					
28					
29					
30					
31					



تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	عش عشاء
1					
2					
3					
4					
5					
6					
7					
8					
9					
10					
11					
12					
13					
14					
15					
16					
17					
18					
19					
20					
21					
22					
23					
24					
25					
26					
27					
28					
29					
30					





تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	عش عشاء
1					
2					
3					
4					
5					
6					
7					
8					
9					
10					
11					
12					
13					
14					
15					
16					
17					
18					
19					
20					
21					
22					
23					
24					
25					
26					
27					
28					
29					
30					
31					

دستخط معلم	دستخط سرپرست



تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	عش عشاء
1					
2					
3					
4					
5					
6					
7					
8					
9					
10					
11					
12					
13					
14					
15					
16					
17					
18					
19					
20					
21					
22					
23					
24					
25					
26					
27					
28					
29					
30					
31					

دستخط معلم	دستخط سرپرست



تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	عش عشاء
1					
2					
3					
4					
5					
6					
7					
8					
9					
10					
11					
12					
13					
14					
15					
16					
17					
18					
19					
20					
21					
22					
23					
24					
25					
26					
27					
28					
29					
30					

دستخط معلم	دستخط سرپرست





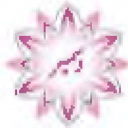
تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	عش عشاء
1					
2					
3					
4					
5					
6					
7					
8					
9					
10					
11					
12					
13					
14					
15					
16					
17					
18					
19					
20					
21					
22					
23					
24					
25					
26					
27					
28					
29					
30					
31					

دستخط معلم	دستخط سرپرست



تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	عش عشاء
1					
2					
3					
4					
5					
6					
7					
8					
9					
10					
11					
12					
13					
14					
15					
16					
17					
18					
19					
20					
21					
22					
23					
24					
25					
26					
27					
28					
29					
30					

دستخط معلم	دستخط سرپرست



تاریخ	ف فجر	ظ ظہر	ع عصر	م مغرب	عش عشاء
1					
2					
3					
4					
5					
6					
7					
8					
9					
10					
11					
12					
13					
14					
15					
16					
17					
18					
19					
20					
21					
22					
23					
24					
25					
26					
27					
28					
29					
30					
31					

دستخط معلم	دستخط سرپرست

مکتب تعلیم القرآن الکریم کا تعارف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ''مکتب تعلیم القرآن الکریم'' ایک تعلیمی ادارہ ہے جو علمائے کرام اور تعلیمی ماہرین کے اشتراک سے قائم شدہ ہے جس کے مقاصد یہ ہیں:

- قرآن کریم کی تعلیم کو فروغ دینا......
- بچپن سے بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کرنا......
- تعلیمی اداروں کی رہنمائی اور تعلیمی امور میں معاونت کرنا ہے تاکہ تعلیمی ادارے منظم اور مستحکم ہو سکیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اس سلسلے میں ادارہ مکتب تعلیم القرآن الکریم حسب ذیل خدمات انجام دے رہا ہے۔

- پاکستان بھر کے مکاتب اور اسکولوں میں ناظرہ قرآن کریم صحیح تجوید کے ساتھ پڑھانے کے لیے جدوجہد کر رہا ہے۔
- تعلیمی اداروں کے لیے نصابی، درسی کتب، نصاب پڑھانے کا طریقہ اور مزید علمی مواد پیش کر رہا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! نصابی کتب قرآن و حدیث کی روشنی میں، قومی تعلیمی پالیسی کے مطابق، ماہرین تعلیم، تجربہ کار اساتذہ کرام کی معاونت اور دورِ جدید کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے تیار کی جاتی ہیں، نیز مکمل حوالہ جات بھی درج کیے جاتے ہیں تاکہ بات معتمد اور مستند ہو۔

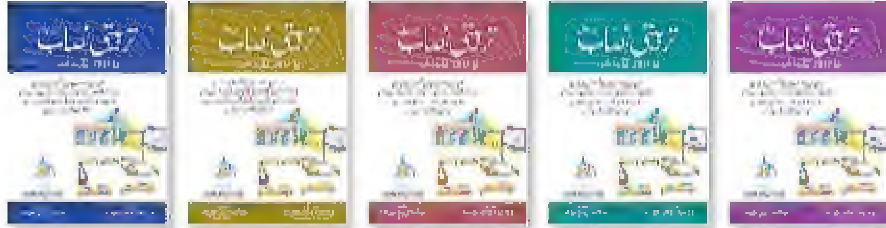
- اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ادارہ اساتذہ کرام اور منتظمین کے لیے تربیتی نشست (ورک شاپ) کا کم و بیش اوقات کے لیے بلا معاوضہ انعقاد کرتا ہے۔ جس میں تربیتی نصاب پڑھانے کا طریقہ اور کم وقت میں زیادہ بچوں کو نورانی قاعدہ/ ناظرہ قرآن کریم پڑھانے کا طریقہ بھی سکھایا جاتا ہے۔
- ادارہ، تمام بچوں کو معیاری تعلیم دینے اور تمام بچوں کی بہترین تربیت کے لیے کوشاں ہے۔

رابطہ نمبر کراچی : 0334-3630795 0323-2163507

رابطہ نمبر لاہور : 0321-4292847 0321-4066762

مکتب تعلیم القرآن الکریم کی مطبوعات

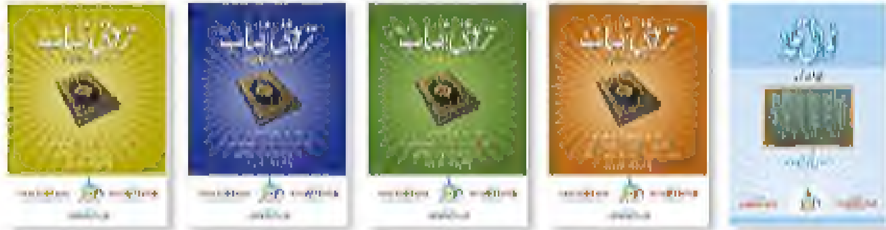
تربیتی نصاب برائے مکاتب قرآنیہ (ناظرہ)



تربیتی نصاب برائے اسکول



نورانی قاعدہ	تربیتی نصاب برائے مدارس حفظ



تربیتی نصاب (مستورات)	تربیتی نصاب (طالبات)	معیاری مکتب کے رہنما اصول	نورانی قاعدہ بورڈ پر پڑھانے کا طریقہ

